BROWN
BOOK ONLY

سلسلہ ثانی دسویں جلد

فسانہ لندن

ترجمہ مسٹریز آف لندن

مصنفہ

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس



مترجم

تیرتھ رام فیروزپوری

پبلشرز

لال برادرس

۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

فسانہ لندن

سلسلہ اول

مکمل اردو ترجمہ ۷ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ عبرت خیز اور سبق آموز ناول یہی ہے
قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں اور دو نوجوان ایک ہی وقت
میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف روانہ ہوتے ہیں پہلی دشوار گذار اور
پرشور مقامات سے گذرتی ہے ۔ مگر اس کے کنارے جابجا آسائشی فرودگاہیں موجود ہیں ۔ دوسری
سیدھی ڈھلوان اور بظاہر شاداب مگر چلنے چلانے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پُر ہے ۔ مصنف
دکھانا چاہتا ہے ۔ کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے
میں کامیاب ہوتی ہے ۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے ۔ مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع ایسے عجیب اور اتنے حیرت خیز
کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا ۔ اور ایک بار شروع کرکے ختم کئے
بغیر طبیعت کو چین نہیں آتا غضب کا دلفریب ناول ہے اور اس پر مصنف کی جادو بیانی اور شستہ
طرز تحریر نے غضب کر دیا ہے ۔

نیکی اور بدی ۔ گناہ اور پاکبازی ۔ افلاس و تمول کے بیشمار حیرت خیز نظارے پیش کئے ہیں ۔
اس کتاب کا ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے ۔ جو ہر لحاظ سے اصل عبارت کے مطابق ہے مگر پھر بھی
ترجمہ معلوم نہیں ہوتا ۔ سیکڑوں سندات خوشنودی موصول ہوئی ہیں ۔

ضخامت ۲۴۰۰ صفحوں سے زیادہ ۔ قیمت [illegible] محصولڈاک الگ ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں ۔ حصہ اول کی قیمت عہ اور باقی ہر حصہ کی ۱۲ ۔ علاوہ محصولڈاک کے

لال بہادر سنز، پارسنز روڈ لوکھا لاہور

سلسلۂ ثانی　　　　　　　　　　　　　　　　　　دسویں جلد

فسانۂ لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

ایڈیٹر رسالہ ترجمان لاہور

سنہ ۱۹۲۲ء

لال برادرس

۷۔ پارسنز روڈ۔ نولکھا۔ لاہور

ولمینس سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ لبھارام کھنہ پرنٹر چھپا

اشاعت ثانی　　　　　　(حقوق محفوظ)　　　　　　قیمت ۱۲ار

فہرست مطالب

سلسلہ ثانی

فسانہ لندن

دسویں جلد

باب ۹۳ جیل خانہ نیوگیٹ

رات کے ۲ بجے تھے۔ اور وقت کی آہنی آواز صد رمقام عالم کے ہزار ہا گھنٹوں کی زبان سے اسکی منادی کر رہی تھی۔

اسوقت جب کہ لیلائے شب کی سیاہی تمام کرہ ارض پر چھائی ہو۔ رات کے سناٹے میں گھنٹہ بجنے کی گہری۔ پرزور آواز کس درجہ موثر ہوتی ہے!

مانا کہ یہ وقت آرام کا ہے۔ مگر خواب اور آسایش دو ایسی نعمتیں ہیں۔ جو ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتیں۔

مجرم۔ مریض اور مغموم لوگوں کی راتیں اکثر شب بیداری میں گذرتی ہیں۔ ان کی صورت میں تکان کی حالت خواب آور ہونے کی بجائے الٹا پریشان کن ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح حد سے بڑھی ہوئی خوشی میں بھی نیند کو دور کر دینے کا اثر پایا جاتا ہے۔

حقیقت میں نیند ایک متلون طبیعت کی پری ہے۔ جسے اپنے طلبگاروں پر سختی کر کے مزا ملتا ہے۔ جنہیں سب سے زیادہ اس کی خواہش ہو۔ ان سے وہ اور بھی دور بھاگتی ہے۔ کسی نازآفریں حسینہ کی طرح وہ اپنے عاشق ناکام کے آس پاس پھرتی ہے۔ مگر قریب تر نہیں

آتی۔ اور کبھی اتنی سخت گیر اور ظالم ثابت ہوتی ہے۔ کہ لاکھ منت کرنے پر بھی فاصلہ پر ہی رہتی ہے۔

جب شہر لندن میں وقت کی آہنی آواز "دو" کی منادی کر رہی تھی۔ کیا بدنصیب ٹارنز یا اس کی مصیبت زدہ۔ خطاوار بیوی کی آنکھیں محو خواب تھیں؟

نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ایک ہی عمارت میں ۔ ۔ ۔ اگرچہ ایک دوسرے سے بالکل جدا۔ دونو برگشتہ قسمت بخار کے مریض کی طرح اپنے سخت بستروں پر کروٹیں لیتے اپنے سرکو ادھر ادھر پٹک رہے تھے۔ لاکھ کوشش کرتے تھے۔ کہ نیند آئے۔ مگر نہ آتی تھی۔

اس بیداری۔ خاموشی اور تاریکی میں وہ خیالات جو یکے بعد دیگرے مجرم اور خطاوار دلوں کے اندر پیدا ہوتے ہیں۔ کتنا خوفناک اثر رکھتے ہیں۔ ایسے اوقات میں ذہن انسانی ہیبت زا خیالات کا سرچشمہ بن جاتا ہے۔ خوفناک روحیں۔ ڈرانے والے سائے اور ہیبتناک مناظر ایک نہ ختم ہونے والے جلوس کی طرح سامنے سے گذرتے ہیں۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب حافظہ غضب کی تیزی رفتار سے اس تمام عرصہ زندگی کا نظارہ لیتا ہے۔ جو بیکار صرف ہوا تمام بُرے افعال جن کا اس وقت تک ارتکاب ہوا تھا۔ خوفناک مجسم صورتوں میں نمودار ہوتے ہیں۔ اور قطار باندھ کر سامنے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

اپنے تنگ و تاریک حجرہ میں کھردرے بستر پر لیٹے ہوئے بدنصیب ٹارنز کو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا کسی نے مجھے زندہ قبر میں دفن کردیا ہے۔ اسے اپنا دم گھٹتا اور پہلوؤں پر دباؤ محسوس ہوتا تھا۔ مضطرب تخیل اس کی شب بیدار آنکھوں کے سامنے سیکڑوں طرح کے خوفناک مناظر پیش کرتا تھا۔

کیا واقعی میں جیلخانہ نیوگیٹ میں زیر حراست ہوں؟ کیا یہ محض ایک خوفناک خواب یا میرے تخیل کی پریشانی تو نہیں ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ دست انصاف نے مجھے میرے پرآسائش مکان سے لاکر ۔ ۔ ۔ تمام علایق دنیا سے الگ اس خوفناک جیل خانہ میں لا ڈالا ہے؟

نہیں! نہیں! یہ غیر ممکن ہے! ایسا ہو نہیں سکتا۔ ہا! ہا! کس قدر مضحکہ خیز خیال ہے!

مگر۔ ۔ اف! اے راحم خدا! اس نے اپنے بازو پھیلائے۔ اور اس کے ہاتھ سرد کھردری دیواروں سے لگے۔ انہیں قریب تر کھینچا۔ تو معلوم ہوا کہ میں ایک آہنی چارپائی پر پڑا ہوں

جس کے اوپر کھردرا بستر بچھا ہوا ہے۔ اور بخار کی طرح گرم اعضا ایک موٹے گھوڑوں پر ڈالنے کے کمبل میں لپٹے ہوئے ہیں!

اس حالت زار سے خبردار ہو کر اس بدنصیب کے منہ سے کراہنے کی ایسی دردناک آواز نکلی جسے سن کر اس صورت میں بھی کہ وہ دس ہزار گنا زیادہ خطا وار ہوتا۔ دل میں درد پیدا ہونا یقینی تھا۔ وہ ایسی پر اذیت آواز تھی۔ کہ شیطان بھی اسے سن کر یہ کہہ بیٹا۔ اس شخص نے بہت تکلیف اٹھائی ہے!

تکلیف! اے مقدس خدا۔ اس شخص کی تکلیف کا کیا ٹھکانہ ہے۔ جو مضبوط آہنی دروازوں سے محصور قبر نما حجرہ تاریک میں بند ہو۔ جسے تیری بیش بہا نعمتیں ... پاک وصاف ہوا اور دن کی منور روشنی بھی نصیب نہ ہوں۔ جہاں کوئی اس کا غمگسار اور کوئی یار و مددگار نہ ہو!

تکلیف! کہتے ہیں سب سے زیادہ تکلیف اس شخص کو ہوتی ہے۔ جو اپنا قدم پھانسی کے تختہ پر رکھنے لگتا ہے۔ مگر سچ جانئے اس بدنصیب شخص کو بھی اتنی تکلیف محسوس نہ ہوتی ہوگی جتنی مغلوب اور تباہ حال ٹارز کو ہو رہی تھی۔ ہمت و استقلال کی کمی سے وہ سارے جرائم جن کا ارتکاب اس نے اپنی زندگی میں کیا۔ اس کی نگاہوں کے سامنے خوفناک تصاویر کی صورت میں حلقہ زن تھے۔ اور دور فاصلہ پر اس انتہائی جرم کے شبہ میں جو اس سے منسوب کیا گیا تھا۔ فرشتہ اجل کی دھندلی مگر یقینی صورت نظر آرہی تھی۔

یہ سچ ہے کہ وہ جرم قتل کا مرتکب نہیں ہوا تھا۔ مگر ایک اور جرم جس کے لئے دنیاوی قانون نے اس سے بازپرس نہیں کی تھی۔ مگر زبردست آسمانی قانون ہر وقت اسے عذاب دے رہا تھا۔ یعنی روزامنڈ کے متعلق اس کی انتہائی شیطنت کی یاد۔ سب سے زیادہ اسے درد اذیت دے رہی تھی۔ بدنصیب ... انتہا سے زیادہ بدنصیب آدمی! تاریکی۔ خاموشی اور بے آرامی واقعہ میں اس کے لئے خوفناک بلائیں تھیں۔ اتنی خوفناک کہ جس وقت وہ تپ محرقہ کے مریض کی طرح بستر پر بے چینی کی کروٹیں لے رہا تھا۔ ہزاروں مرتبہ اس کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی۔ کہ موت ہی آکر اس عذاب سے نجات دے۔ اگرچہ اس کے باوجود اس کے پاس خودکشی کا کوئی ذریعہ ہوتا۔ تو وہ اپنی جان لینے کی بھی جرأت نہ کرسکتا۔

چونکہ اس سے ایک نہایت خوفناک۔ انتہائی جرم منسوب کیا گیا تھا۔ اس لئے اسے

باقی قیدیوں سے الگ ایک حجرہ میں زیرحراست رکھا گیا۔ اس کے خلاف قتل عمد کا الزام تھا اور وہ اس کوٹھری میں بند تھا۔ جس کے سیکڑوں مکین اس سے پیشتر پھانسی کی راہ سے ملک عدم کو سفر کر چکے تھے۔

ناظرین۔ اس خوفناک جیل خانہ میں جسے لوگ نیوگیٹ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ پورے کمرہ کی سکونت کا حق خاص (اگر کسی طرح اس قبر نما کال کوٹھڑی کو کمرہ کا لقب دیا جا سکتا ہے) صرف ان شخصوں کو ہی حاصل ہے۔ جن پر قتل کا الزام عاید کیا گیا ہو جن سے نسبتاً ہلکے الزامات منسوب ہوئے ہوں۔ انہیں ایک ہی جگہ رکھا جاتا ہے۔ جہاں یہ کثیف کرہ ہوائی مکینوں کے کثیف تر خیالات کی اشاعت کا ذریعہ بنتا ہے۔

آہ! یہ جیل خانہ کتنا ہیبت زا مقام ہے۔ اس کا وجود صدر مقام کی تہذیب پر کتنا بڑا داغ لانیوالا ہے!

یہ امر موجب افسوس ہے کہ ایسے مقام کا انتظام لندن کے آلڈرمین کی ایک ناقابل جاہل اور بگڑے دل جماعت کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ یہ امر باعث ندامت ہے کہ مقامی انتظامات کی اس افسوسناک خرابی کو محض اس لئے برقرار رہنے کا موقعہ حاصل ہے۔ کہ آجتک کسی مدبر نے اس حالات زمانہ سے پس افتادہ۔ قابل مذمت جماعت سے اس کے اختیارات واپس لینے کی جرات نہیں کی۔

مسٹر ٹارنز کی بیوی . . . صرف ایک دن رات کی دلہن کو جس سے ہمارے ناظرین ہاٹھا سلنگسبی کے معروف نام سے اچھی طرح شناسا ہیں۔ اپنے شوہر کی طرح ایک جدا کوٹھری میں نہیں رکھا گیا تھا۔ کیونکہ اس کے خلاف اس کے شوہر کی طرح قتل کا خوفناک الزام عاید نہیں ہوا تھا۔ اس کا الزام چونکہ نسبتاً ہلکا تھا۔ اس لئے اسے کئی اور مجرم عورتوں کے ساتھ ایک ہی کمرہ میں رکھا گیا۔

جب وقت کی آہنی آواز نے دو بجنے کی منادی کی۔ تو یہ بھی اپنے شوہر کی طرح کھردرے بستر پر بیدار پڑی تھی۔ اور اس کی حالت . . . اگر یہ ممکن سمجھا جائے . . . تو اپنے شوہر کی حالت سے بدتر تھی۔

یہ اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو اس الزام سے جو اس کے خلاف عاید کیا گیا ہے بے قصور سمجھتا تھا۔ اور یہ قصوروار۔ اس کے زخم خوردہ دل اور پریشان روح کے لئے معصومیت

کا سہارا بھی موجود نہ تھا۔ کیونکہ یہ اپنے آپ کو حقیقتاً مجرم سمجھتی تھی۔ اور اس جرم کا بوجھ اس کے سینہ پر سیسہ کے ڈلے کی طرح پڑا ہوا تھا۔

وہ جانتی تھی کہ جعلسازی کا جرم میرے خلاف یقیناً ثابت ہو جائے گا۔ اور اس جرم کی سزا قانون کی رو سے موت[1] ہی مقرر تھی۔

موت!... ہاں۔ وہ موت جس کا ذریعہ سرکاری جلاد بنتا ہے۔ یعنی پھانسی کی ذلت بخش۔ عبرتناک موت!

ہر ایک لمحہ جو گذر رہا تھا۔ اس کی زندگی کو خاتمے کے قریب تر لانیوالا تھا۔ کیونکہ وہ سمجھتی تھی عنقریب کسی دوشنبہ کی صبح کو، مقدمہ کی سماعت کے بعد جس میں مجھے سزا دیا جانا یقینی ہے۔ مجھے سزا یافتہ اشخاص کی کوٹھری سے کئی تاریک اور خوفناک راستوں سے گذار کر اس مقام پر لے جائیں گے۔ جہاں پھانسی ایک خوفناک۔ سیاہ عفریت کی طرح نمودار ہوگی اس کی چند سیڑھیوں پر مجھے زبردستی کھینچکر چڑھایا جائے گا۔ ہزاروں انسانی آنکھیں میری نزع کی تکلیف کو دیکھنے کے لئے منتظر ہوں گی۔ پھانسی کے تختہ پر کھڑا کر کے پادری اپنی رسمی دعا پڑھنا شروع کردے گا۔ ہائے! وہ چند منٹ کا عرصہ صدیوں کی مسلسل اذیت سے زیادہ خوفناک اور ہیبت بخش ہوگا۔ میری قوت سامعہ اس وقت جلاد کی انگلی کی اس آواز کو بھی محسوس کرے گی۔ جب وہ تختہ کو کھینچنے لگے گا۔ اور پھر جب وہ مہلک تختہ پاؤں کے نیچے سے نکال لیا جائے گا۔ تو میری جان۔ دم گھٹنے کی تکلیف سے کس طرح تڑپ تڑپ کر نکلے گی!

باوجود بڑی جدوجہد کے بدنصیب عورت کا تخیل پھانسی کی موت کا نظارہ غایت درجہ کی تفصیل کے ساتھ پیش کرتا رہا۔ اس وقت کی ہر ایک خوفناک رسم۔ ہر ایک جزوی تفصیل اس کے پیش نظر تھی۔ اور قیدخانہ کی کوٹھری میں لیٹے ہوئے نیند حاصل کرنے کی بے سود کوشش میں یہ سماں بار بار اس کی آنکھوں میں پھرتا تھا۔

پھانسی کے خوفناک مراسم قابل یادگار صحت اور نہ بھولنے والی درستی کے ساتھ اس کے ذہن میں اپنا نقشہ پیش کر رہے تھے۔

---

[1] جس زمانہ کا اس جگہ ذکر ہو رہا ہے۔ اس میں جعلسازی کے جرم کی سزا موت ہی مقرر تھی۔ تاریخ ہند میں مہاراجہ نندکمار کا جعلسازی کے جرم میں پھانسی پانا ایک مشہور واقعہ ہے ۱۲ (مترجم)

اس وقت یہ خیال کہ میں کیا تھی - اور اب کیا ہوگئی - بہت خوفناک ... بہت ہی خوفناک تھا -

اس کے لئے دنیا میں ایک بھی رشتہ امید باقی نہ تھا - اور موت عیش و نشاط کی اُمنگوں میں ہی اسے عالم فنا کی طرف لے جانے کو تیار تھی - زندگی کی دلچسپیاں اور سوسائٹی کی رعنائیاں سراب فانی نظر آنے لگی تھیں -

اے کاش کوئی طاقت ... کوئی ذریعہ ... ان وحشت خیز روح فرسا خیالات کے بہاؤ کو روکنے کا ہو جو رہ رہ کر اس خوفناک صبح کا نقشہ پیش کر رہے تھے - جب اسے پھانسی کے تختہ پر چڑھنا ہوگا ... جب اس ہیبت خیز نشیب دروازہ سے نکلنے پر جسے دیکھ کر راہرو بھی لرزہ براندام ہو جاتے ہیں - ایک لمحہ بھر کے لئے کھلے میدان کی تازہ ہوا موجب فرحت ثابت ہوگی - اور عین سامنے وہ تاریک اور خوفناک چوبی کل دکھائی دے گی جو مجرموں کو راہ عدم پہ لے جانیکا ذریعہ ہے ... چوبی ستونوں کے اوپر رکھی ہوئی لکڑی کے ساتھ مہلک زنجیر اور تختہ کے نیچے اس کا اپنا تابوت پڑا ہوا! اُف! اس خوفناک نظارہ کا تصور اتنا ہیبت زا ہے کہ مضبوط ترین دل بھی دہل جاتے ہیں - اور بڑے بڑے جوانمرد مارے خوف کے رعشہ براندام ہونے لگتے ہیں -

اے ناظرین - اس عالم ایجاد میں جرم کا ثمرہ دو ہی طرح ملتا ہے - یا تو قانون کے ذریعہ یا مجرم کے اپنے خیالات کی بدولت - مگر سچ پوچھئے تو قانون جو سزا دیتا ہے - وہ اس سزا کے مقابلہ میں کچھ بھی ہستی نہیں رکھتی - جو خطا دار شخص کو اس کے اپنے ضمیر کی ملامت سے ملتی ہے - مانا کہ پھانسی کا خوف بجائے خود جگر پاش ... روح فرسا ہے مگر اس شخص کا تخیل جو حقیقت میں گنہگار ہو - اس خوف کو سیکڑوں - ہزاروں گنا مبالغہ آمیز کر کے پیش کرتا ہے -

اس کتاب کے پڑھنے والو - اس بدنصیب مرد اور خطادار عورت کی نظیر سے جن کا ذکر ہم اس وقت کر رہے ہیں - اور جن کے سروں پر سیکڑوں مصیبتیں اور انقلابات برق کی تیزی رفتار اور صدمہ کے ساتھ نازل ہوئے - عبرت حاصل کرو - دیکھ لو - جرم کا ثمرہ عاقبت میں تو کیا - اس دنیا میں ہی ملتا ہے - بدی کا ارتکاب نہ صرف معیوب بلکہ حماقت آمیز ہے - کیونکہ اس راہ پر چل کر کبھی کسی نے راحت نہیں پائی -

اے زر... مہلک.. جیتی اور نظر فریب زر۔ تو ہی وہ زبردست طاقت تھا جس کی کشش نے ان دونوں سے طرح طرح کی خطائیں۔ گناہ اور جرم کرانے کے بعد آخر کار نیوگیٹ کے خوفناک جیل میں لا ڈالا۔

عورت تیری خاطر جعلسازی کی مرتکب ہوئی۔ اور مرد نے تیرے لئے اپنے لخت جگر کی عصمت فروخت کی جس وقت ٹارنر نے وہ پہلا فعل شنیع کیا۔ اسی وقت سے اس پر مصیبتیں نازل ہونے لگیں۔ اس کی ہر ایک تدبیر خاک میں مل گئی۔ سونے پر ہاتھ ڈالا۔ تو مٹی ہو گیا۔ حتیٰ کہ حالات کے اجتماع نے آخر کار اس کی گردن پر اس خوفناک جرم کا بوجھ ڈال دیا جس کا تاوان اس کی زندگی تھا۔ اور یہ بھی اس صورت میں کہ وہ حقیقتاً اس جرم سے بے قصور تھا۔

پس ثابت ہوا کہ بدی کی راہ پر چلنا نہ صرف بُرا بلکہ اپنے فوائد کے بھی خلاف ہے بدی کرنا ایک مہلک حماقت ہے۔ جس کے اثرات کو کوئی پشیمانی زائل نہیں کر سکتی۔ یہ ایک زبردست حقیقت ہے۔ جسے دنیا کا ہر شخص اپنی زندگی میں تسلیم کرنے پر مجبور ہوتا ہے... کوئی خوش نصیب مناسب وقت پر۔ لیکن اکثر ان حالات میں جو تلخ تجربات کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ یعنی جیل خانہ نیوگیٹ کی خوفناک چار دیواری میں محصور ہونے کے بعد!

نیوگیٹ! کتنے بے تعداد رشتے تیری دہلیز پر ٹوٹ گئے.. کس قدر لاانتہا شخصوں نے یکے بعد دیگرے تیرے دروازہ میں قدم رکھنے کے بعد۔ اس جرم پر متاسف نہ ہونے کے باوجود جو اس دور زندگی کا لازمی تتمہ تھا جسے انہوں نے اختیار کیا۔ اور جس کی منزل مقصود آخر کار تو ہے۔ اپنی حماقت پر دانت پیسے۔ سر کو دھنا اور دم آخر تک کف افسوس ملا کئے۔

دن کے دس بجے تھے کہ ایک کرایہ کی گاڑی گورنر جیل خانہ کے مکان کے سامنے رکی جو نیوگیٹ کے بیرونی حصہ کے وسط میں واقع ہے۔ اس گاڑی سے پہلے ایک شکیل اور طویل القامت جوان اترا اور پھر اس نے ایک نقاب پوش خاتون کو سہارا دے کر اترنے میں مدد دی۔

خاتون بظاہر سخت پریشان اور مضطرب تھی۔ کیونکہ وہ مرد کے بازو کا سہارا لئے کر

چل رہی تھی - دونوں گاڑی سے اُتر کر سیدھے گورنر جیل خانہ کے دفتر میں داخل ہوئے -
مرد کلیرنس ولیرز اور خاتون اس کی حسین بیوی ایڈیلائس تھی -
دونوں ڈیون شائر میں ماہ عسل کا زمانہ بسر کرنے گئے تھے - وہاں سے واپس آتے ہوئے صدر مقام سے پرے ہی انہیں راستہ میں یہ خوفناک اطلاع ملی - کہ ایک کی خالہ جعلسازی کے جرم میں اور دوسری کا باپ سر ہیری کورٹنی کے قتل کے الزام میں داخل حوالات ہو چکا ہے - وہیں انہیں اول مرتبہ یہ بات معلوم ہوئی کہ حراست سے پہلے بدنصیب جوڑے میں رشتہ شادی قائم ہو چکا تھا - مگر اس شادی کا سوال اتنا معمولی تھا - کہ ان خوفناک الزامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو دونوں کے خلاف عائد کیے گئے تھے - انہیں اس پر غور کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملا - شب گذشتہ کو وہ لندن میں پہنچے - اور سیدھے ٹارنز کا ٹیج میں گئے - جہاں قدرتی طور پر انہیں روزامنڈ کے موجود ہونے کی امید تھی -
مگر اس امید میں انہیں بہت سخت مایوسی ہوئی - وہی شوخ خادمہ اور باغبان لڑکا جن کا ذکر پہلے آ چکا ہے - اب تک اس کوٹھی میں موجود تھے - اور ان کی زبانی انہیں جو اطلاع ملی - اس نے ... اگر یہ ممکن سمجھا جائے تو ... ایڈیلائس کے دل کو اور زیادہ مجروح کر دیا - اور کلیرنس کے سینہ میں کئی طرح کے نئے شبہات پیدا کر دیئے -
کیونکہ انہیں نوکروں کی زبانی معلوم ہوا - کہ ایڈیلائس کی شادی کے بعد فوراً ہی مس روزامنڈ مسز سلنگسبی کے ہاں مہمان ہو گئی تھی - وہ وہاں دس دن کے قریب رہی - اور اسی رات مکان پر واپس آئی تھی - جب قتل کی خوفناک واردات ہوئی - جتنا عرصہ وہ ٹارنز کا ٹیج میں رہی - نہایت مضطرب اور بے چین نظر آتی تھی اور اگلے دن وہاں سے باپ کے نام ایک رقعہ چھوڑ کر رخصت ہو گئی - کسی کو معلوم نہ تھا - اب وہ کہاں ہے -
غریب ایڈیلائس نے ان خبروں کو سن کر جن کے باہمی تعلق کو سمجھنے سے وہ بالکل قاصر تھی زار زار رونا شروع کر دیا - مگر اس کے شوہر کلیرنس کے دل میں کئی طرح کے خوفناک خیالات اور شبہات پیدا ہونے لگے - کیونکہ جیسا ہمارے ناظرین کو معلوم ہے - اسے اس بات کی خبر تھی کہ سر ہیری کورٹنی کا نہ صرف میری خالہ سے ناجائز تعلق تھا - بلکہ وہ روزامنڈ پر بھی حریصانہ نگاہیں ڈالنے لگا تھا - یہ بھی اسے معلوم ہو چکا تھا کہ مسز سلنگسبی نے برونٹ کے خصائل

کی نسبت طرح طرح کی غلط بیانیاں کر کے معصوم روزامنڈ کے دل میں اس اوباش امیر کی نسبت جذبہ احترام پیدا کر دیا تھا۔ ان حالات کو پیش نظر رکھ کر روزامنڈ کا دوبارہ اولڈ برنگٹن سٹریٹ والے مکان پر جانا۔ ٹارنز کا بیچ میں سرہنری کو رٹنی کا قتل۔ ٹارنز اور مسز سٹلنگبی جیسے اجنبی شخصوں کی فوری شادی اور اس کے بعد روزامنڈ کا گھر سے فرار ہو جانا۔ یہ سب واقعات اتنے مشتبہ اور پراسرار تھے۔ کہ کلیرنس حیرت زدہ ہو کر پیچ و تاب کھانے لگا۔

اس جگہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ قتل کی وہ کیفیت جو مسٹر ٹارنز نے روزامنڈ کے روبرو بیان کی تھی۔ اور جو ناظرین کے علم کے مطابق قتل کی واردات کی حد تک صحیح ہی ہے۔ کلیرنس کو بالکل معلوم نہ تھی۔ کیونکہ وہ اخبارات میں شایع نہ ہوئی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ جب ڈاٹکیس اور نگھم نے مسٹر ٹارنز کو گرفتار کیا۔ تو آخرالذکر نے ایک لائق وکیل کو مشورہ کے لئے بلوا بھیجا تھا۔ چنانچہ مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہونے سے پہلے اس نے سارے حالات اس وکیل کے سامنے بیان کر دیئے۔ اور اس کے مشورہ سے اب تک وہ صرف اپنے آپ کو بے قصور ہی ظاہر کرتا رہا تھا۔ اور واقعہ کی مفصل کیفیت کو اس نے عدالت سشن کے لئے محفوظ رکھا تھا۔ کیونکہ اسی کیفیت پر اس کی صفائی کا دارومدار تھا۔

پس حالات پیش آمدہ میں کلیرنس ویلیرز کے دل میں یہ خیال پیدا ہونا قدرتی تھا۔ کہ ٹارنز حقیقت میں جرم قتل کا مرتکب ہوا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی جب یہ شبہ اس کے دل میں پیدا ہوا کہ میری خالہ بھی اس جرم کی شریک کار ہے۔ تو بے اختیار اس کے بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ اس نے یہ سمجھا کہ مرد عورت دونوں نے مل کر خوفناک جرائم کا ارتکاب کیا ہے اور اب یہ اندیشہ بتدریج اس کے دل میں مضبوط ہونے لگا تھا۔ کہ اسی سلسلہ میں شاید روزامنڈ کی بے حرمتی بھی کی گئی ہو۔

مگر ان شبہات کا اس نے ایڈیلائس سے بالکل ذکر نہیں کیا۔ بلکہ اُلٹا اسے یہ کہہ کر تسلیاں دیتا رہا۔ کہ شاید تمہارے والد محض نواحی شہادت کیوجہ سے متہم ہوئے ہیں اور ان کی بیگناہی جلدی ہی ثابت ہو جائے گی۔ یہ باتیں اس نے ایڈیلائس کا دل رکھنے اور اس کے غم و اندوہ کو کم کرنے کے لئے تو کہہ دیں۔ مگر اپنے دل میں وہ انہیں بالکل نادرست سمجھتا تھا۔ اپنی خوبصورت بیوی کے رنج و اضطراب کو دیکھ کر اس کا سینہ فگار ہو رہا تھا

اور اسے تسکین دینے کی غرض سے جو الفاظ منہ پر آتے تھے اس سے کہتا رہا۔

وہ رات انہوں نے ٹارنز کاٹیج ہی میں بسر کی اور دوسرے دن جس کا ذکر ہم اس باب میں کر رہے ہیں۔ وہ دونوں قیدیوں کی ملاقات کے لئے جیل خانہ کی طرف روانہ ہوئے۔

جب گورنر جیل خانہ کو بتایا گیا۔ کہ مسز ولیرز مسٹر ٹارنز کی دختر ہیں۔ تو وہ بہت ہمدردی سے پیش آیا۔ اور سب سے پہلے خود جا کر ٹارنز کو اس کی بیٹی اور داماد کی آمد کی خبر دینے پر آمادہ ہو گیا۔ تاکہ وہاں کی ملاقات کے لئے تیار ہو۔ اس تجویز کو اڈیلائس اور اس کے شوہر نے شکریہ کے ساتھ منظور کیا۔ اور آخر کوئی دو منٹ بعد واپس آ کر گورنر انہیں اپنے ساتھ قیدی کے حجرہ میں چھوڑ آیا۔

کمرہ میں پہنچتے ہی اڈیلائس رو کر اپنے باپ کے گلے لگ گئی۔ اور جوش وحشت کے ساتھ دیر تک اس سے بغلگیر رہی۔ اس کی چھاتی پر سر رکھے تھپکیاں لیتی اور اشکوں کا سیلاب بہا رہی تھی۔ کلیرنس ولیرز ایک طرف کھڑا اس دردناک اور موثر نظارہ کو دیکھ رہا۔

بیٹی کی محبت کے اس انتہائی اظہار سے متاثر ہو کر باپ نے کہا۔ "بیٹی اڈیلائس میں بخدا ... بالکل بے خطا ہوں۔"

یہ سن کر اڈیلائس باپ کے قدموں میں دوزانو ہو گئی اور اپنا چہرہ ٹارنز کے مرجھائے ہوئے ہاتھ میں چھپا کر کہنے لگی۔ "خدا کا شکر ہے کہ آپ بے قصور ہیں۔ مجھے یقین ہے آپ کا بے خطا ہونا جلد ہی آپ کی رہائی کا موجب ثابت ہو گا۔"

ٹارنز خاموش کھڑا رہا۔ چند روزہ حراست نے ہی عظیم ذہنی اذیت کے باعث اس کی صورت میں حیرت خیز تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ وہ بالکل دبلا پتلا نظر آتا تھا۔ اور شکل سے پہچانا نہیں جاتا تھا چند منٹ خاموش رہنے کے بعد آخر کار اس نے اپنی بیٹی کو اٹھا کر ایک نشست پر بٹھایا اور کہنے لگا۔ "کلیرنس تم نے بھی میرا بیان سنا؟ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنے آپ کو بے قصور ظاہر کرتا ہوں۔"

نوجوان حیران تھا۔ کہ مجھے اس معاملہ میں کیا خیال کرنا چاہئے۔ بہرحال اس نے ٹارنز کو تسکین دینے کی غرض سے کہا۔ "جی ہاں میں نے سن لیا۔ اور مجھے اس سے بے حد خوشی ہوئی ہے۔"

لیکن اس بات کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ کہ میں آخر کار اپنی بے گناہی ثابت

کر سکوں گا۔ یا نواحی حالات کی شہادت اتنی زبردست ہوگی۔ کہ اس کی تردید غیر ممکن ہو جائے گی۔"
یہ سن کر ایڈیلائس کے منہ سے مایوسی کی آہ نکلی۔
ولیرز کہنے لگا۔"میری جان خدا کے لئے صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ تم نے سن لیا کہ تمہارے والد بالکل بے قصور ہیں۔۔۔"
وہ بولی۔"یہ صحیح ہے۔ لیکن اگر دنیا نے ان کو بے قصور تسلیم نہ کیا۔ تو کیا ہوگا؟ انکی بیگناہی کی نسبت صرف ہمارا یقین ہی کافی نہیں۔ الہٰی یہ کیا مصیبت ہے۔ جو یکایک ہم پر نازل ہوگئی!"
اس نے پر وحشت الفاظ میں کہا۔ اور پھر کچھ سوچکر وہ کہنے لگی۔"لیکن پیارے ابا روزامنڈ کہاں ہے؟ کیا آپ کو میری بہن روزامنڈ کا کچھ حال معلوم نہیں؟"
یہ الفاظ سن کر نار نز کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔ اور اس نے دوسری طرف کو منہ پھیر لیا۔ اس سوال نے ہزار ہا تکلیف دہ جذبات اس کے ذہن میں تازہ کر دیئے تھے۔ اس میں اس سوال کا جواب دینے کی بالکل ہمت نہ تھی۔
یکایک ایڈیلائس کی حالت میں تبدیلی پیدا ہوگئی۔ آنکھیں جو ایک لمحہ پیشتر تیزی سے چمک رہی تھیں۔ دیوانوں کی طرح پر وحشت نظر آنے لگیں اور وہ ادھر ادھر دیکھ کر کہنے لگی۔"ابا جان اس جیلخانہ میں!۔۔۔ بہن روزامنڈ کا حال معلوم نہیں۔۔۔ اور کلیرنس۔۔۔ ہائے میرا پیارا کلیرنس وہ کہاں ہے؟ میرا خیال تھا وہ میرے پاس ہے۔۔۔"
"خداوندا تیرا رحم!" ولیرز نے پر جوش لہجہ میں کہا۔"کیا ایڈیلائس کے حواس بھی جواب دیئے جا رہے ہیں!" پھر اس نے اپنے بازو اس کی کمر میں ڈال کر کہا۔"ایڈیلائس۔۔۔ میری جان سے پیاری ایڈیلائس۔۔۔ تمہارا کلیرنس تمہارے پاس کھڑا ہے۔۔۔ جان من تم میری طرف ان وحشت آمیز نظروں سے کیوں دیکھتی ہو؟ بولو۔۔۔ خاموش کیوں ہو؟ میں تمہارا کلیرنس۔۔۔ تمہارا پرستار۔۔۔ تمہارے پاس حاضر ہوں۔۔۔ الہٰی وہ مجھے نہیں پہچانتی۔۔۔ ہائے یہ کیا ستم ہے!"
یہ کہتے ہوئے نوجوان نے پیچھے ہٹ کر عالم یاس میں اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی زور سے اپنی پیشانی پر ماری۔ مگر ایڈیلائس بدستور بے حس و حرکت کھڑی وحشت آمیز نظروں سے ادھر ادھر دیکھتی رہی۔ بدنصیب باپ یہ حالت دیکھ کر لڑکھڑاتا ہوا سہارے کے لئے دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ اور غمزدہ لہجہ میں بولا۔"خدایا آخر اس مصیبت کا انجام

کیا ہوگا؟"

عین اس وقت کوٹھری کا بھاری آہنی دروازہ کھلا - ایڈیلائس کے منہ سے حیرت اور خوشی کی مشترکہ چیخ نکلی - اور آن واحد میں وہ روزامنڈ سے جو اندر داخل ہوئی تھی - بغلگیر ہو گئی -

اس کے ساتھ اسٹھرڈی مڈینا بھی تھی - جب تک دونوں بہنیں وفور محبت سے بغلگیر رہیں - اسٹھر - کلیرنس ولبرز اور ٹارنر کے پاس چپ چاپ کھڑی رہی -

ایڈیلائس کی خوش نصیبی تھی کہ روزامنڈ اسوقت وہاں آگئی جب اس کا دماغ فراست اور دیوانگی کی عظیم جدوجہد میں مبتلا تھا - یہ ایک ایسا موقعہ تھا کہ ذرا سا واقعہ اس بارہ میں فیصلہ کن ثابت ہو سکتا تھا - کہ اس جدوجہد کا آخری نتیجہ اسکی دیوانگی نکلے گا یا کیا

روزامنڈ کے آجانے سے ایڈیلائس کا دماغ جو ایک لمحہ پیشتر متزلزل تھا پھر قائم ہوگیا - اس نے باہستگی روزامنڈ کو جدا کیا - اور کرسی پر بیٹھ کر کلیرنس کو اشارہ سے اپنی طرف بلایا پھر کہنے لگی "میرے عزیز شوہر - تم میرے پاس ٹھیرو - میرے دل میں عجیب وغریب خیالات اٹھ رہے ہیں - جن کا اثر ایک لمحہ قبل میرے دماغ میں تاریکی سی پیدا کر رہا تھا - ایسا معلوم ہوتا تھا - میں کھڑی کھڑی سوگئی ہوں . . ."

کلیرنس کو یہ دیکھ کر کہ اب وہ پھر ہوش میں ہے بہت خوشی ہوئی اور وہ کہنے لگا "میری جان کیا اب تو تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہے؟"

"نہیں اب میں اچھی ہوں" ایڈیلائس نے کہا اور اس کے بعد اپنے شوہر کی چھاتی سے لگ کر وہ دیر تک آنسو بہاتی رہی -

اس اثنا میں روزامنڈ اپنے باپ سے بغلگیر ہو کر آنسو بہا رہی تھی - یہ نظارہ اتنا موثر اور رقت انگیز تھا - کہ رحم دل - فیاض منش اسٹھرڈی مڈینا بھی اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکی اور اس کی ہمدردی آنسوؤں کی صورت میں آنکھوں کی راہ سے بہنے لگی -

آخر کار روزامنڈ نے جس کی آواز سسکیوں کی وجہ سے گلوگیر تھی رکتے رکتے کہا "ابا جان . . . پیارے اباجان . . . امید کو ہاتھ سے نہ دیجئے - خدا مسبب الاسباب ہے . . ."

"امید!" مسٹر ٹارنر نے اس لفظ کو سن کر چونکتے ہوئے کہا - اس کی حالت اس وقت

اس شخص کی سی تھی جس کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالا جا چکا ہو۔ اور اسے درخواست رحم منظور ہو جانے کی اطلاع موصول ہوئی ہو۔

دوسری طرف ایڈیلائس بھی فرو بستہ جذبات کے اخراج کی وجہ سے پرسکون ہو چکی تھی اور اب اس کا وہ عارضی ذہنی فتور جو ایک موقعہ پر اس کی دیوانگی کا اندیشہ پیدا کرنے والا تھا بالکل رفع ہو چکا تھا۔ وہ بھی کہنے لگی "بہن کیا تم نے امید کا لفظ کہا؟"

یہ حالت دیکھ کر مس ڈی مڈینا آگے بڑھی۔ اور کہنے لگی "روزامنڈ خاموش۔ یہ وقت نہیں کہ اس لفظ کو اس جگہ زبان سے نکالا جائے۔" پھر اس نے ایڈیلائس کی طرف مخاطب ہو کر کہا "میڈم از برائے خدا آپ بھی خاموش رہیں۔ اگرچہ اس کا میں آپ سب کو یقین دلاتی ہوں کہ نہ صرف امید بلکہ اس بات کا کامل یقین ہے . . ."

"الہیٰ تیرا صد ہزار شکر۔" ایڈیلائس نے دعائیہ انداز سے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔ اور دوسری طرف مسٹر ٹارنز خوشی اور تحیر کے جذبات سے اسقدر متاثر ہوا۔ کہ بے اختیار اس کھردرے بستر پر بیٹھ گیا۔ جہاں اس نے ساری رات انتہا درجہ کی پریشانی میں بسر کی تھی۔

"سنیے میں آپ سے درخواست کرتی ہوں۔ جہاں تک ممکن ہو اپنے جذبات پر قابو رکھیے۔" اسٹھر نے دبی ہوئی پُر اسرار آواز میں کہا جس کی وجہ سے ٹارنز کلیرنس اور ایڈیلائس سب کے سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ پھر وہ قیدی سے مخاطب ہو کر کہنے لگی "اے صاحب آپ کی بیگناہی کا ثبوت مہیا کر لیا گیا ہے . . . دیکھیے آپ پھر کوئی کلمہ تعجب منہ سے نکالنے کو ہیں میں درخواست کرتی ہوں۔ میری گفتگو کو صبر و سکون کے ساتھ سنیئے۔ ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر آپ کی بیگناہی سارے عالم میں مشتہر کر دی جائے گی۔ وہ ثبوت جن کا میں نے ذکر کیا۔ ایک مجسٹریٹ کے ہاتھ میں ہیں۔ مگر بعض حالات جن سے میں خبردار نہیں۔ مجبور کرتے ہیں کہ آپ کی آزادی کو ۲۴ گھنٹے ملتوی رکھا جائے۔ بہرحال یہ خوشخبری آپ کے کانوں تک پہنچانا میرا فرض تھا۔ کیونکہ آپ کو اس بارہ میں لاعلم رکھنا بے رحمی میں داخل ہوتا اور . . ."

"اور اس قابل تعریف خاتون نے جس کے مکان پر میں پناہ گیر ہوئی۔" روزامنڈ نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا "مجھے اس خوشخبری کو آپ تک پہنچانے کی مسرت سے محروم رکھنا گوارا نہ کیا۔ بلکہ یہ احسان کیا۔ کہ میرے ہمراہ یہاں تک آنیکی تکلیف فرمائی . . ."

ایڈیلائس دلی محبت اور شکرگذاری کے ساتھ اسٹھر سے بغلگیر ہوئی اور کہنے لگی "محترم

خاتون میری بہن کے ساتھ آپ نے جو حسن سلوک کیا ہے اس کا اجر خدا آپ کو دے گا"
ذرا تامل کے بعد استھر بولی "قدرتی طور پر آپ لوگ یہ معلوم کرنے کے خواہشمند ہوں گے کہ مسٹر ٹارنز کے بے خطا ہونے کا ثبوت کیونکر مہیا کیا گیا۔ اس بارہ میں میرا جواب بالکل مختصر یعنی صرف اس قدر ہے کہ اس شہر آشوب میں جہاں بدی کا عنصر اسقدر غالب ہے۔ ایک مرد خدا نیکی کرنے پر تلا ہوا ہے۔ بعض اتفاقات نے اسے ایسے حالات سے خبردار کردیا جن کی وجہ سے اسے آپ کی بے گناہی کا یقین ہوگیا۔" حسین یہودن نے یہ آخری فقرہ خصوصیت سے مسٹر ٹارنز سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اس کے بعد اپنے طریق پر عمل کرکے اس برگزیدہ شخص نے حقیقی مجرموں کا اقبالی بیان حاصل کیا۔ اور اسے ایک آنریری مجسٹریٹ کے حوالہ کردیا . . ."
کلیرنس ان باتوں سے خوش اور متعجب ہو کر بولا "تو کیا اصلی قاتل اب حقیقت میں زیر حراست ہیں؟"
استھر نے جواب دیا "وہ عام معنوں میں پنجۂ انصاف میں گرفتار ہیں۔ مگر سوال کا یہ پہلو اس قسم کا ہے۔ کہ آپ اس بارہ میں سردست کوئی بات مجھ سے نہ پوچھیں۔ بہرحال اس کا میں آپ کو اطمینان دلاتی ہوں۔ کہ مسٹر ٹارنز کی بے گناہی کامل طور پر ثابت کردی جائے گی۔ اور بہت جلد پھر آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ ان کا وہ خفیہ دوست پس پردہ رہ کر ہی ان کی بہتری کے متعلق پوری کوشش کر رہا ہے۔ یہ سوال کہ وہ شخص کون ہے۔ ایسا ہے جس کا میں کوئی نہیں دے سکتی اور ممکن ہے آپ کبھی اس کی ذات سے خبردار ہی نہ ہوسکیں۔ اس کی درخواست آپ لوگوں سے فقط اسقدر ہے کہ آپ رفع استعجاب کے لئے اس راز کی تہ تک پہنچنے کی کوشش نہ کریں جس میں اس کے سب کام پوشیدہ ہیں۔ اس وقت میری آپ سے جو باتیں ہوئی ہیں ان کا ہر لفظ بھی آپ کے قفس سینہ میں محفوظ رہنا چاہیئے۔ اور جب تک وہ شخص جس کا زبردست ہاتھ اس سارے معاملہ کی تہ میں ہے مسٹر ٹارنز کی بیگناہی کو مشتہر نہ کردے۔ آپ اس معاملہ میں اشارتاً یا کنایتاً کوئی بات ظاہر نہ ہونے دیں۔"
کلیرنس دلیرانہ جوش سے کہنے لگا "ہم آپ کے احکام کی سرمو خلاف ورزی نہ کریں گے اور ایمان کی بات یہ ہے کہ وہ شخص بہت ہی ناشکرا ہوگا۔ جو ایک ایسے محسن کی ہدایات پر عمل نہ کرے جو بے غرضانہ طریق پر ایک بے گناہ شخص کی رہائی کے متعلق اتنی زبردست کوشش کر رہا ہے۔ اے معزز خاتون ہم اس محترم شخص کو جس کا نام آپ نے ظاہر نہیں کیا نہیں جانتے۔ لیکن

آپ کے ذریعہ سے اپنا دلی شکریہ اس تک پہنچانا فرض سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس کی فیاضانہ مداخلت ہی ایک بے خطا شخص کی رہائی کا موجب ثابت ہوگی۔"

"بے شک وہ شخص ہم سب کے دلی شکریہ کا مستحق ہے" یہ حسین رونامنڈ نے کہا۔ "لیکن مس ڈی مڈینا آپ بھی اپنی عنایات کے لئے کچھ کم شکریہ کی حقدار نہیں ہیں۔"

اس کے بعد ایڈیلائس۔ کلیرنس اور خود مسٹر ٹارنز نے بھی استھر کا شکریہ ضروری الفاظ میں ادا کیا۔

قیدخانہ کی اس تنگ وتاریک کوٹھری میں جو اس وقت تک نہائت ہیبت ناک تھی اب امید کی چمک پھیل گئی جس کا دل خوش کن اثر سب کے چہروں پر عیاں تھا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس طویل گفتگو میں مسز ٹارنز (سابق مسز سلنگسبی) کا نام ایک مرتبہ بھی کسی کی زبان سے نہیں نکلا۔ اس کا شوہر اپنی سلامتی کی فکر میں تھا۔ اس لئے خاموش رہا۔ کلیرنس نے اس کا ذکر کرنا ہی نامناسب سمجھا۔ اور دونوں بہنوں کو اپنے والد کی موجودہ خطرناک حالت اور اس کی رہائی کی امید نے اس درجہ محو کر رکھا تھا۔ کہ ان کا خیال ایک لمحہ کے لئے بھی اس بدنصیب عورت کی طرف مبذول نہ ہوا۔

قواعد جیل خانہ کی پابندیوں کے باعث یہ ملاقات جلدی ہی ختم ہوگئی۔ اور آخر جب سارے ملاقاتی چلے گئے۔ اور مسٹر ٹارنز اس حجرہ تاریک میں تنہا رہ گیا۔ تو اس کے خیالات نے اس درجہ مراجعانہ صورت اختیار کی۔ کہ اسے اپنی حالت کی فوری تبدیلی کا امکان بعید از قیاس نظر آنے لگا۔

دونوں بہنیں جیل خانہ میں اپنے باپ کو با محبت طریق پر الوداع کہنے کے بعد رخصت ہوئیں مگر جب وہ بڑے پھاٹک کے باہر نکلیں۔ تو ایک دوسرے کی طرف استفہامیہ انداز سے دیکھنے لگیں۔ گویا ایک دوسری سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ تم اب کہاں جا رہی ہو۔

اس خاموش سوال کا جواب سب سے پہلے ایڈیلائس نے دیا۔ اور وہ کہنے لگی۔ "ہم نے عارضی طور پر کارٹیج ہی میں سکونت اختیار کی ہے۔ اور وہیں ہم ابا جان کی رہائی تک قیام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے شوہر کی طرف دیکھا۔ اور اس نے بھی تائید میں سر ہلایا۔

استھر اب ایڈیلائس سے مخاطب ہوکر بولی۔ "میں نہیں چاہتی۔ آپ اپنی عزیز بہن سے غیر

ضروری طور پر ایک لمحہ کے لئے بھی جدا رہیں۔ لیکن اگر روزامنڈ چند دن اور۔ ۔ ۔"

"میری عزیز سہیلی" روزامنڈ نے استھر کی طرف احسان مندی کی نظر سے دیکھ کر کہا۔"میں ابھی چند دن اور آپ ہی کے پاس ٹھیرنا چاہتی ہوں۔ کیونکہ میری طبیعت واقعات حال سے اس درجہ پریشان ہے کہ میں کالیج کو واپس جانے کی جرأت نہیں کر سکتی۔"

ناظرین کو یہ بتانا غیر ضروری ہوگا۔ کہ اس کا انکار بڑی حد تک اس وجہ سے تھا۔ کہ وہ اپنی بہن اور کلیرنس کے پاس تنہائی میں بیٹھنے سے گھبراتی تھی۔ وہ جانتی تھی۔ کہ وہ مجھ سے میرے فرار کی وجہ دریافت کریں گے۔ اور میں اس کا کوئی اطمینان بخش جواب نہ دے سکوں گی۔

روزامنڈ کا فیصلہ سن کر ایڈیلائس کو کسی قدر رنج تو ضرور ہوا۔ مگر اس نے اسے چھپانے کی کوشش کی۔ اور دونوں بہنیں بڑی گرمجوشی سے ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر جدا ہوئیں۔ کلیرنس اور ایڈیلائس ٹارنز کالیج کو چلے گئے۔ اور روزامنڈ استھر کے ہمراہ مسٹر ڈی مڈینا کے مکان واقع فنچلے میں واپس آگئی۔

جس وقت ولیرز اور اس کی بیوی گاڑی پر سوار ہو کر کالیج کو واپس جا رہے تھے۔ تو راستہ بھر ان میں واقعات پیش آمدہ پر گفتگو ہوتی رہی۔ لیکن ایک بار جب یہ گفتگو ذرا تھمی۔ تو ایڈیلائس کو اول مرتبہ اپنی سوتیلی ماں یعنی سابق مسز سٹنگسبی کا خیال آیا۔ اپنا نازک ہاتھ کلیرنس کے بازو پر رکھ کر وہ کہنے لگی "پیارے کلیرنس ہم سے ایک بڑی افسوسناک فروگذاشت ہوئی۔ ۔ ۔"

ولیرز قطع کلام کر کے کہنے لگا "میری جان میں تمہارا مطلب سمجھ گیا۔ مگر اطمینان رکھو کل میں جیل خانہ میں اپنی بدنصیب خالہ سے ملوں گا۔ بہرحال یہ ضروری نہیں۔ کہ تم میرے ساتھ چلو۔ آنائے ملاقات میں تمہارے والد نے ایک مرتبہ بھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ معلوم نہیں اس کی وجہ کیا ہے اور نہ ہم اس وجہ کو معلوم کرنے کی کوشش کرینگے۔ بلکہ جو بھی اس بارہ میں تمہارے والد کی تقلید ہی کرینگے۔"

ایڈیلائس اپنے شوہر کی طرف تعجب کی نظر سے دیکھ کر کہنے لگی "میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی۔"

ولیرز نے جواب دیا "میرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لئے اس بدنصیب عورت کی نسبت خاموش رہنا ہی بہتر ہوگا۔ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس جرم سے جو اس سے منسوب کیا گیا ہے بے قصور ثابت نہ کر سکے گی۔ اور تمہیں اس کے ساتھ نہ اس لحاظ سے کہ وہ میری خالہ ہے اور نہ اپنی سوتیلی ماں کی حیثیت سے کسی طرح کی ہمدردی ہو سکتی ہے۔"

ایڈیلائس نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور کلیرنس نے عمداً گفتگو کا رخ پلٹ دیا۔

باب ۹۴ سٹوٹ ہوس کا شراب خانہ

لندن عجیب وغریب شہر ہے اور اس کی خصوصیتیں بھی عجیب ہیں۔
اس شہر میں وہ چیزیں جن کا حقیقت میں کوئی وجود یا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بڑی بیباکی سے لوگوں کے ہاتھ فروخت کی جاتی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ شہر نیم حکیموں کا مرجع و مرکز ہے۔ ہزاروں اشیا غیر ممکن اور ناقابل یقین اثرات کے ساتھ منسوب کیکے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ پبلک کے ہاتھ فروخت ہوتی ہیں۔ اور لطف یہ کہ ان کے خریدار بھی لاتعداد پیدا ہو جاتے ہیں۔
ایک شخص طاس فروخت کرتا ہے جس کی نسبت اس کا دعوے ہے کہ دنیا بھر کے ماہران امراض چشم بھی ناکام ثابت ہوں۔ تو یہ نابینائی رفع کر دیتی ہے۔ ایک اور کے پاس اس قسم کے روغن اور تیل ہیں۔ جو تربوز کی طرح شفاف چندیا پر گھنے بال پیدا کرنے کی تاثیر رکھتے ہیں۔ تیسرا غازہ حسن افروز فروخت کرتا ہے جس کی نسبت اس کا بیان ہے کہ کسی شخص کی رنگت حبشی کی طرح سانولی ہو۔ تو اس کے استعمال سے حسینان سرکیشیا کی طرح سرخ و سپید ہو جاتی ہے۔ اسی شہر میں ایسی گولیاں فروخت ہوتی ہیں۔ جو نہایت متضاد امراض کا مسلمہ علاج ہیں اور ساڑھے تیرہ پینس میں وہ کام کرکے دکھاتی ہیں جسے سلطنت برطانیہ کے سارے نامور طبیب لاکھوں روپیہ لیکر بھی نہیں کر سکتے۔ ایسے قرص موجود ہیں جو تاشہ کی طرح پھٹی ہوئی آواز کو روپہلی گھنٹی کی آواز کی طرح سریلی بنا سکتے ہیں۔ ایسے مرہم بھی ہیں جو ربع صدی کے پرانے زخموں اور ناسوروں کو مندمل کر سکتے ہیں۔ کیمیا گروں کی اکسیر حیات گو ایک فرضی شے ثابت ہو چکی ہے مگر لندن کے بازاروں میں ایسے مرکبات موجود ہیں۔ جو بڈھوں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بنا سکتے ہیں۔ اور جن کے استعمال سے عمر طبعی کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ عمر بھر عیاشی کرنے سے قوت تباہ اور بدن نقیہ ہو گیا ہو تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ یہاں آپ کو ایسے اعجاز نما معجون دستیاب ہو سکتے ہیں۔ جو ان اثرات کو آن واحد میں باطل کر سکتے ہیں۔ امراض شش کی ایسی دوائیں فروخت کی جاتی ہیں۔ جن کی نسبت دعوے ہے کہ آخری منزل میں پہنچے ہوئے مردجان وقت بھی یقیناً شفایاب ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے پھیپھڑوں کی درستی کا یقین دلایا جاتا ہے جو اثرات مرض سے بالکل خراب ہو چکے ہوں جن شخصوں کا معدہ تیز شراب پینے سے خراب ہو چکا ہو ان کے لئے مقویات اور ایسی ہی نہ معلوم اور کتنی چیزیں پبلک میں بغرض فروخت پیش کی

جاتی ہیں۔
سچ پوچھئے تو اس قسم کی بددیانتی اور دھوکہ دہی جو لاکھوں شخصوں کے مالی نقصان اور بدنی تباہی کا ذریعہ بنتی ہے۔ بہت ہی افسوسناک اور قابل مذمت ہے۔ جائے غور ہے کہ قلب ساز کو تو ایک چھوٹے سے چھوٹا کھوٹا سکہ چلانے کے جرم میں عبرتناک سزا دی جاتی اور اُسے جیل خانہ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ مگر وہ عطائی حکیم جو غیر ممکن نتائج پیدا کرنے کا دعوےٰ کرکے مضر صحت ادویہ فروخت کرتا۔ اور لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ اس کے لئے نہ قانون ہی میں کوئی گرفت ہے۔ اور نہ پبلک اسے مجرم سمجھتی ہے۔ یہ ہماری آجکل کی تہذیب کا کرشمہ ہے!

ادویہ کے علاوہ طبی کتابوں کے معاملہ میں بھی لوگوں سے سخت دھوکہ دہی کی جاتی ہے آئے دن اخبارات میں اس قسم کی کتابوں کے اشتہار شایع ہوتے ہیں جنہیں صحیح واقفیت اور نادر معلومات کا گنجینہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ مگر یہ سب کتابیں سوائے چند مستثنیات کے جن میں حسن طباعت کی خوبی پائی جاتی ہے۔ اتنی فضول اور ناکارہ ہوتی ہیں۔ کہ انہیں کسی تاریک گوشہ میں جمع کرکے مقفل کر دیا جائے۔ تو خوب ہو۔ خود اخبارات کے منتظم اگرچہ ایسی کتابوں کے اشتہار چھاپتے ہیں۔ مگر باطن میں وہ ان کی فحش اور شرمناک تحریروں کو خوب سمجھتے اور ان کی وجہ سے اپنے دل میں ندامت محسوس کرتے ہیں۔ ان حالات میں ہم ناظرین کو باصرار خبردار کرتے ہیں کہ وہ ایسے اشتہارات پر ہرگز اعتماد نہ کریں۔ ایسی کتابیں معلومات کے اعتبار سے بالکل لغو اور قابل حقارت۔ اخلاق پر مضر اثر پیدا کرنے والی اور سراسر باطل ثابت ہوتی ہیں۔

مگر دھوکہ دہی کا چلن اس دنیا میں یہاں تک ترقی پذیر ہوا ہے۔ کہ زندگی کا کوئی بھی شعبہ اس سے محفوظ نہیں۔ شراب خانوں ہی کو لیجئے۔ کیا وہ اس کلیہ سے مستثنےٰ ہیں؟ کسی بازار سے گذرتے یا مضافات لندن کی کسی نئی آبادی کی سیر کرتے ہوئے آپ کی نظر ناگاہ کسی نئی عمارت پر پڑتی ہے۔ جسے شراب خانہ کی طرز پر تعمیر کیا گیا ہے اور اس کے اوپر لکھا ہوا ہے "مشہور سٹوٹ ہوس" یہ حروف ممکن ہے ایک بورڈ کی صورت میں ہوں یا عمارت کے سامنے والے حصہ پر انہیں منقش کر دیا گیا ہو۔ مگر کوئی پوچھے کہ عمارت جس میں شراب خانہ قایم کیا گیا۔ وہ تو ابھی ناتمکمل ہے۔ پھر وہ "مشہور" کیسے ہوگیا؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صناع اور مالک مکان اپنے درمیان سمجھوتہ کرکے ہی کسی جگہ کو "مشہور" قرار دے سکتے ہیں۔ اس بات کی کسے پرواہ ہے کہ وہاں کس قدر ناقص شراب فروخت ہوتی ہے۔ مالک مکان نے اسے "مشہور" کا خطاب

دے دیا۔ اور وہ اس کے لئے مخصوص ہو گیا۔ مگر لندن کے باشندے ایسی دھوکہ بازیوں اور ابلہ فریبیوں کے اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ ایسی عمارات کی تیاری اور اس قسم کے فرضی دعووں کا وجود ان میں ذرا بھی استعجاب و حیرت پیدا نہیں کرتا۔ ہم اتنے تن آسان ہو چکے ہیں کہ خواہ کتنی ہی بعید از فہم و قیاس بات ہو اسے امر طے شدہ سمجھ لیتے ہیں۔

ہلٹ ریجینٹ لوقا میں جو مشہور سٹوٹ ہوس واقع تھا۔ اور جسے لوگ اختصار کی غرض سے محض "سٹوٹ ہوس" کہہ چھوڑتے تھے۔ وہ ان بے شمار شراب خانوں میں سے ایک تھا جو اس ادنے اور ذلیل حصہ شہر میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اس شراب خانہ پر بھی "مشہور" کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ اور بے شک وہ ایک لحاظ سے مشہور بھی تھا۔ مگر شراب کی نفاست یا بیر کی عمدگی کی وجہ سے نہیں بلکہ ان شخصوں کی وجہ سے جن کا اکثر وہاں جانا آنا رہتا تھا۔ اس شراب خانہ کی نشست گاہ نشیب وسیع اور تاریک تھی۔ اور سر شام اس میں متنوع عورتیں اور مرد جمع ہوجاتے تھے۔ فاحشہ لڑکیاں۔ چور۔ بوڑھی قحبہ عورتیں اور نقب زن۔ بداخلاق شادی شدہ مستورات اور معروف قلب زن یہ اس شراب خانہ کے خاص مربی تھے۔

اگر میشیا دلی کا گذر اتفاق سے اس شراب خانہ میں ہوتا۔ تو وہ یقیناً اپنے اس قول کی ترمیم پر مجبور ہو جاتا کہ "زبان خیالات کو چھپانے کا ذریعہ ہے۔" کیونکہ اس شراب خانہ میں کوئی شخص اپنے دلی خیالات کو پوشیدہ رکھنے کی پروا نہیں کرتا۔ بلکہ سارے حاضرین ان کا اظہار بڑی بے تکلفی سے کرتے ہیں۔ ان کی زبان مغلظات سے پر اور گفتگو بڑی شرمناک ہوتی ہے۔ اور اگر الفاظ کی غلاظت بھی کثیف اشیا کی طرح بدبو پھیلانے کا اثر رکھتی۔ تو ہم کہہ سکتے۔ کہ سٹوٹ ہوس کی نشستگاہ کا کرہ ہوائی اتنا بدبودار تھا۔ کہ اس کی بدولت ہزار ہا قسم کی وبائیں پھیل سکتی ہیں۔

رات کے ۹ بجے کے قریب جان جیفر یز اس سٹوٹ ہوس کے دروازہ میں داخل ہوا۔ اور نشستگاہ میں ایک میز کے قریب بیٹھ کر اس نے خادم کو شراب لانے کا حکم دیا۔

ایسے شراب خانوں میں جس وقت کوئی نووارد داخل ہو۔ تو حاضرین ایک لمحہ کے لئے گفتگو چھوڑ کر اس کی طرف گھورنے لگتے ہیں۔ اور اسے سر سے پاؤں تک بغور دیکھ کر اس کا پورے طور سے جائزہ لیتے ہیں۔ ان کا یہ جائزہ بعینہ اس شخص کی طرح ہوتا ہے۔ جو کسی مکان یا جائداد پر ٹیکس عائد کرتے وقت اس کی قیمت کا اندازہ کرتا ہے۔

ہمیں معلوم نہیں سٹوٹ ہوس کے حاضرین نے اس موقعہ پر جان جیفریز کی نسبت کیا

اندازہ کیا۔ لیکن اس کا ہم اپنے ناظرین کو یقین دلاتے ہیں کہ اس مجمع کو دیکھ کر جان جیفریز نے جو لندن کے ادنیٰ ترین مقامات سے واقف اور اس شہر کے نہایت بدقماش شخصوں کا شناسا تھا۔ اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ میں نے عمر بھر میں اتنے مکروہ صورت مردوں یا ایسی آوارہ مزاج عورتوں کا ہجوم نہیں دیکھا۔

جیفریز بیٹھ چکا۔ تو ایک عورت نے اس گفتگو کا سلسلہ پھر شروع کرتے ہوئے جو اس کی آمد کی وجہ سے منقطع ہو گیا تھا۔ دوسری عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اچھا تو کیا مائی آلور کا کوٹھی خانہ بالکل ٹوٹ گیا؟"

دوسری عورت نے جواب دیا۔ "ہاں بالکل۔ پکس ہال کے سپاہیوں نے غریب بڑھیا کو اس وقت تک حوالات میں بھیج دیا ہے جتنے کہ وہ نیک چلنی کی ضمانت مہیا کرے۔"

یہ سن کر ایک مرد جو تمباکو پی رہا تھا۔ پائپ کو منہ سے نکال کر کہنے لگا۔ "اس مائی آلور کا ذکر کرتی ہو جس کا کوٹھی خانہ گاسول روڈ سے پرے لٹل بیٹن سٹریٹ میں واقع تھا؟"

وہی عورت جس نے پہلے جواب دیا تھا۔ کہنے لگی۔ "ہاں اسی کا ذکر کرتی ہوں۔ اور سچ پوچھو تو اس کوٹھی خانہ کے ٹوٹ جانے کا سب سے زیادہ افسوس مجھے ہے۔ میں وہاں خادمہ تھی اور مجھے معقول آمدنی ہو رہی تھی۔ بات یوں ہوئی۔ کہ چھ سات ہفتے گذرے۔ ایک نوجوان از خود اس مکان میں آیا۔ اور تین دن تک ٹھیرا رہا۔ وہ ایک خوشنما بالوں والی حسینہ پر جو کچھ عرصہ سے ہمارے ہاں قیام پذیر تھی۔ بالکل مفتون ہو چکا تھا۔ مکان میں رہ کر وہ بہتر سے بہتر چیزیں طلب کرتا رہا۔ کہتا تھا میں ان سب کی قیمت ایک دم سے ادا کر دوں گا۔ مائی آلور کی بے سمجھی دیکھو۔ اس کی باتوں پر اعتبار کر کے ساری ضرورتیں پوری کرتی رہی۔ مگر ایک دن جب اس نے روپیہ مانگا۔ تو وہ دھمکانے۔ گالیاں دینے اور شور مچانے لگا۔ اور آخر کار ایک کوڑی تک ادا کئے بغیر چلا گیا۔ ہم نے سمجھا رقم ضایع ہو گئی۔ اور اس سے ہاتھ دھو لئے۔ مگر اس کے چند ہی دن بعد سننے میں آیا۔ کہ پلیس مائی آلور کے مکان کو بند کرنا چاہتی ہے۔ غریب بڑھیا فریاد لیکر آنریری مجسٹریٹوں کی عدالت میں گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ وہی جوان جو اس کا روپیہ کھا کر بھاگا تھا۔ اس عدالت کا سررشتہ دار ہے۔ غور کیجئے ایک تو غریب بڑھیا کا مال کھایا۔ اس پر بس نہ کر کے اسے تباہ کرنے کے درپے ہوا۔ مائی آلور نے عدالت سے اس جوان کی فریاد کی۔ مگر عدالت نے کہا۔ ہمیں سب حالات معلوم ہیں۔ خود تم اس جوان

کو بہکا کر اس گھر میں لے گئی تھیں۔ اور اسی لئے پولیس کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ تمہارا مکان خالی کرا لے۔ انجام یہ ہوا۔ کہ کیس مال کے مجسٹریٹوں نے مائی آور کو حوالات میں بھیج دیا۔"

حاضرین میں سے ایک اور شخص کہنے لگا "مجھے معلوم ہے اس سارے علاقہ میں اس قسم کے کوٹھی خانوں کو بند کیا جا رہا ہے۔"

وہی عورت جس نے یہ ذکر چھیڑا تھا بولی "یہ درست ہے مگر سچ پوچھو تو ساری کارروائی صرف ایسے کوٹھی خانوں کے متعلق ہو رہی ہے۔ جن کی مالک عورتیں غریب ہیں۔ مائی آور کے ہاں ملازمت اٹھانے سے پہلے میں حصہ ویسٹ اینڈ کے ایک اونچے درجہ کے کوٹھی خانہ میں کام کرتی تھی۔ بڑی خوشنما اور آراستہ پیراستہ جگہ تھی۔ اور اس میں امیروں کا ہی جانا آنا تھا۔ مالکہ ایک فرانسیسی عورت تھی۔ سات سال میں اس گھر میں رہی۔ کیا مجال جو کبھی کسی پولیس والے نے آکر پوچھا ہو۔ تمہارے منہ میں کئے دہنت ہیں۔ وہ تو میں اب تک اسی جگہ ملازم رہتی۔ خرابی اتنی ہو گئی۔ کہ میں گرمیوں میں پیاس بجھانے اور سردیوں میں بدن کو گرم رکھنے کے لئے صبح کے وقت ذرا زیادہ شراب پی جایا کرتی تھی۔"

"سیلی تمہاری عادت ہمیشہ سے بسیار نوشی کی رہی ہے۔" ایک مرد نے جس نے صرف قمیص پہن رکھی تھی بے تکلفی سے اس عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو پھر اس میں کسی کو کیا؟" عورت نے بڑے جوش میں بھر کر کہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ وہ چاہتی ہے اٹھ کر اس مردوے کا منہ نوچ لے۔ مگر جلدی ہی غصہ کو فرو کر کے وہ کہنے لگی۔ "خیر تمہاری بات کا مجھے زیادہ رنج نہیں۔ اس لئے میں پروا نہیں کرتی۔ ذکر اس کوٹھی خانہ کا تھا۔ جو ویسٹ اینڈ میں واقع ہے۔ اور جہاں میں سات سال تک ملازم رہی۔ کیا بیان کروں میں نے وہاں کس کس قسم کے نظارے دیکھے۔ فرانسیسی عورت۔ جو اس کوٹھی خانہ کی مالکہ تھی بڑی بڑی معزز اور حسین لڑکیوں کو استانیوں اور سہیلیوں کی ضرورت کا اشتہار دے کر ورغلایا کرتی تھی۔ اور جب وہ ایک بار اس قحبہ خانہ میں آجائیں تو وہ انہیں اسوقت تک زیر حراست رکھتی۔ کہ یا تو وہ از خود اس کی مرضی پر چلنے کے لئے رضامند ہو جائیں یا وہ امرا اور شرفا جو اس مکان میں آتے تھے۔ انہیں رضامند کریں۔ یقین جانئے۔ یہ سب کچھ لندن کے ایک نہایت فیشن ایبل بازار میں ہوتا تھا۔ لیکن کبھی کسی نے ہم سے باز پرس نہیں کی۔ رہی سوسائٹی اس کا تم کچھ ذکر ہی نہ کرو۔ شریفوں کے عیب کو چھپانا سوسائٹی کا خاص فرض سمجھا جاتا ہے

اور وہ صرف غریبوں کو دبانا جانتی ہے۔ فرانسیسی عورت اپنے گاہکوں کو اتنا خوش رکھتی اور اس [illegible]
نئی اور حسین لڑکیاں مہیا کیا کرتی تھی۔ کہ ویسٹ اینڈ کے سارے رنگیلے امیر و شریف اس
کے حامی و مددگار تھے۔ اور تو اور۔ اس کے بہترین خریدار خود مڈل سکس کے مجسٹریٹ تھے۔
اور وہ تین بھلے مانس جو وہاں اکثر جاتے آتے تھے۔ اس کمیٹی کے بھی ممبر تھے۔ جو قحبہ خانوں
کا انسداد کرتی ہے۔ ایسے حالات میں کون تھا۔ جو اس کوٹھی خانہ کی طرف نظر بھر کر دیکھتا۔
مجھے یاد ہے وہ بوڑھی فرانسیسی عورت ان امرا اور اراکین دارالعوام سے جو اس کے مربی تھے
اس بارہ میں ہنس ہنس کے باتیں کیا کرتی تھی۔ کہ آپ پارلیمنٹ میں بد اخلاقی کے انسداد اور
یوم سبت کی تائید میں کتنی زبردست اور موثر تقریریں کرتے ہیں۔ وہ شکستہ انگریزی میں انہی
کی تقریروں کے چند مزے دار فقرے جنہیں اس نے اخبارات میں دیکھا ہو۔ دوہرا کر سناتی تو
بہت لطف آتا تھا۔ اس کوٹھی خانہ کی لڑکیاں بھی یہ باتیں سن کر خوب ہنسا کرتی تھیں۔"

حاضرین میں سے ایک مرد کہنے لگا۔ "کیا یہ ممکن ہے۔ کہ وہ امرا و ممبران پارلیمنٹ جو یوم سبت
کی نسبت ایسی زوردار تقریریں کیا کرتے ہیں۔ اس کوٹھی خانے میں جایا کرتے تھے؟"

"واہ! اور میں کیا جھوٹ کہتی ہوں؟" عورت نے اس خیال سے غضب ناک ہو کر کہا۔ کہ
میرے بیان کی سچائی پر شک کیا گیا۔ "اچھے مردوے ہو۔ کہ ایسی معمولی باتوں کو ناقابل یقین سمجھتے
ہو۔ میاں اس دنیا سے زیادہ خبردار ہونے کی کوشش کروگے۔ تو معلوم ہو جائیگا۔ میں جو کچھ
کہہ رہی ہوں بالکل صحیح ہے۔ ان بڑے آدمیوں کی سرپرستی کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ وہ فرانسیسی عورت
کبھی کسی مشکل میں مبتلا نہیں ہوئی۔ مگر ایک اس پر کیا منحصر ہے۔ ویسٹ اینڈ میں جتنے ایسے
قحبہ خانے ہیں۔ ان میں سے کسی کے خلاف کبھی کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ نزلہ ہمیشہ کمزور عضو
پر ہی گرا کرتا ہے۔"

وہی مرد جو پہلے بولا تھا کہنے لگا "میں بھی سنا کرتا تھا۔ کہ اس ملک میں مفلسی بڑا جرم ہے۔
آج ان باتوں سے میرا یقین پختہ ہوگیا۔"

ایک اور کہنے لگا "مجھے تو کبھی اس بارہ میں شبہ نہیں ہوا۔ عورت ہو یا مرد۔ اگر وہ
دولتمند ہے۔ تو جو جی چاہے کرسکتا ہے۔ مگر غریب کی حالت اس سے مختلف ہے۔ ان لاٹ
پادریوں۔ لارڈوں اور پارلیمنٹ کے ممبروں کی حالت دیکھئے۔ جو آئے دن اتوار کے سفر کی مخالفت کیا کرتے
ہیں۔ کیا خود وہ اس روز گاڑیوں پر سوار نہیں ہوتے؟ کیا ہائڈ پارک میں باقی دنوں کی نسبت

اتوار کو کچھ کم ہجوم ہوتا ہے؟ ہمارے بڑے بڑے پادری جو اتوار کو سفری گاڑیوں کے چلنے کی مخالفت، کرتے ہیں۔ یوم سبت کو گاڑیوں پر ہی سوار ہو کر گرجوں میں وعظ کرنے جاتے ہیں۔"

ایک اور شخص بولا "میری رائے میں زیادہ بداخلاقی زیادہ مہذب لوگوں اور اونچے طبقہ کے آدمیوں میں ہی پائی جاتی ہے۔"

وہ عورت جس نے قحبہ خانوں کی کیفیت بیان کی تھی کہنے لگی "میرا اپنا یہی خیال ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ اچھے اچھے شریف اور نامور آدمی سب سے زیادہ ایسے کوٹھی خانوں کی سرپرستی کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ ہر وقت اس فرانسیسی عورت سے کہا کرتے تھے۔ تم اپنا آدمی فرانس میں یا دیہات کو بھیج کر نئی حسین لڑکیاں دریافت کرو۔ فرانسیسی عورت گاہ بگاہ اپنے کارکنوں کو بھیجا بھی کرتی۔ اور وہ لوگ جہاں ان کا داؤ لگتا۔ دیہات یا قصبات سے کاشتکاروں پادریوں وغیرہ کی لڑکیاں اڑا لاتے۔ ایک رات اس کوٹھی خانہ میں دارالعوام کے ایک مذہبی ممبر کے متعلق بڑے مزے کا واقعہ ہوا۔ کم بخت پارلیمنٹ میں کئی دنوں سے ایک مسودہ قانون جوان لڑکیوں کے ناموس کی حفاظت کے لئے پیش کر رہا تھا۔ یوم مذکور کو اس بارہ میں اس نے ایسی دردناک تقریر کی۔ کہ کئی ممبر متاثر ہو کر رو دینے لگے۔ مگر اس کام سے فارغ ہو کر وہ سیدھا اس قحبہ خانہ میں آیا۔ اور فرانسیسی عورت سے پوچھنے لگا۔ کوئی نئی چیز لائی ہو؟ اسی روز اس عورت کے ایجنٹ ایک مفلس بحری افسر کی بیٹی کو استانی بنانے کے بہانہ سے وہاں لائے تھے۔ اس کا ذکر کیا گیا۔ اور اس شخص نے سب کا حال بیان کر رہی ہوں۔ فرانسیسی عورت کو اس بدنصیب لڑکی کی عصمت کی قیمت ۵۰ پونڈ ادا کی ۔ ۔ ۔"

عورت مزید تفصیلات میں داخل ہو رہی تھی۔ کہ ولش اور جیفریز کے پراسرار آقا کے ملازموں میں سے ایک اور بیکار آدمیوں کے بھیس میں شراب خانہ میں داخل ہوئے۔ چونکہ عام نشست گاہ میں ہجوم بہت تھا۔ اور اس جگہ وہ اطمینان کے ساتھ گفتگو نہ کر سکتے تھے اس لئے یہ دونوں اور جیفریز جو پہلے سے یہاں موجود تھا۔ پاس کے پرائیویٹ کمرہ میں چلے گئے۔ عام نشست گاہ سے اٹھتے وقت جیفریز مالک شراب خانہ سے کہتا گیا۔ کہ اولڈ ڈبتھ آئے تو اسے فلاں کمرہ میں بھیج دینا۔ واضح رہے کہ مالک شراب خانہ اولڈ ڈبتھ سے ملنے کا واقف تھا۔

اس کمرہ میں پہنچ کر ولش نے شراب اور پانی طلب کیا۔ اور جب خادم یہ چیزیں رکھ کر

چلا گیا۔ تو جیفریز نے اپنے دونوں ساتھیوں کو ٹڈ مارش کے متعلق ضروری حالات بتانے شروع کیے۔ کہنے لگا "میں آج صبح ارل سٹریٹ سیون ڈائلز میں بنس کے مکان پر گیا تھا۔ وہاں پر اولڈ ڈیتھ سے ملا۔ اور جب میں نے اسے بتایا کہ وہ دونوں دوست جن کا میں نے اس سے ذکر کیا تھا۔ مل گئے ہیں۔ اور رات کو پلہ بجے ضرور تم سے ملیں گے۔ تو وہ بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد میں نے اس سے کہا۔ سینٹ لوقا کے قبرستان سے لاش اکھاڑنے کا کام چونکہ کل رات کرنا ہوگا۔ اور دن بھر میں اپنے بعض کاموں میں مصروف رہوں گا۔ اس لئے بہتر ہو۔ کہ تم ابھی ٹڈ مارش کو میرے ساتھ بھیجدو۔ کہ مجھے وہ جگہ دکھا دے۔ جہاں ٹامس رین کی لاش دفن ہے۔ وہ اس طمع پر فوراً ہی پھنس گیا۔ اور کہنے لگا۔ جیفریز تم بڑے وفادار اور نیک آدمی ہو۔ اور میں تمہیں ہر طرح قابل اعتماد سمجھتا ہوں۔ ٹڈ مارش آجکل یہیں اسی مکان میں رہتا ہے۔ اور سوفٹ اوپر کی منزل میں ہے۔ غرض ٹڈ مارش کو بلایا گیا۔ اور میں اور وہ سیدھے سینٹ لوقا کے قبرستان کی طرف روانہ ہوئے۔ گھنٹے کے دوران میں معلوم ہوا کہ ٹڈ مارش۔ بنس اور سنوکس آج رات۔ اولڈ ڈیتھ کے ہمراہ کہیں کام پر جا رہے ہیں۔ اس مطلب کے لئے وہ قریب ہی ہائی سٹریٹ کے ایک شرابخانہ میں جمع ہونگے۔ چنانچہ اولڈ ڈیتھ اُدھر سے فارغ ہو کر سیدھا اسی شرابخانہ میں ان سے ملنے جائیگا۔"

ولسٹن بولا "یہ انتظام ہر لحاظ سے قابل تعریف رہا۔ کیونکہ اس طرح یہ سارے بدمعاش ایک ہی دفعہ میں ہمارے قابو آسکیں گے۔ خوش قسمتی سے آغا کے چند اور آدمی قریب ہی موجود ہیں۔ میں ابھی جا کر انہیں ضروری ہدایات دے آتا ہوں۔ جیفریز تم اسی جگہ ہارڈنگ کے پاس ٹھہرو۔" یہ کہتے ہوئے اس نے دوسرے آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ اور پھر کہنے لگا "میں جلدی ہی واپس آجاؤں گا۔"

اتنا کہہ کر ولسٹن اس کمرے سے چلا گیا۔ اور وہاں صرف جیفریز اور ہارڈنگ ہی رہ گئے۔

کوئی پاؤ گھنٹہ کے عرصہ میں حبشی کا معتمد ملازم ولسٹن واپس آگیا۔ اور ایک کرسی پر بیٹھ کر کہنے لگا "میرے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ اور اب اس ساری جماعت کا ہمارے ہاتھ آجانا یقینی ہے۔"

اس کے بعد جیفریز نے ولسٹن اور ہارڈنگ کو اس تجویز کی کیفیت بتائی جسے اولڈ ڈیتھ کے روبرو پیش کرنا مطلوب تھا۔ یہ سارا دن بشغل تے ہوئے تھے۔ کہ وہ عمر رسیدہ جاشو سٹی نمودار ہو گیا۔

ایک کرسی پر بیٹھ کر اولڈ ڈیتھ نے جیفریز سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ "بے شک صحیح کارروائی کا طریق اسی کا نام ہے۔" پھر اس نے جیفریز کے دونوں ساتھیوں کی طرف نظر کرتے ہوئے کہا۔ "غالباً یہ وہ دوست ہیں جن کا تم نے ذکر کیا تھا۔"

جیفریز نے جواب دیا۔ "ہاں وہی۔ اس کا نام بل جونز ہے۔" اس نے ولسن کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "اور اس کی وفاداری میں کلام نہیں۔ دوسرے کو ینڈا طامسن کہتے ہیں۔ اور میری رائے میں وہ بھی اپنے کام میں کچھ کم ہوشیار نہیں۔"

"بہت خوب۔ بہت خوب۔" اولڈ ڈیتھ نے خوشی سے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "مسٹر جونز۔ ۔ مسٹر طامسن۔ میں تم سے مل کر بہت خوش ہوا ہوں۔"

ولسن حسب حال لہجہ اور انداز اختیار کر کے کہنے لگا۔ "مسٹر یونز ہمیں بھی تم سے مل کر کچھ کم خوشی نہیں ہوئی۔ ہمارے دوست جیفریز نے تمہاری تعریف جن لفظوں میں کی ہے۔ اس کی وجہ سے ہم چاہتے ہیں۔ کہ تمہارے ساتھ ہمارے تعلقات زیادہ گہرے ہوں۔"

"میرے دوستو۔ ایسا ہی ہوگا۔" اولڈ ڈیتھ نے کہا۔ "آدمی نیک اور وفادار ہو۔ تو اسکے لئے میرے ہاں کام کی کمی نہیں۔ اور نہ میں اوائے معاوضہ میں کوتاہی کرتا ہوں۔"

ولسن بولا۔ "یہ سب باتیں ہمیں جیفریز کی زبانی پہلے ہی معلوم ہو چکی ہیں۔"

جیفریز کہنے لگا۔ "میں نے انہیں وہ کام بھی بتا دیا ہے جو انہیں کل رات کرنا ہوگا۔"

"بہت اچھا۔" اولڈ ڈیتھ نے کہا۔ "اور غالباً اس کی سرانجام دہی سے کسی کو انکار نہ ہوگا۔"

ہارڈنگ کہنے لگا۔ "اس میں مشکل ہی کیا ہے؟ رہا خطرہ کا سوال۔ سو اگر معاوضہ معقول ہو۔ ۔ ۔"

اولڈ ڈیتھ جلدی سے قطع کلام کر کے بولا۔ "معاوضہ بہرحال معقول۔ نہایت معقول ہوگا۔ بھلا تم میں سے ہر ایک کو دس پونڈ کا نوٹ دے دیا جائے تو رضامند ہو؟"

"بس صرف دس پونڈ!" ولسن نے اولڈ ڈیتھ کو پختہ کرنے کی نیت سے تھوڑا بہت جھگڑا کرنا ضروری سمجھتے ہوئے کہا۔ "غور تو کرو۔ اگر ہم پکڑے گئے۔ تو عمر بھر کیلئے اپنی لمبیدبے جائینگے۔ ہم اتنے شکستہ حال بھی تو نہیں ہیں کہ۔ ۔ ۔"

"نہیں۔ نہیں۔" اولڈ ڈیتھ نے جلدی سے کہا۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا۔ یہ نئے آدمی تیز بخل

سے آزردہ ہو کر چلے نہ جائیں۔ بحالت مجبوری ذرا زیادہ فیاضی سے کام لینا ضروری سمجھ کر وہ کہنے لگا "میرے کہنے کا مطلب دراصل یہ تھا کہ دس دس پونڈ تم دونوں کو بطور پیشگی دیئے جائیں اور دس اس وقت جب کام مکمل ہو جائے۔ اس کے علاوہ میرا کام یہیں پر تو ختم نہ ہوگا۔ ابھی بہت سا اور کام بھی تم لوگوں سے لینا مطلوب ہے۔ یہ تو اس ناٹک کا پہلا نظارہ ہے۔ جو میں نے تیار کیا ہے۔ جس میں تم نے نمایاں پارٹ ادا کرنا ہے۔"

یہ کہہ کر اولڈ ڈیتھ اپنے پرمذاق فقرہ پر خود ہی ہنسنے لگا۔

ولٹن بولا "اب جو کچھ تم نے کہا۔ وہ البتہ معقول ہے۔ ۲۰ پونڈ فی کس اس کام کے لئے اور آئندہ کے لئے نفع مزید کا موقع۔ یہ باتیں ایسی ہیں کہ ہم انکار نہ کر سکیں گے۔ کیوں ہارٹمن تمہاری کیا رائے ہے؟"

ہارٹمن کہنے لگا "بھئی میری رائے تمہاری رائے سے جدا تھوڑی ہے۔"

اولڈ ڈیتھ نے کہا "خیر اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا آپس میں سمجھوتہ ہو گیا۔ پیشگی کا روپیہ میں فوراً ادا کرنے کو تیار ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے اس کہن سال ضعیف نے جیب سے ایک میلا سا بٹوہ نکالا۔ اور دونوں کو دس دس پونڈ دیئے۔ انہوں نے اس رقم کو بظاہر حریص شخصوں کی طرح اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

اس کے بعد بنجمن بونز جس کی آنکھیں ہال آف انگھم سے جلد تر انتقام لینے کے خیال سے گھنی بھوؤں کے نیچے بڑی تیزی سے چمک رہی تھیں کہنے لگا "بس اب مجھے اور کچھ نہیں کہنا ہے۔ تم دونوں آدمی میرے دوست جیفریز کی ہدایات پر عمل کرو۔ وہی میری طرف سے تمہیں بتلائے گا کہ کیا کام کرنا ہے۔ اس وقت میں تم سے جدا ہوتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں" یہ فقرہ اس نے وحشیانہ خوشی کے ساتھ کہا "کل رات تم تابوت لیکر ارل سٹریٹ ہیمو پہنچ جاؤ گے۔"

ولٹن نے کہا "مسٹر بونز اطمینان رکھو ایسا ہی ہوگا۔"

جیفریز کہنے لگا "مسٹر بونز جانے سے پہلے ایک گلاس شراب کا تو پیتے جاؤ۔"

اولڈ ڈیتھ نے جلدی سے کہا "مجھے اس وقت بہت کم فرصت ہے۔ اور میں نے راستہ میں کچھ پی بھی لیا تھا۔ مگر کل رات" اس نے بڑے زوردار لہجہ میں کہا "کل رات میرے دوستو

جب تم ارل سٹریٹ والے مکان میں آؤ گے۔ تو وہاں تمہارے لئے عمدہ کھانا اور نفیس شراب موجود ہوگی۔"

جیفرٹیز بولا "بہت خوب۔ میں عمدہ کھانے پر تو جان دیتا ہوں۔ لیکن مسٹر ہوبز اسوقت تمہیں کیا جلدی ہے؟"

وہ کہنے لگا "اصل بات یہ ہے میرے تین دوست مچل سٹریٹ کے ایک شراب خانہ میں میرے منتظر ہیں میں ان سے جلدی ہی واپس آنے کا وعدہ کرکے آیا تھا۔ اور میں ان کو زیادہ انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا۔ اس لئے سردست تم مجھے معذور ہی سمجھو۔ الوداع۔"

اولڈ ڈیتھ نے تینوں سے ہاتھ ملایا۔ اور اس خیال سے خوش ہوتا وہاں سے رخصت ہوا۔ کہ میں نے جیفرٹیز کے دوستوں کی خدمات اتنے سستے داموں حاصل کرلی ہیں۔ اصل یہ ہے۔ کہ گو وہ بڑا امیر اور بخیل آدمی تھا۔ تاہم اپنے خوفناک انتقام کی تجویز کو مکمل کرنے کے معاملہ میں وہ انہیں بحالت مجبوری اس سے تگنی چوگنی اجرت بھی دینے پر آمادہ تھا۔

مگر یار اولڈ ڈیتھ اپنی زندگی میں اول مرتبہ تمہاری خوشی بالکل غلط تھی۔ اور جیسا کہ آگے چل کر بیان کیا جائے گا۔ یہ بات تم نے جلدی ہی معلوم کرلی۔

جس وقت عمر رسیدہ بدمعاش کمرہ سے باہر نکلا۔ تو ولسن۔ ہارڈنگ اور جیفرٹیز نے ایک دوسرے کی طرف بڑے اطمینان اور فاتحانہ نظر سے دیکھا۔

جیفرٹیز کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے بس۔ ٹنڈ ہارش اور ہبس کی بیوی تینوں مچل سٹریٹ والے شراب خانہ میں موجود ہیں۔"

ولسن نے جواب دیا "ہاں۔ اور اب چونکہ کام کا وقت قریب ہے۔ اس لئے ہمیں فوراً اس کی سرانجام دہی کے لئے روانہ ہونا چاہیئے۔"

تینوں اپنی جگہ سے اٹھ کر اس سمت میں چلنے لگے۔ جدھر مچل سٹریٹ میں پہنچنے کے لئے اولڈ ڈیتھ کا گذر یقینی تھا۔

جس وقت یہ لبرٹ روڈ کے ایک اور شراب خانہ کے پاس سے گذر رہے تھے ولسن نے اپنے ساتھیوں کو ذرا رکنے کے لئے کہا۔ اور خود ان شخصوں کو ضروری ہدایات دینے کے لئے اندر گیا۔ جو اس رات کی مہم میں اس کے شریک تھے۔ اور جنہیں وہ اس شراب خانہ میں منتظر چھوڑ گیا تھا۔ ذرا دیر کے بعد وہ واپس آگیا۔ تو جیفرٹیز ہارڈنگ اور ولسن تینوں پھر اولڈ ڈیتھ

کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔

اس کے ساتھ ہی ۶ کے قریب ایسے آدمی جنہوں نے مزدوروں کا لباس پہنا ہوا تھا اس شراب خانہ سے نکل کر جس میں اب ولٹن داخل ہوا تھا۔ مختلف اطراف سے ہو کر اس سڑک کی جانب روانہ ہوئے جو دو قبرستانوں کے بیچ میں گذرتی تھی۔

چل سٹریٹ اور ملمٹ رو کے مقام اتصال پر عین اس وقت جب کہ اولڈ ویکچ اس بازار میں داخل ہونے کو تھا تین شخصوں نے یکایک اسے پکڑ لیا۔ اور قبل اس کے کہ ایک بھی کلمہ اس کی زبان سے نکلتا۔ اس کا منہ بند کر لیا۔ اسوقت چاند بڑی تیزی سے چمک رہا تھا۔ اس کی روشنی میں بڈھے خبیث نے جب ولٹن۔ جیفریز اور ہارڈنگ کو پہچانا۔ تو فرط غضب اور انتہائے حیرت سے اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔ اس نے بڑے جوش میں آکر اپنا پاؤں فرش زمین پر مارا۔ اور تینوں کی گرفت سے نکلنے کی بہت کوشش کی۔ مگر یہ کوششیں ناکام ثابت ہوئیں اگرچہ اس کی طرف سے اتنی زوردار جدوجہد کا اظہار ہوا جس کی اس جیسے عمر رسیدہ اور کمزور شخص سے ہرگز امید نہ ہوسکتی تھی۔ ولٹن جیفریز اور ہارڈنگ اسے اٹھاکر حبشی کی گاڑی کیطرف جو قریب ہی منتظر تھی لے گئے۔ گاڑی میں دو آدمی پہلے سے موجود تھے۔ انہوں نے فوراً اس کی مشکیں کس لیں۔ اور آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ اور گاڑی تیزی کے ساتھ ایک طرف کو چل دی۔

جب یہ کام ہوچکا۔ تو ولٹن نے جیفریز سے کہا "تم چل سٹریٹ کے شراب خانہ کی طرف چلو۔ اور ٹڈ مارش۔ بنس اور اس کی بیوی کو باتوں میں لگا کر باہر لے آؤ۔"

جیفریز اس شراب خانہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور وہاں جاکر اس نے دیکھا۔ کہ تینوں آدمی ایک میز پر بیٹھے روٹی۔ پنیر اور پورٹ شراب اڑا رہے ہیں۔

جیفریز نے ان سے مخاطب ہوکر کہا "دوستو مجھے تمہاری خوشی میں مخل ہونے کا تو رنج ہے۔ لیکن بامر مجبوری میں تمہیں ساتھ لے چلنے کو آیا ہوں۔ مسٹر بونز نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ۔۔۔"

"کیوں۔ کوئی خاص معاملہ پیش آیا ہے؟" مسز بنس نے کمرہ کے حاضرین کی طرف دیکھتے ہوئے مضطرب لہجہ میں پوچھا۔

جیفریز نے جواب دیا "معلوم نہیں کیا معاملہ ہے۔ بہرحال مسٹر بونز بہت گھبرایا ہوا نظر آتا تھا۔ وہ اس وقت اس سڑک پر ادھر ادھر پھر رہا ہے۔ جو دو قبرستانوں کے بیچ سے گذرتی

ہے ۔ اور اس نے تاکید کی تھی ۔ کہ تمہیں ساتھ لے کر آؤں ۔"

"کیا وہ اس جگہ اکیلا ہی ہے ؟" ٹوبی بنس نے اظہار خوف کرتے ہوئے کہا ۔

"ہاں بالکل اکیلا ۔ لیکن تسلی رکھو کسی طرح کا اندیشہ نہیں ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ مسٹر بونز کو کسی معاملہ میں مایوسی ہوئی ہے ۔ بہرحال تم اب چلنے کی فکر کرو ۔"

"مڈمارش اور بنس اور اس کی بیوی اٹھ کھڑے ہوئے ۔ انہوں نے حساب چکایا ۔ اور کھانے کو دھرا ہی چھوڑ دیا ۔ پھر جیفریز کے ساتھ قبرستان کی طرف ہو لئے ۔

وہاں پہنچکر مسز بنس نے اپنی معروف جھگڑالو آواز میں پوچھا ۔ "مسٹر بونز کہاں ہے ؟ مجھے تو کہیں نظر نہیں آتا ۔"

مگر قبل اس کے کہ جیفریز اس کا کچھ جواب دیتا جبشی کے آدمیوں نے تینوں شخصوں یعنی بنس اس کی بیوی اور مڈمارش کو پکڑ لیا ۔ ان کا منہ بند کر کے آنکھوں پر پٹیاں باندھ دی گئیں اور انہیں ایک اور گاڑی میں ڈال کر اسی طرف کو لے چلے ۔ جدھر ٹم دی سینمر جوش پیڈلر اور اولڈ ڈنیجہ اس سے پہلے پہنچ چکے تھے ۔

اب اس سڑک پر ولٹن اور جیفریز ہی رہ گئے تھے ۔ جب گاڑی روانہ ہو چکی ۔ تو ولٹن کہنے لگا ۔ "میں اپنے آقا کی طرف سے تمہاری خدمات پر اظہار طمانیت کرتا ہوں ۔ مسٹر ٹارنز کو بچانے کے متعلق ایسے انتظامات عمل میں لائے گئے ہیں کہ تم سے کسی قسم کی باز پرس نہ ہوگی ۔ تمہارا فرض صرف اتنا ہے کہ خاموش رہو ۔ اور دوراندیشی کا بھی یہی تقاضا ہے ۔ اگر تم نے دانشمندی سے کام لیا ۔ تو نہ صرف اپنی پچھلی غلطیوں کے خمیازہ سے محفوظ رہوگے ۔ بلکہ آیندہ کو سوسائٹی کے ایک عزت دار اور قابل قدر فرد بن سکوگے ۔ اب چند دن کے لئے تم نے اپنے مکان ہی پر ٹھیرنا ۔ مسٹر ٹارنز کے معاملات کی نسبت خواہ تم کتنی ہی عجیب و غریب باتیں سنو ۔ اور قتل کے جرم سے اس کی صفائی ثابت کرنے کے لئے خواہ کیسے ہی حیرت خیز طریقے عمل میں لائے جائیں ۔ تم نے کامل خاموشی برقرار رکھنا ۔ تمہاری رازداری پر معاملہ کا اس درجہ انحصار ہے کہ اگر ہمارے آقا کو تمہاری وفاداری پر کامل اعتماد نہ ہوتا ۔ تو تمہیں آزاد نہ رہنے دیا جاتا مگر دیکھو میں پھر ایک بار تمہیں خبردار کرتا ہوں ۔ تم نے دیکھ لیا ۔ ہمارے آقا کس درجہ صاحب اختیار ہیں ۔ اور اپنے کام کی سرانجام دہی میں وہ کتنی دلیری ۔ استقلال اور حوصلہ مندی سے کام لیتے ہیں ۔"

جیفریز بولا "مسٹر ولٹن اطمینان رکھو میں اپنے فایدہ کی خاطر اس مشورہ پر پورے طور سے عمل کروں گا"

ولٹن کہنے لگا "تم اس وقت کو دعائیں دیا کروگے - جب تمہارا واسطہ ہمارے آقا سے پڑا - اب غالباً چند یوم تک تمہاری خدمات درکار نہ ہوں گی - لیکن اگر ضرورت محسوس ہوئی تو تمہیں اس کی اطلاع کسی چٹھی یا قاصد کے ذریعہ پہنچا دی جائے گی - تمہارا روپیہ آقا کے پاس محفوظ ہے - اور اب کی مرتبہ جب تم ان سے ملوگے - تو وہ تمہیں بتا دیں گے - اس سے بہترین فایدہ کیونکر اٹھایا جا سکتا ہے - اس اثنا میں انہوں نے تمہارے لئے یہ خفیف سا انعام بھیجا ہے - تمہارے روپیہ میں سے نہیں بلکہ اپنے پاس سے - تم اسے اپنے مصرف میں لا سکتے ہو جب تک تم ہمارے آقا کی ملازمت میں رہو تمہیں معقول معاوضہ ملتا رہیگا البتہ یہ معاوضہ قلیل اقساط میں ادا ہوگا - تاکہ روپیہ کی بڑی رقم ایک ہی بار ہاتھ میں آجانے سے تم پھر آوارہ نہ ہو جاؤ - رفتہ رفتہ ہمارے آقا کے نیک اثرات تمہیں راہ راست پر ڈال دینگے اور تم سمجھنے لگوگے - کہ ایمانداری سے کمایا ہوا روپیہ کس طرح صرف کرنا چاہیئے - پھر جب تم ایمانداری کی قدر و قیمت سمجھنے لگوگے - تو تمہارا سارا روپیہ تمہارے حوالہ کر دیا جائیگا"

اس کے بعد جیفریز اور ولٹن ایک دوسرے سے جدا ہوئے - اول الذکر اب اپنے پراسرار آقا کی دلیری - اور قابلیت کا پہلے سے بھی زیادہ مداح اور معترف بن چکا تھا -

---

باب ۵۵ کیتھرنس ولیرز اور اس کی خالہ

دوسرے دن سینٹ سیپلچر کا گرجا واقع سنو ہل نو بجا رہا تھا - کہ کیتھرنس ولیرز حاکم نیوگیٹ کے دفتر میں پہنچا - اور مسٹر ہارنز کے ساتھ اپنا رشتہ ظاہر کرکے اس بدنصیب عورت سے ملاقات کا خواستگار ہوا -

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مسز ہارنز کو جیل خانہ کے ایک ایسے حصہ میں رکھا گیا تھا جس میں اور بہت سی عورتیں زیر حراست تھیں - حاکم جیل خانہ چونکہ ایک شریف اور نیک

خیال آدمی تھا۔ اور اس بات کو جانتا تھا۔ کہ اتنے قریبی رشتہ داروں کی ملاقات حالات پیش آمدہ میں اس قسم کی ہوگی۔ کہ دونوں کو اجنبیوں کے روبرو اظہار خیالات میں تامل ہوگا۔ اس لئے اس نے کلیرنس کو اپنی نشست گاہ میں بیٹھنے کی اجازت دی۔ اور اس کی گنہگار خالہ کو بھی وہیں بلوا دیا۔

جب خالہ اور بھتیجا دونوں اکٹھے ہوئے۔ تو کلیرنس نے ہمدردی کے چند کلمات زبان سے ادا کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس کی زبان تالو کے ساتھ لگ گئی۔ خیالات الفاظ کی صورت اختیار نہ کر سکے۔ اور آنکھوں سے سیلاب اشک بہ نکلا۔

مسز ٹارنر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور دونوں ہاتھوں سے منہ کو چھپا لیا۔ اس کی انتہائی ذہنی اذیت کا اظہار اس کی سرد آہوں اور تلخ آنسوؤں کے ذریعہ ہو رہا تھا۔

آخر کلیرنس نے ہی بدقت طبیعت پر جبر کر کے سلسلہ کلام شروع کیا۔ کہنے لگا۔ "خالہ آج میں آپ کو کس خوفناک حالت میں دیکھتا ہوں۔ چند دن کے مختصر عرصہ میں آپ کے حالات میں کتنی حیرت خیز تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔"

بدنصیب عورت نے دونوں ہاتھ التجا کے طور پر آگے کی طرف پھیلا کر کہا۔ "کلیرنس خدا کے لئے مجھے ملامت نہ کرو۔ میں پہلے ہی بہت مصیبت زدہ ہوں۔ مجھے ہدف ملامت بنا کر اور زیادہ رنجیدہ نہ کرو۔"

"میں خوب سمجھتا ہوں۔ آپ کس درجہ مصیبت زدہ ہیں۔" کلیرنس ولیرز نے اس کی حالت پر اظہار ترحم کرتے ہوئے کہا۔ اور اس وقت ایک لمحہ کے لئے اسے یہ بات فراموش ہو گئی۔ کہ یہ عورت کس قدر خوفناک جرم کی مرتکب ہوئی ہے۔ اس کی مصیبت کا اندازہ اس کی تبدیل شدہ ہیئت سے بآسانی ہو سکتا تھا۔ کیونکہ بدن نہایت لاغر ہو چکا تھا۔ گال اندر کو پچکے ہوئے اور زرد تھے۔ اور کمر میں اس قسم کا خم نمودار ہونے لگا تھا۔ گویا دنوں میں وہ برسوں کی منزل طے کر چکی ہو۔

"ہاں میں بہت مصیبت زدہ ہوں۔" بدنصیب عورت نے نہایت تلخ لہجہ میں کہا۔ اور ذہنی اذیت کے زیر اثر دونوں ہاتھ ملاتے ہوئے "اس خوفناک مقام میں آنے کے بعد میں نے جیسی تکلیف دہ راتیں بسر کی ہیں۔ خدا کسی دشمن کو بھی نصیب نہ کرے۔ میری اذیتوں کے بیان کا انسانی زبان کو یارا نہیں۔ یوں تو دن کا وقت بھی بڑی مصیبت اور پریشانی میں بسر ہوتا

ہے۔ مگر جب رات ہوتی ہے۔ تو خاموشی — تاریکی اور سنسان میں میرے خیالات حقیقی صورت اختیار
کر کے نگاہوں کے سامنے آ جاتے ہیں۔ ان کی شکلیں اتنی ہیبت ناک ہوتی ہیں کہ ۔۔۔"

کلیریسن قطع کلام کر کے بولا "تاہم اس طرح اپنے پریشان خیالات کو غلبہ نہ پانے دینے
کی کوشش کیجئے کہ آپکی طبیعت سکون پذیر ہو۔ آپ کی موجودہ حالت دیکھکر مجھے بہت سی باتیں
جو کہنے تھیں۔ ان کے علاوہ میں آپ سے بہت کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے کتنی سوالات پوچھنے اور
کتنی ایک مشورے پیش کرنے ہیں۔ پس جب تک آپ سکون اختیار نہ کریں ۔۔۔"

بد نصیب عورت کی پیشانی پر عرق سرد کے بڑے بڑے قطرات نمودار ہو گئے۔ اور وہ
تپ دق کے مریض کی طرح کانپتی ہوئی کہنے لگی "افسوس! اے کلیریسن وہ کونسا مشورہ ہے
جو تم مجھے دے سکتے ہو۔ میرے لئے فقط ایک ہی مشورہ ہے۔ اور وہ یہ کہ میں دوسرے جہان
کی تیاری کر لوں ۔۔۔"

"کیا یہ ممکن ہے؟" ولیرز نے ان الفاظ کی خوفناک اہمیت سے ہیبت زدہ ہو کر کہا "کیا
آپ کے لئے اس دنیا میں کوئی امید باقی نہیں؟ کیا رہائی کا کوئی امکان نہیں؟ ۔۔۔"

مسز مارٹن نے اپنی اندر کو دھنسی ہوئی اور نور سے عاری آنکھیں اپنے بھتیجے کے چہرہ پر
گاڑ کر پوچھا "کیا تم میرے اس بیان کو قابل یقین سمجھ سکتے ہو۔ کہ میں اس الزام سے جو میرے
خلاف عاید کیا گیا ہے۔ بے خطا ہوں یعنی سر سنری کورٹنی کے جعلی دستخط کرنے کے الزام میں قصور
ہرگز نہیں۔ کیونکہ تم بھی اپنے دل میں مجھے قصوروار سمجھتے ہو۔ ایسے حالات میں یہ کیسے ممکن ہے کہ
جیوری مجھے بے قصور قرار دے۔ کلیریسن یہ نہ سمجھو کہ میں کسی امید کو دل میں جگہ دیکر اصل حالات
کو نظر انداز کر رہی ہوں۔ مجھے اپنی تقدیر صاف نظر آ رہی ہے۔ میری پیشانی میں یہی لکھا تھا۔
کہ سرکاری جلاد کے ہاتھوں جان دوں ۔۔۔"

"خدا رحم کرے!" ولیرز نے اپنے ہاتھ سے پیشانی کو دباتے ہوئے کہا۔ مسز مارٹن کی باتوں
سے اس کے دماغ میں غیر معمولی تلاطم پیدا ہو گیا تھا۔

"بے شک کلیریسن میرا انجام یہی ہو گا" عورت نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا "میرا
خاتمہ قریب ہے۔ ہاں اتنا ممکن ہے کہ میں چند روز کے لئے اپنی زندگی کو اور بڑھا لوں۔ اور
یہ اس طرح پر کہ میں بیان کر دوں ۔۔۔"

"کیا؟" کلیریسن نے بے صبری سے پوچھا۔ "وہ کونسا بیان ہے جس کی بدولت آپ کی

زندگی چند ماہ کے لئے بچ سکتی ہے؟"

"ہائے۔ میں وہ باتیں تمہارے روبرو بیان نہیں کر سکتی" اس کی خالہ نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

"میں سمجھ گیا... میں نے جان لیا۔ وہ کیا بات ہے..."

"کلیرنس خدا کے لئے مجھ سے نفرت نہ کرنا؟" بدنصیب عورت نے اپنے بھتیجے کے روبرو دوزانو ہو کر اور اس کا ایک ہاتھ تشنجی انداز سے اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔ "آہ! میں جانتی ہوں۔ تم ضرور مجھے ملامت کرو گے۔ تم کہو گے کہ اپنی خاطر نہیں، تو اس بچہ کی خاطر جو میرے شکم میں ہے۔ مجھے اس خوفناک... دہشناک... جرم سے باز رہنا چاہئے تھا۔ مگر وائے قسمت! مجھے اپنی کامیابی کا اس درجہ یقین تھا... مجھے اس راز کے فاش نہ ہونے کا اس درجہ اعتقاد تھا۔ اس کے علاوہ میری حالت اتنی خراب اور میری پریشانیاں اس قدر بڑھی ہوئی تھیں۔ خصوصاً اس لئے کہ مسز بیری کو نہایت پراسرار طریق پر عدم پتہ ہو چکا تھا..."

"خالہ"۔ کلیرنس نے اسے فرش زمین سے اٹھا کر دوبارہ کرسی پر بٹھاتے ہوئے استقلال آمیز سنجیدہ آواز سے کہا۔ "میں ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس کا جواب اس طرح دیجئے گویا آپ خدا کے حلیم کے روبرو اپنے افعال کی جواب دہی کر رہی ہوں۔ سوال یہ ہے۔ کیا آپ کے ہاتھ خون آلودہ نہیں ہیں؟..."

"مقدس آسمان کی قسم نہیں!" مسز بانر نے پر اذیت دکھ دوز لہجہ میں کہا۔ "آہ! کیا تم مجھے جرم قتل کی مرتکب سمجھتے ہو؟" یہ کہتے ہوئے بدنصیب عورت اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور اپنا استخوانی ہاتھ بھتیجے کے ہاتھ پر رکھ کر کھوکھلی آواز میں کہنے لگی "کلیرنس میری بات سنو۔ دنیا بھر کے بدکاروں میں شاید میرے برابر کوئی نہ ہوگا۔ یہ بھی تسلیم کرتی ہوں کہ میں نے اپنی گناہ آلودہ زندگی کو مذہبی تقدس کے پردہ میں چھپائے رکھا۔ میں نے حسن فروشی کو ذریعہ معاش بنایا۔ اور ایک باعصمت دوشیزہ کے ناموس کو چاک کرنے میں مددگار بنی۔ لیکن اے کلیرنس میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہہ سکتی ہوں کہ میں قاتلہ نہیں ہوں... ہرگز نہیں ہوں"

کلیرنس نے کہا "اس اطمینان کے سلسلہ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں مگر آپ نے ابھی کہا کہ میں ایک باعصمت دوشیزہ کے ناموس کو چاک کرنے میں مددگار بنی۔ کیا اس کا مطلب ہے... کیا یہ ممکن ہے کہ... ہند... میری عزیز ایتھیلا شہ کی بہن..."

"آہ! کلیرنس۔ تم مجھے جان سے مار دو۔ خدا کے لئے مار دو۔" گنہگار عورت نے انتہائی ذہنی اذیت کے زیر اثر اس کے روبرو پھر دوزانو ہو کر کہا "میری زندگی اب موجب ملال ہے۔ ہائے افسوس مجھ سے وہ سیاہ ترین جرم سرزد ہوا جس کا ارتکاب کبھی ایک عورت سے دوسری کے متعلق ہو سکتا ہے۔"

"تبھی میرے بدترین شبہات کی تصدیق ہو گئی۔" کلیرنس نے کراہتے ہوئے کہا۔ اس نے یکایک نفرت اور خوف سے دوسری طرف کو منہ پھیر لیا۔ اور اس کی زبان سے غصے کے زور دار کلمات نکلنے لگے۔

اس کے ایک ہی لمحہ بعد غم و اندوہ کی آوازیں۔۔۔ اس کے غصے سے بھی زیادہ تلخ۔۔۔ اس کے کان میں پہنچیں۔ مڑ کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس کی خالہ غمزدہ اور بدحال اوندھے منہ فرش زمین پر پڑی ہے۔ اور اس کا سارا بدن ذہنی اذیت کی وجہ سے تشنجی انداز سے کانپ رہا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر اس کے دل میں پھر رحم کا احساس تازہ ہو گیا۔

اس مقام کے قریب جا کر جہاں بدنصیب عورت اس وقت زمین پر گری تھی۔ جب وہ اس سے جدا ہوا۔ اس نے اسے اٹھایا۔ اور دوبارہ ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ وہ اسے تسکین اور ہمدردی کے کلمات بھی کہنے لگا۔ اور اس نے اپنی بدسلوکی کے لئے معافی چاہی۔۔

وہ ہلکی گلوگیر آواز سے کہنے لگی "کلیرنس مجھ سے معافی طلب کر کے تم اور زیادہ شرمسار کرتے ہو۔ تمہارے دل میں میرے خلاف جوش غضب پیدا ہونا قدرتی ہے۔ میں تسلیم کرتی ہوں کہ دنیا میں میرے برابر بری اور گنہگار عورت کوئی نہ ہوگی۔ میرا ناپاک وجود اس دنیا کے لئے منحوس۔ اور میرے ہمجنسوں کے لئے موجب توہین ہے۔ الٰہی! جب میں اپنی زندگی کے تاریک جرائم کی طرف نظر کرتی ہوں۔۔۔ جب مجھے اپنے بے شمار افعال بد کا خیال آتا ہے۔ تو یقین ہوتا ہے۔ کہ دوسری دنیا میں بھی میری خطائیں ہرگز قابل معافی نہ سمجھی جائیں گی۔"

"یہ الفاظ آپ کے گناہوں میں اور اضافہ کرتے ہیں۔" کلیرنس نے کہا "اے خالہ اس قادر مطلق کی رحمت اور شفاعت لامحدود ہے۔ اور اس کے متعلق کسی شبہ کو دل میں جگہ دینا گناہ کبیرہ سے کم نہیں۔ وہ نیکی اور عظمت کا سرچشمہ ہے۔ اور اس کے اختیارات لاانتہا ہیں۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کی طرح مضطرب بے چین۔ کمزور عورت کی روح کو عذاب دوزخ کی ابدی آگ میں ڈالنا منظور کرے۔ مگر ضرورت اس بات کی

ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ آپ اپنے گناہوں کا کفارہ اس دنیا میں ہی کریں۔ سانس کے بعد گمراہ انسان جیسے حقیقت میں خدا نے اپنی صورت کے مطابق بنایا۔ اور اپنی صفات سے متصف کیا تھا۔ خواہ آپ کو معافی دے یا نہ دے۔ بہر حال اس خالق کون و مکان کی شفاعت یقینی ہے۔ جو ہر گناہ گار کی خطائیں معاف کرتا ہے"

مسز ٹارنر نے کہا۔ "کلیرنس میں اپنی خطاؤں پر تائب ہو چکی ہوں۔ یقین جانو۔ جو کچھ مجھ سے ہوا۔ اس کے لئے میرے دل میں سخت ندامت اور پشیمانی ہے۔ اے کاش میں اپنی زندگی کے گذشتہ بیس سال از سر نو بسر کر سکوں۔ اس صورت میں ممکن نہیں کوئی غلطی مجھ سے سرزد ہو۔ یا میں کسی فطری کمزوری کو روح پر داغ لانے کا موقعہ دوں۔ مگر افسوس! یہ خیالات ہمارے دلوں میں اس وقت پیدا ہوتے ہیں۔ جب وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اور وہ ہمارے طرز عمل کی رہبری بالکل نہیں کر سکتے"

"یہ درست ہے" کلیرنس نے افسردگی کے لہجہ میں کہا۔ اور پھر ذرا تامل کے بعد وہ کہنے لگا۔ "اب مجھے ایک ایسا فرض ادا کرنا ہے۔ جس سے شاید آپ کا دل بہت مجروح ہوگا۔ اور آپ کے دماغ میں سیکڑوں قسم کی تلخ یاد تازہ ہو جائے گی۔۔۔"

مسز ٹارنر سے جہاں تک ممکن تھا۔ اس نے اپنے جذبات پر قابو پا کر نسبتاً پرسکون لہجہ میں کہا "کلیرنس میں تمہارا مطلب سمجھ گئی۔ تم چاہتے ہو۔ میں اس وقت سے لیکر جب تم شادی کے بعد اپنی حسین دلہن کے ساتھ لندن سے رخصت ہوئے۔ اب تک کے واقعات صحیح طور پر سلسلہ وار بیان کروں۔ میں ایسا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تم میرے پاس بیٹھ کر سنو۔ مگر اندیشہ ہے کہ ایسا کرنے سے تمہیں میرے گناہوں کا اور بھی زیادہ ثبوت ملے گا۔ کیونکہ یہ ایک امر واقعہ ہے۔ کہ وہ جرائم جن کا بار میری روح کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ فوری جوش کی حالت میں یعنی اس وقت جب فہم و ادراک پر جذبات کا اثر غالب ہوتا ہے۔ سرزد نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کا ارتکاب بڑی باقاعدگی کے ساتھ حالت سکون میں ہوتا رہا ہے"

کلیرنس اس کے قریب ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور ہمہ تن گوش ہو کر اس کا بیان سننے کے لئے آمادہ ہوا۔

ریاکار عورت نے اس خوفناک سازش کی تفصیلات بیان کیں۔ جو خود اس کے اور مقتول سر ہنری کورٹنی اور مسٹر ٹارنر کے درمیان روزا منڈ کی عصمت و ناموس کے خلاف ہوئی تھی

اب اپنی خالہ کی زبانی کلیرنس کو اول مرتبہ یہ حقیقت معلوم ہوئی۔ کہ مسٹر ٹارنر نے ایڈیلائس کے ساتھہ میری شادی پر صرف اس لئے رضامندی ظاہر کی تھی۔ کہ چھوٹی لڑکی کی راحت اور عزت کے خلاف سوچی ہوئی سازش کی تکمیل آسانی ہو سکے۔ اور ایڈیلائس یا کلیرنس اسمیں حائل نہ ہوں۔

یہ داستان سنکر کلیرنس بولا۔ "اگرچہ میرے لئے یہ بات سخت رنجدہ ہے۔ کہ ایڈیلائس کے ساتھہ میری شادی ایسے افسوسناک حالات کا نتیجہ تھی۔ تاہم ایک لحاظ سے مجھے خوشی بھی ہے اور وہ اس لئے کہ میری حسین اور پیاری بیوی اس شادی کی بدولت ایسے بدسیرت باپ کے مہلک اثرات و اختیارات سے نکل چکی ہے"۔

مسز ٹارنر نے ایک گہری آہ کھینچی۔ اور اسکے بعد اس نے وہ تفصیلات بیان کیں۔ جن کا تعلق اس کی اور مسٹر ٹارنر کی واقفیت سے تہا۔ اس کے علاوہ اس نے سر ہنری کورٹنی کے قتل کے وہ حالات جو خود اسے مسٹر ٹارنر کی زبانی معلوم ہوئے تہے۔ جعلی چک کی تیاری کا واقعہ۔ چک کا روپیہ بارورڈ وکیل کے پاس جمع کرانا۔ اور اس کا فرار اور آخرکار اپنے اس جیل خانہ میں آنے کے سب حالات مفصل طور پر بیان کئے۔

آخرکار کلیرنس نے کہا۔ "تو کیا آپ کو اس بات کا کامل یقین ہے۔ کہ مسٹر ٹارنر سے حقیقت میں وہ خوفناک جرم سرزد نہیں ہوا۔ جو اس سے منسوب کیا گیا ہے؟" یہ سوال اس نے خصوصیت کے ساتھہ اس لئے پوچھا۔ کہ وہ تحقیق کرنا چاہتا تہا۔ مسٹر ٹارنر جس کی بیگناہی کا اعلان اسٹمرڈ کی ٹمینا کے یوم گذشتہ کے وعدہ کے مطابق اس روز ہونا تہا۔ واقعہ میں بے قصور ہے۔

مسز ٹارنر نے جواب دیا۔ "میں کیہ سکتی ہوں۔ کہ یہ حالات جو خود مسٹر ٹارنر نے مجھ سے بروبرو بیان کئے تہے۔ درست ہیں۔ کیونکہ جب ایک بار ہم دونوں کی شادی ہوگئی۔ اور ہم نے ایک دوسرے کی حقیقی حالت کو اچھی طرح سمجہہ لیا۔ تو پھر باہمی رازداری کی مطلق ضرورت نہ تھی ہم دونو دست بدست جرم کی شاہراہ پر چلنے لگے۔ تو ایک دوسرے کے سامنے شرم و خجالت کا احساس بالکل دور ہوگیا۔ ایک اور بات یہ بھی ہے۔ کہ مسٹر ٹارنر کے لئے سر ہنری کورٹنی کے قتل کی کوئی معقول وجہ موجود نہ تھی۔ البتہ آخرالذکر کی موت نے اسے مالی امداد سے جس کی اسے اشد ضرورت تھی۔ محروم کر دیا"۔

کلیرنس نے اس استدلال کو تسلیم کیا۔ اور کہنے لگا۔ "بیشک یہ درست ہے"۔

سلسلہ کلام جاری رکھکر بدنصیب عورت کہنے لگی "مجھ سے پوچھو۔ میں نے اس بات کا قصد کر لیا ہے۔ کہ اپنے جرم سے ہرگز انکار نہ کرونگی۔ میرا جرم پہلے ہی سنگین ہے۔ میں اسے اپنے طرز عمل سے اور زیادہ سنگین بنانا نہیں چاہتی۔ میں عدالت میں جعل سازی کا اقرار کر لونگی۔ اور اس بدنصیب شخص کو شریک جرم ثابت کرنے کی بالکل کوشش نہ کرونگی جس پر فراخی عدالت کے باعث قتل کے جرم کا بوجھ پہلے ہی دباؤ ڈال رہا ہے۔ میں اس جرم کے متعلق اس کا بالکل ہی ذکر نہ کرونگی۔ تاکہ اگر وہ اس خوفناک تخمصہ سے نجات حاصل کرے۔ جس میں وہ بحالت موجودہ ابھی ہوا ہے۔ تو اس کے اس میں آئندہ اس کے اپنے ضمیر کی ملامت کے سوا کوئی بات خلل انداز نہ ہو سکے۔"

کلیرنس بولا "تو ناحق آپ نے وہی طریق عمل سوچا ہے جس کا میں خود آپ کو مشورہ دیتا۔ جبکہ آپ کا جرم روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ تو اسے چھپانے کی کوشش بے سود ہوگی۔ درحقیقت بیرونٹ اپنے دستخط کے ساتھ ایک خفیہ نشان بنا کر دیا کرتا تھا۔ اسے آپ نے نظر انداز کر دیا۔ جس محرر نے آپ کو چک کا روپیہ ادا کیا۔ اس نے اسے پورے غور سے نہیں دیکھا تھا۔ کیونکہ آپ کو وہ پہلے سے جانتا تھا۔ لیکن بعد ازاں جب چک کے دستخط کو غور سے دیکھا گیا۔ اور وہ مخصوص علامت اس میں شامل نظر نہ آئی۔ تو معلوم ہوگیا یہ جعل ہے۔ کیا آپ کے خیال میں واقعات یہی تھے۔ جو میں نے بیان کئے ہیں؟ اخبارات نے تو ایسا ہی لکھا تھا۔"

مسز ہارنر افسردگی کے لہجہ میں کہنے لگی "ہاں یہی درست واقعات ہیں۔ اور میں یہ محسوس کرتی ہوں۔ کہ جرم سے انکار کرنے کی بجائے اس کا اقبال کر کے اپنے آپکو عدالت کے رحم پر چھوڑنا بہر حال بہتر ہوگا۔ خداوندا کوئی صورت ایسی پیدا ہو کہ میں اس قبل از وقت . . . خوفناک موت سے بچ سکوں۔" یہ آخری الفاظ اس نے پھر بڑے جوش میں ابھر کر کہے۔

"سکون! خاطر جاری سکون!" کلیرنس نے کہا "آپ اس قدر اضطراب کا اظہار نہ کریں۔ کیونکہ ابھی مجھ آپ سے ایک بیگناہ شخص کے متعلق ایک فعل اضافت کرانا ہے۔ میں چاہتا ہوں آپ سر سیری اکورٹنی کے قتل کی ان تحریری تفصیلات پر جو آپ کو مسٹر ٹارنر کی زبانی معلوم ہوئی تھیں اپنے دستخط کر دیں۔ ان تفصیلات کو آپ کی خاطر میں قلمبند کر دیتا ہوں۔ کسے معلوم ہے یہ کاغذ آپ کے بدنصیب شوہر کے لئے کس درجہ مفید ثابت ہو۔"

اتنا کہہ کر کلیرنس عالم جیل خانہ کے دفتر سے کاغذ۔ قلم دوات لینے گیا۔ اور یہ چیزیں لا کر اس نے

ایک بیان قلمبند کیا۔ جس میں مسٹر مارنز کی جرم ... کیونکہ ... کرنیٹ کے علاوہ مسٹر مارنز کیا
حبلسازی کے جرم کا اقبال بھی درج تھا اور اس آخری جرم کے سلسلہ میں مسٹر مارنز کا ذکر نہیں
کیا گیا تھا۔ تائب گنہگارہ نے استقلال کے ساتھ اس دستاویز پر دستخط کر دیئے۔ اور اس کے بعد اسے
اپنے دل سے ایک بھاری بوجھ اٹھتا ... ہوا۔

دلیرز نے اپنی خالہ کو روزنامنڈ کی نسبت یہ بتایا۔ کہ وہ ایک یہودی کنبہ میں جس کے افراد اس
سے بڑی مہربانی سے پیش آتے ہیں۔ سکونت پذیر ہے۔ لیکن اس وعدہ کے مطابق جو وہ اسفرڈ کی
ٹرینا سے کر چکا تھا۔ اس نے اشارتاً بھی اس بات کا ذکر نہیں کیا۔ کہ عنقریب مسٹر ٹارنز کی بیگناہی کا
اعلان مشتہر ہو جائیگا۔ اسے یہ بھی محسوس ہوا۔ کہ یہ اقبالی بیان جو میں نے مسٹر ٹارنز سے حاصل کیا ہے
شاید اس پُر اسرار کارروائی میں جو کسی دوسری جگہ اس کے خسر کو قتل کے الزام سے بری ثابت کرنے کے
متعلق کی جا رہی تھی۔ مد دے۔ اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے وہ کہنے لگا " اب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں"
اس نے رکتے رکتے پوچھا " کیا تمہارا ارادہ مسٹر ٹارنز سے ملنے کا نہیں ؟"

دلیرز نے جواب دیا " آج نہیں۔ کیونکہ جیل خانہ کے قواعد ایک ہی شخص کی مسلسل دو دن ملاقات
کی اجازت نہیں دیتے۔ میں چونکہ جھوٹ اور فریب سے سخت متنفر ہوں۔ اس لئے صاف طور پر یہ
بات کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ میں ایڈیلائس۔ روزنامنڈ اور وہ جوان خاتون جس کے ہاں روزنامنڈ
پناہ گیر ہے۔ ہم سب کل مسٹر ٹارنز سے ملے تھے "

" گویا تم پہلے اس سے ملنے گئے ؟" بدنصیب عورت نے کہا۔ مگر جلدی ہی وہ کہنے لگی " میں اس
کے لئے تمہیں قصوروار نہیں قرار دیتی۔ اور نہ ملامت کرنا چاہتی ہوں۔ یہ قدرتی امر تھا۔ کہ تمہاری
بیوی پہلے اپنے باپ سے ملنے کی خواہشمند ہو۔ اور تمہارا اس کے ہمراہ جانا بھی لازم تھا۔ اس
کے علاوہ میں یہ بھی سمجھتی ہوں۔ کہ تمہیں مجھ ایسی گنہگار اور بدکار عورت کے روبرو آتے ہوئے
شرم محسوس ہوتی ہوگی "

کلیرنس نے گرمجوشی سے کہا " خالہ آپ کی توبہ و استغفار کو دیکھ کر اب میرے دل میں آپ
کے متعلق سوائے رحم اور افسوس کے اور کوئی خیال باقی نہیں رہا۔ خدا کرے۔ حاکمان انصاف
بھی آپ کے زمانہ ماضی کو ایسی ہی آسانی سے فراموش کر سکیں۔ جس طرح میں نے کیا ہے "

مسز ٹارنز کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ اور وہ کہنے لگی " کلیرنس میں تمہاری فیاضی کا شکریہ
ادا کرتی ہوں۔ اس خوفناک جیل خانہ کی چار دیواری میں ہمدردی کا ایک لفظ ان تمام راحتوں

اور سرتوں سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ جو خارجی دنیا میں انسان کے لئے نعمت کا درجہ رکھتی ہیں۔ کلیرنس لبربانی اور معانی کے الفاظ آسمان کی مقدس شبنم کا درجہ رکھتے ہیں۔ آہ! برسوں تک میں ایک ریاکار عورت رہی۔ اس قسم کے فقرات جن کی بدولت میں دنیا کو اپنی ذات کی نسبت دھوکا دیتی تھی۔ بڑی روانی کے ساتھ میری زبان سے نکلا کرتے تھے۔ مگر ان کے حقیقی معنوں کو میں نے اسی جگہ آکر محسوس کیا ہے۔ میرا انجام خواہ کچھ ہو۔ بہر حال اس کا مجھے اطمینان ہے۔ کہ میں نے آخر کار اس مذہب کی صداقتوں کی قدر و قیمت معلوم کر لی۔ جسے میں نے دنیا میں رہ کر اپنی برائیوں کی پردہ پوشی کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔" پھر وہ زیادہ آہستگی کے لہجہ میں بولی۔ "کلیرنس میری ایک نصیحت یاد رکھنا۔ جو شخص مذہب کی سب سے زیادہ نمائش کرے اسے ہمیشہ شک و شبہ کی نظر سے دیکھنا۔ جو لوگ حقیقت میں پابند مذہب ہیں۔ وہ اپنے عقائد کو جا و بے جا لوگوں کی نظروں میں لانے کی کوشش نہیں کرتے۔ جو شخص دلی نما ہو۔ مرد ہو یا عورت۔ یاں لو کہ وہ ضرور کوئی قابل نفرت ریاکار ہستی ہے۔ میرا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ جتنی عیاشی اور اوباشی مذہب کے پردہ میں ہوتی ہے۔ کسی اور ذریعہ سے نہیں ہوتی۔ بس میں اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتی۔ مجھے یقین ہے واقعات پیش آمدہ نے ایڈیلاس کو سخت صدمہ پہنچایا ہوگا۔ اس لئے تمہارا اس کی تسکین کے لئے اس کے پاس رہنا ضروری ہے۔ مگر دیکھو جانے سے پہلے میری ایک بات اور سن لو۔ میں امید کرتی ہوں۔ تم ایڈیلاس کو ان ... خوفناک ..."

"اطمینان رکھئے"۔ کلیرنس نے اسے متامل دیکھ کر کہا۔ "میں ایڈیلاس کو ان خوفناک حالات سے مطلع نہیں کروں گا۔ جن کا تعلق روزامنڈ کی تباہی سے ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ان کا ذکر تو اس کی موت کا موجب ثابت ہوگا۔ اور اب میں یہ بھی سمجھ گیا۔ کس لئے روزامنڈ نے اپنی بہن کے اور میرے پاس رہنے کی بجائے ان دوستوں کے ہاں ٹھیرا رہنا ضروری سمجھا۔"

اس کے بعد مسز ٹارنز اور کلیرنس ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے۔ اور جبکہ اول الذکر محافظ عورت کے ہمراہ جو پاس کے کمرہ میں اس ملاقات کے خاتمہ کی منتظر تھی۔ اپنے کمرہ کی طرف چلی گئی۔ آخر الذکر حاکم جیل خانہ کے دفتر میں گیا۔ اور وہاں اس نے وہ دستاویز جس پر اس کی خالہ نے دستخط کئے تھے۔ حاکم مذکور کے حوالہ کر دی۔

جیل خانہ سے وہ سیدھا شہر کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں وہ ایڈلائس کو ایک دوست کے ہاں چھوڑ آیا تھا۔ چونکہ ان ایام میں اس نے اس سرکاری دفتر سے جس میں وہ ملازم تھا۔ ڈیڑھ ماہ کی رخصت لے رکھی تھی۔ اس لئے اسے اپنا وقت اپنی مرضی کے مطابق صرف کرنے کا اختیار حاصل تھا۔

فرصت کا وقت نکال کر وہ اس مکان میں گیا۔ جہاں شادی سے پیشتر وہ برج سٹریٹ بلیک فرائیرز میں رہا کرتا تھا۔ اس کا خیال تھا۔ شاید میرے نام وہاں کوئی خط آیا رکھا ہو۔ فی الواقعہ وہاں اسے ایک خط ملا جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

پال مال ویسٹ

ارل آف ایلنگھم کی طرف سے مسٹر ولیمز کو سلام پہنچے درخواست ہے۔ کہ جب آپ شہر میں واپس ہوں تو کسی وقت میرے مکان پر قدم رنجہ فرمائیں۔ آپ سے ایک ضروری معاملہ کی نسبت مشورہ کرنا ہے۔

خط کو ایڈلائس کے روبرو پیش کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "اس میں ضرور کوئی غلطی ہوئی ہے۔ کیونکہ میں امیر موصوف سے بالکل ناآشنا ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ ان کو مجھ سے کس معاملہ کی نسبت مشورہ کرنے کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ بہرحال میں کل پرسوں ان کے مکان پر جا کر رفع استعجاب کروں گا۔ سردست تو سب سے زیادہ تمہارے والد کی بیگناہی کے اعلان کا انتظار ہے۔"

یہ بیان کرنا لاحاصل ہوگا کہ کلیرنس نے سر ہنری کورٹنی کے قتل کے جو واقعات اپنی خالہ کی زبانی سنے تھے۔ وہ اس نے اپنی بیوی کے روبرو بھی بیان کر دئے۔ اور اسے یہ بھی بتا دیا۔ کہ میں اس بیان پر اس کے دستخط کرا کے دستاویز حاکم جیل خانہ کے سپرد کر آیا ہوں۔

باب ۹۶ سر کرسٹوفر بلنٹ کی دھوم

دوپہر کے قریب لندن کے بازاروں میں ایک عجیب افواہ جنگل کی آگ کی طرح تیزی کے ساتھ پھیلنے لگی۔

افواہ یہ تھی۔ کہ اس روز ۱۰ اور ۱۱ بجے کے درمیان سر کرسٹوفر بلنٹ اور ڈاکٹر ملیلز نے بو سٹریٹ کی عدالت میں حاضر ہو کر عدالت سے نہ صرف ان عجیب وغریب واقعات کی کیفیت بیان کی جو انہیں شب گذشتہ کو پیش آئے تھے۔ بلکہ ایک دستاویز بھی داخل کی جس سے مسٹر مارٹن

کی اس جرم قتل سے کامل بیگناہی ثابت ہوتی تھی۔ جس کے الزام میں وہ جیل خانہ نیوگیٹ میں زیر حراست تھا۔

واقعات پیش آمدہ اس قدر عجیب تھے۔ کہ اگر انہیں سر کرسٹوفر ملینٹ اور ڈاکٹر لسیلز سے کم عزت دار شخص بیان کرتا تو اسے دیوانہ کی بڑ سمجھا یا ملزم کے حامی دوستوں کی شرارت پر محمول کیا جاتا مگر یہ دونوں اصحاب اتنے عزت دار تھے۔ کہ ان کے بیان پر کسی شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ ان کی داستان گو نہایت عجیب تھی۔ مگر اس کے مختلف حصے ایک دوسرے سے اس قدر مربوط تھے۔ کہ اسے ایک ایسی سچائی جو افسانہ سے عجیب تر ہوتی ہے۔ تسلیم کیا گیا۔

اس واقعہ سے صدر مقام کے ہر حصہ میں حیرت اور سنسنی پھیل گئی۔

معلوم ہوا کہ بعض نامعلوم اشخاص نے دو عزت دار آدمیوں کو جن میں سے ایک نامور طبیب اور دوسرا المدار آنریری مجسٹریٹ تھا۔ آنکھوں پر پٹی باندھ کر ایک پر اسرار مقام پر پہنچایا۔ اور وہاں انہوں نے دو شخصوں کے اقبالی بیانات قلمبند کئے۔ جس سے ثابت ہوتا تھا۔ کہ وہ دو اشخاص مسٹر سبری کورٹنی کے اصلی قاتل ہیں۔ اس اقبالی بیان میں دغا یا فریب کا بالکل امکان نہ تھا۔ دونوں شخصوں پر جدا جدا جرح کی گئی تھی۔ مگر ان کے بیان میں ذرا سا اختلاف بھی نہیں پایا گیا۔ ان حالات میں ہر شخص کے لئے یہ سمجھنا قدرتی امر تھا۔ کہ مسٹر ٹارنر حقیقت میں بے قصور ہے یہی رائے بوسٹریٹ کے مجسٹریٹ نے ظاہر کی۔

مگر ایک اور زبردست سوال یہ پیدا ہوتا تھا۔ کہ وہ شخص کون ہے۔ جس نے سر کرسٹوفر ملینٹ اور ڈاکٹر لسیلز کو اس پر اسرار مقام پر ایسے پر اسرار طریق پر لیجا کر ان سے ملزموں کے بیانات قلمبند کرائے؟ اس کا مکان کہاں واقع ہے؟ اس نے اصلی قاتلوں کو کس لئے چھپا رکھا ہے؟ اس سارے معاملہ میں اس قدر رازداری کیوں برتی گئی؟ اور اس معاملہ کی تہ میں کیا راز تھا۔ کہ سر کرسٹوفر ملینٹ اور ڈاکٹر لسیلز کو ۲۴ گھنٹہ خاموش رہنے کی تاکید کی گئی؟

یہ سوالات ہر شخص کی زبان پر تھے۔ مگر ان کا اطمینان بخش جواب کوئی نہ دے سکتا تھا۔

اصلی مجرموں کا اقبالی بیان داخل عدالت کرتے وقت وہ چاقو جس سے جرم کا ارتکاب ہوا اور اس نقدی کا بڑا حصہ ہوا جو مجرموں نے ٹارنر کا چیک سے اڑائی تھی۔ عدالت کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ اس سے پہلے جب مقتول کی لاش اس کے مکان پر پہنچائی گئی۔ تو ایک ڈاکٹر نے اس

کا معائنہ کرکے یہ رائے ظاہر کی تھی۔ کہ اس کا گلا کسی ایسے ہی تیز آلہ سے کاٹا گیا ہوگا۔

مگر ان سب باتوں سے بڑھ کر ایک اور واقعہ پیش آیا۔ یعنی جس وقت ان واقعات کی خبر جیل خانہ نیوگیٹ تک پہنچی۔ تو حاکم جیل خانہ نے خود حاضر عدالت ہوکر مسٹر ٹارنز کا وہ اقبالی بیان پیش کر دیا۔ جو کلیرنس ویلیرز نے اس کے حوالہ کیا تھا۔

اس بیان میں مسٹر ٹارنز نے نہ صرف جعلسازی کے متعلق اپنے جرم کا اقبال کیا ہوا تھا۔ بلکہ قتل کے واقعات بھی اسی پیرایہ میں بیان کئے گئے تھے۔ جس میں موتی سپلنٹ اور جوشوا پیٹلر نے بیان کئے تھے۔

سارے پہلوؤں کو دیکھتے ہوئے ہر شخص کو مسٹر ٹارنز کی بیگناہی کا کامل یقین ہو چکا تھا۔ اور اب اس کے سارے دوست جو گرفتاری سے لیکر اس وقت تک اس سے الگ رہے تھے جیل خانہ میں اسے مبارکباد دینے گئے۔ کیونکہ اس کی رہائی یقینی نظر آتی تھی۔

جیسا کہ ہم نے پیشتر بیان کیا۔ صدر مقام میں اس واقعہ نے سنسنی پیدا کردی تھی۔ چنانچہ شام کے اخبارات میں اس کی تفصیلات شائع ہوئیں۔ تو ہزاروں پرچے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئے۔ اس روز اخبار والوں کی چاندی تھی۔ ان کی خوب ہی بکری ہوئی۔

اخبار نویسوں کی اصطلاح میں شہر کا سب سے قدیم باشندہ۔ کوئی پراسرار ہستی ہے۔ جس کا ذکر بارہا آیا کرتا ہے۔ مگر اسے کبھی کسی نے دیکھا نہیں۔ اس موقعہ پر بھی ان ذات شریف کا خوب ذکر آیا۔ اخبار والوں نے لکھا۔ کہ شہر کے سب سے قدیم باشندہ نے بھی کبھی ایسا عجیب اور حیرت خیز واقعہ ظہور میں آتے نہیں دیکھا۔

لیکن اس قدیم باشندہ کی رائے سے قطع نظر اس میں شک نہیں۔ کہ سالہا سال سے لندن میں ایسا عجیب واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ جس کی بدولت نہایت بے فکرے اور لاپروا شخصوں کے لئے بھی دلچسپی کا سامان پیدا ہوگیا۔ ہر شخص کی زبان پر بس ایک واقعہ کا چرچا تھا۔

شراب خانوں، ریسٹورنٹوں اور کلبوں میں اسی معاملہ پر بحث ہو رہی تھی۔ مگر واقعہ اس قدر پراسرار تھا۔ کہ نہایت باخبر آدمی بھی جنہیں اپنی واقفیت پر ناز ہوا کرتا تھا۔ اس کی نسبت

کوئی فیصلہ کن رائے نہ دے سکتے تھے

آخری سوال جو ساری بحث کے خاتمہ پر ہر شخص کی زبان پر آتا۔ مگر جس کا کوئی شافی جواب کسی طرف سے نہ مل سکتا۔ یہ تھا کہ سارے معاملہ کی تہ میں کس کا ہاتھ ہے!

اتنا عجیب و غریب واقعہ صدر مقام عالم کے وسط میں۔ پولیس کی نظروں کے سامنے ظہور میں آئے۔ اور اس کے محرک کا ذرا سا سراغ بھی نہ مل سکے۔ یہ ایک ایسا معما تھا جسے کوئی شخص حل نہیں کر سکتا تھا۔

سر کرسٹوفر ملبنٹ کی اہمیت اس واقعہ سے اتنی زیادہ ہو گئی کہ وہ خوشی سے پھولا نہیں سماتا تھا۔ مصروفیتیں اس قدر بڑھ گئیں۔ کہ غریب کو سر اور پیر کا ہوش نہیں رہا۔ ہر شخص اس کی صورت دیکھنے کا خواہش مند تھا۔ سپرنٹنڈنٹ داخلہ نے اسے اس مطلب کے لئے بلوایا کہ اس کی زبانی سارے واقعہ کے حالات سنے۔ گورنمنٹ کو اس وجہ سے سخت ناراضگی تھی۔ کہ ایک گمنام شخص نے سرکاری اختیارات اپنے ہاتھ میں لے کر ملزموں کو اپنی حراست میں رکھا۔ اور ایک بیگناہ شخص کو رہائی دلانے کے لئے اپنی مرضی کے مطابق عمل کیا۔ سر کرسٹوفر سے اس بارہ میں بے شمار سوالات پوچھے جا رہے تھے۔ کہ وہ شخص کون ہے۔ اور کہاں رہتا ہے۔ جس کے مکان پر ساری کارروائی ہوئی۔ مگر وہ ان سوالات کا کچھ جواب نہ دے سکتا تھا۔

جب وہ اپنے مکان واقع جرمن سٹریٹ میں پہنچا تو دیکھا۔ کئی نامور امراء۔ بہت سے ذی اثر شرفا اور تین چار اراکین پارلیمنٹ ملاقات کے لئے منتظر ہیں۔ ہر شخص اس کی صورت دیکھنے اور اس سے دو باتیں کرنے کا آرزومند تھا۔

سر کرسٹوفر ملبنٹ نے جس شان اور وقار کے ساتھ حاضرین کے روبرو واقعہ کی تفصیلات بیان کیں۔ اور جس خود پسندانہ انداز سے ان سوالات کا ذکر کیا۔ جو اس نے مجرموں سے پوچھے تھے اس کی کیفیت محتاج بیان نہیں۔ ناظرین خود اس کا اندازہ کر سکتے ہیں

سارے شہر میں سر کرسٹوفر ملبنٹ ہی کی دھوم تھی۔ لوگ اتنی بڑی تعداد میں اس سے ملنے گئے۔ کہ ہر شخص کے لئے اس سے ملنا ہی دشوار تھا۔ اخبارات کے رپورٹروں نے بات میں بات پیدا کر کے اس کی بیان کردہ واقفیت کو خوب ہی طول دیا۔ اور چونکہ سر کرسٹوفر نے اپنے جوابات میں اس بات پر زور دیا تھا۔ کہ اس واقعہ کے سارے حالات اسی قدر ہیں۔ جو میں نے بیان کئے اس واسطے کسی کو ڈاکٹر لیسلز کی طرف رجوع کرنے کا خیال نہیں آیا۔ ڈاکٹر موصوف کو خود

فضول باتوں میں وقت ضائع کرنا ناپسند تھا۔ اس لئے اسے بہت خوشی ہوئی۔ کہ سب لوگ سر کرسٹوفر ملبنٹ ہی کے گرد جمع ہو رہے تھے۔ اس اطمینان کی ایک اور وجہ یہ تھی۔ کہ واقعہ چونکہ اس کے لئے بمنزلہ اسرار نہ تھا۔ اس لئے وہ سوالات کے غلط جواب دینے کی مجبوری سے محفوظ رہا۔

جو لوگ سر کرسٹوفر سے اس واقعہ کی کیفیت دریافت کرتے۔ اُن کو جواب دیتے وقت وہ عام طور پر یہ ضرور کہتا تھا۔ کہ وہ شخص جو اس سارے واقعہ کا محرک ہے اچھی طرح محسوس کرتا تھا کہ اس معاملہ میں کسی معمولی مجسٹریٹ کی امداد سے کام نہ چلے گا۔ معاملہ کی نوعیت ایسی تھی کہ اس کے لئے ایک بیدار مغز۔ مدبر۔ نہایت شریف اور دیانتدار آدمی کی ضرورت تھی یعنی ایسے آدمی کی جو دونوں مجرموں سے معاملہ کے ہر پہلو کو اچھی طرح معلوم کر سکے۔ یہاں تک کہ اس کی تہ تک پہنچ جائے۔ اور جس کی ہر بات کامل اعتماد کے قابل ہو۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اس مشکل کام کے لئے مجھے بہترین شخص تصور کیا گیا۔

غرض جیسا اس پراسرار اجنبی نے پیش گوئی کی تھی۔ اب سر کرسٹوفر ملبنٹ کا ہر طرف شہرہ تھا۔ چنانچہ جس تابل یادگار دن کو مسٹر مارنر کی بیگناہی کا اعلان کیا گیا۔ گاڑیوں کی ایک مسلسل قطار پہر جرمن سٹریٹ کی طرف چلتی رہی۔ ان سب میں وہ لوگ سوار تھے جو نائٹ سے ملنا چاہتے تھے۔ کوئی اجنبی اس نظارہ کو دیکھتا۔ تو سمجھتا شاید اس مکان میں کوئی غیر ملکی تاجدار اترا ہوا ہے جسے دیکھنے کو اتنی خلقت جمع ہے۔ یا وزیر اعظم نے جلسہ دعوت منعقد کیا ہے۔ اور اس کے لئے مہمان جمع ہو رہے ہیں۔

دن بھر اور رات کا بڑا حصہ ملاقاتیوں کا تانتا بندھا رہا۔ خدا خدا کر کے رات کے ساڑھے دس بجے سر کرسٹوفر کو تنہائی نصیب ہوئی۔ تو وہ ایک صوفہ پر بیٹھ گیا۔ اور کسی قدر بلند آواز سے کہنے لگا۔ بخدا۔ وہ شخص جو عمر رسیدہ نظر آیا تھا۔ مگر آخر کو جوان ثابت ہوا۔ اور جس نے اس خوفناک آتشیں کپتان کو دھکا دیکر گرا دیا تھا۔ بالکل سچ کہتا تھا۔ آج دنیا میں میری ہی ذات کا چرچا ہے۔ واہ وا! کیا ہر دلعزیزی ہے۔ ڈیوک آف ویلنگٹن نے واٹرلو کا معرکہ فتح کر کے شہرت حاصل کی تو کیا ہوا۔ آج بفضل خدا سر کرسٹوفر ملبنٹ اس سے بہت زیادہ مشہور آدمی ہے۔

وہ اپنی دلخوش کن خیالات میں محو تھا۔ کہ مسٹر لک سپشل ایک ملازم میں خود ان کے سر تیسرے قدم پر اس قدر جہک کر سلام کرتے۔ کہ ناک فرش زمین کے ساتھ لگی جاتی تھی مگر

میں داخل ہوئے۔ اور کہنے لگے "میرے قابل احترام مربی آداب۔ لیجئے میں اس رسالہ کے ابتدائی اوصفحات لکھ کر لے آیا ہوں۔۔!"

"مسٹر لک سپٹل تم اس رسالہ کو اب جہنم میں ڈالو" سر کرسٹوفر بلنٹ نے زور سے چلا کر کہا اور اس کے ساتھ ہی فرط مسرت سے صوفہ سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے خوشی سے بے بس ہو کر مسٹر لک سپٹل کے جزدان کو اس زور سے پاؤں کی ٹھوکر لگائی۔ کہ وہ فٹ بال کی طرح چھت سے جا لگا۔ اور اس کے اندر جتنے کاغذات تھے۔ سب ہوا میں اڑ کر منتشر ہو گئے خود لک سپٹل اس حیرت خیز مقدم پر متعجب ہو کر کھڑا رہ گیا۔

مگر فوراً ہی اس چاپلوس مصنف کو خیال پیدا ہوا۔ کہ شائد سر کرسٹوفر کے حواس پراگندہ ہو گئے ہیں۔ اور اس پر دیوانگی کا مرض طاری ہو چکا ہے۔ اب وہ گھبرا کر بے تحاشا دروازہ کی طرف دوڑا۔

یہ حالت دیکھ کر سر کرسٹوفر بھی اس کے پیچھے لپکا۔ اور کہنے لگا۔ "ٹھیرو۔ ٹھیرو شیطان کی قسم! تمہیں ہو کیا گیا ہے!"

اس نے لک سپٹل کو دروازہ کے قریب پکڑ لیا۔ تو وہ غریب بدحال ہو کر فوراً دو زانو ہو گیا۔ اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ "خدا کے لئے۔۔۔ سر کرسٹوفر۔۔ میری خطا معاف ہو۔۔۔ میں غریب آدمی ہوں۔۔۔ مجھے کچھ نہ کہئے گا۔۔۔"

"کچھ نہ کہئے گا!" سر کرسٹوفر بلنٹ نے اسے نظر استعجاب سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "بیوقوف آدمی کیا میں تمہیں مارنے لگا ہوں؟ ایسا خیال تمہارے دل میں پیدا کیوں ہوا! میرے اندر تو اس لئے یہ دیوانگی۔۔۔"

"بے شک میں دیکھ رہا ہوں۔ آپ کے اندر دیوانگی پیدا ہو گئی ہے!" مسٹر لک سپٹل نے نائٹ کو خوف زدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"دیوانگی۔۔۔ مدہوشی۔۔۔ بے خبری!" سر کرسٹوفر بلنٹ نے مصنف سے اپنا گرفت ہٹا کر کمرہ کے اندر خوشی سے ناچتے ہوئے کہا۔

"خداوندا۔ تیرا رحم!" مسٹر لک سپٹل نے جواب تک دو زانو بیٹھا تھا۔ اور مارے خوف کے اپنی جگہ سے ہل نہ سکتا کراہتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں فرط خوشی سے دیوانہ ہو گیا ہوں" نائٹ نے کہا۔ "تم ابھی کیوں کر خوفزدہ ہوئے

کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ میں ہرگز تم سے ناراض نہیں ہوں۔ لیکن شاید تم پر میرا رعب اس قدر طاری ہو گیا ہے۔ کہ تم اس کی تاب نہیں لا سکتے۔ سر کرسٹوفر بلنٹ نے مسٹر لک سپٹل کو انداز ترحم سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آوہ! آپ محض فرط مسرت سے دیوانے ہیں۔" مسٹر لک سپٹل نے دبے لفظوں میں کہا اور مطمئن ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھا۔ پھر اس شبہ کا سہارا لیکر جس کا اظہار سر کرسٹوفر بلنٹ نے اپنی انتہائی خود پسندی کی وجہ سے کیا تھا۔ اس نے جلدی ہی حسب معمول خوشامدانہ لہجہ اختیار کر کے کہا "میرے عنایت فرما مربی معاف فرمائیے گا۔ کہ میں ایک لمحہ کے لئے آپ کے سامنے اس قدر مرعوب ہو گیا۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ آج اس ملک کے اندر آپ کے برابر ذی شان اور کون ہے۔ ہر شخص کی زبان پر آپ ہی کا نام ہے ... ہر طرف آپ ہی کا شہرہ ہے ..."

سر کرسٹوفر بلنٹ نے فیاضانہ سرپرستی کے لہجہ میں کہا "میرے نیک دوست تم نیاز نہ کہو۔ واقعہ میں میں اس وقت اتنا خوش ہوں۔ کہ جامہ سے باہر ہوا جاتا ہوں۔ مگر یہ بات میں نے صرف تم پر ظاہر کی ہے۔ کیونکہ تمہیں خاص حقوق حاصل ہیں۔ تم اس ناٹک کے ان ایکٹروں کی طرح ہو جو ہمیشہ پردہ رہتے ہیں۔ اور یہ بات تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ مجھے ہر دلعزیزی کی کس قدر ضرورت ہے۔ بخدا مسٹر لک سپٹل جس وقت میں نے اپنے دور زندگی کا آغاز ایک غریب لڑکے کی حیثیت میں کیا۔ تو مجھے بہت کم امید تھی۔ کہ میں کسی روز ایک بڑا آدمی..."

"حضور بہت بڑا آدمی"۔ چاپلوس مصنف نے اٹک کر کہا۔

"ہوں بہت بڑا آدمی بن جاؤں گا" سر کرسٹوفر بلنٹ نے "بڑے" کے لفظ پر خاص زور دیتے ہوئے فقرہ ختم کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس انداز سے قریب لگے ہوئے آئینہ میں اپنی صورت دیکھنے لگا۔ گویا اس میں وہ اپنی عظمت کا کوئی نشان تلاش کر رہا ہو۔ اس کے بعد اسے یکایک پورٹ سوکن والا واقعہ جس کا وہ اکثر ذکر کیا کرتا تھا۔ یاد آ گیا۔ تو کہنے لگا "مسٹر لک سپٹل میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ پورٹ سوکن کے گنوار انتخاب کنندگان اب مارے رشک و حسد کے جل مرنے کو تیار ہوں گے ..."

"حضور بجا فرماتے ہیں۔ اور شاید آپ نے نہیں سنا کہ اس حلقہ میں ایک شخص کے یکایک مر جانے کی خبر مشہور بھی ہے۔" مسٹر لک سپٹل نے محض سر کرسٹوفر بلنٹ کی خود پسندی کو اور زیادہ مشتعل کرنے کے لئے فرضی طور پر کہا۔ "میرا اپنا خیال یہ ہے کہ موت رشک و حسد

سے جل مرنے سے بھی منسوب کی جا سکتی ہے۔"
"کچھ شک نہیں۔ کچھ شک نہیں۔" آنریری مجسٹریٹ نے تبسم کے شگون نکالتے ہوئے کہا۔
"بہر حال مسٹر لک سپیٹل اب آپ کے لئے وہ رسالہ لکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی جس کا مشورہ میں نے اس روز دیا تھا۔"
اس پر مسٹر لک سپیٹل کا چہرہ غم آلود ہو گیا۔
"البتہ اس کی بجائے" سر کرسٹوفر ملبنٹ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "میں تم سے ہال کے پر اسرار واقعات کی حیرت خیز داستان لکھواؤں گا۔"
اب مسٹر لک سپیٹل کا چہرہ پھر روشن ہو گیا۔
"نہیں... مگر نہیں!" سر کرسٹوفر نے یکا یک کسی اور خیال کے زیر اثر کہا۔
اور خوشامدی مصنف کی پیشانی پر دوبارہ شکن پڑ گئے۔
"اس کی بجائے تم میرے سوانح عمری قلمبند کرو۔ تو خوب ہو گا!" سر کرسٹوفر نے کہا۔
پھر ایک بار لک سپیٹل کے چہرہ پر رونق آ گئی۔
سر کرسٹوفر کہنے لگا۔ "ہاں یہ بالکل درست ہو گا کہ تم میرے سوانح عمری لکھا کرو۔"
"اور اس میں معاصرانہ واقعات پر بھی بحث کروں!" مسٹر لک سپیٹل نے کتاب کی ضخامت بڑھانے کی نیت سے مشورہ دیا۔
"ہاں ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔ اور اس کتاب کا نام ہو "سر کرسٹوفر ملبنٹ کے سوانح عمری اور معاصرانہ حالات"۔"
"تین بڑی جلدوں میں بالتصویر!" چاپلوس مصنف نے اپنے مطلب کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا۔
"بخدا تمہارا یہ مشورہ۔ جو تصویروں کے متعلق ہے۔ مجھے بہت ہی پسند آیا۔" سر کرسٹوفر نے خوش ہو کر کہا۔ "اس کتاب میں یہ بات واضح کر دی جائے گی۔ کہ اگرچہ میں نے اپنی زندگی کا آغاز بڑی مفلسی میں کیا تھا۔ تاہم میں ایک نہایت قدیم اور معزز خاندان کا رکن ہوں..."
"حضور اس بارہ میں اطمینان رکھیں۔ میں اس بات کا ذکر کروں گا۔ کہ ملبنٹ خاندان کے بہادروں نے معرکہ کریسی یا اگین کورٹ میں دشمن کو شکست فاش دی تھی!" مسٹر لک سپیٹل

نے کہا۔" اور اس کی تائید میں حاشیہ پر لکھ دوں گا۔ "دیکھو مسودات موجودہ برٹش میوزیم" ایسے موقعوں پر اسی طرح کیا جاتا ہے۔ برطانیہ کا عجائب خانہ ایسے کاموں کے لئے ایک سہل مقام ہے۔۔۔"

"کیا مطلب۔ وہاں بیٹھ کر کتابیں لکھنے کے لئے؟"۔ بیوقوف آنریبل مجسٹریٹ نے پوچھا

"نہیں جناب۔ ان لوگوں کا شجرہ نسب قائم کرنے کے لئے جن کا حقیقت میں کوئی شجرہ نسب نہ ہو۔"

"ٹھیک سمجھ گیا۔ میں سمجھ گیا"۔ سر کرسٹوفر بلنٹ نے خوشی سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "بہت خوب! لیکن میرے دوست تم اس تصنیف کا بہت جلد آغاز کر دو۔ مگر ہاں مجھے یاد آ گیا اس کا آغاز کچھ اس قسم کے لفظوں سے ہونا چاہئے۔ رات تحریک اور تحفا تی تھی۔ جبکہ گرد گرد آتا تھا۔ اور ہواؤں کی باڑھ زور سے چل رہی تھی۔ اور ابرک کی چمک آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی۔۔ وغیرہ" یہ بہت پیارا فقرہ ہے۔ اور چونکہ مضمون بالکل میرا اپنا ہے۔ یعنی یہ الفاظ از خود میرے ذہن میں پیدا ہوئے ہیں۔ کسی نے ان کا مشورہ نہیں دیا۔۔"

"اور میں کہہ سکتا ہوں" مسٹر لک سپل نے قطع کلام کر کے اور جھک کر آداب بجالاتے ہوئے کہا۔ "آپ کی عبارت آرائی قابل تعریف ہے۔ بس اس میں ذرا۔۔ ذرا سی اصلاح ہو جائے تو۔۔"

"ہاں ہاں۔ اس کا تمہیں اختیار ہے۔ بہر حال تم نے میرا مطلب اچھی طرح سمجھ لیا۔ اور میں امید کرتا ہوں تم اس کام کو جلدی ہی شروع کر دوگے۔ مجھے امید ہے تم اس کتاب میں بہت سی ایسی خط و کتابت بھی شامل کروگے۔ جو میرے اور زمانہ حال کے ان معروف آدمیوں میں ہوئی۔ جو سب کے سب مر چکے ہیں۔"

"آپ کے پاس ایسی خط و کتابت کا کوئی ذخیرہ موجود ہے؟"۔ مصنف صاحب نے پوچھا۔

"نہیں میرے پاس تو نہیں ہے۔" سر کرسٹوفر بلنٹ نے پوری صاف بیانی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"خیر مضائقہ نہیں میں خود تیار کر لوں گا۔" مسٹر لک سپل نے اسے معمولی بات ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "بہر حال یہ آپ کی انتہائی فیاضی اور عنایات بے غایات کا تقاضا ہے

مرہون منت ہوں۔ میں کبھی اس بات کو فراموش نہیں کرسکتا کہ ۔ ۔ ۔ کہ ۔ ۔ ۔!"

یہ کہتے ہوئے مسٹر لک سپٹل نے خوشامد کی حد انتہا تک پہنچنے کی غرض سے فقرہ کو نا مکمل ہی چھوڑ کر رونا شروع کر دیا۔ اور اسی طرح آنسو بہاتے آپ کمرہ سے رخصت ہوئے۔

"غریب۔ بے چارہ!" سر کرسٹو فر لینٹ نے اس کی ریاکاری سے بہت متاثر ہو کر کہا۔ "حقیقی اظہار شکرگزاری اسی کا نام ہے"۔

اس کے بعد چند منٹ تک متفرق معاملات پر غور کرنے کے بعد سر کرسٹو فر لینٹ بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور سونے سے پیشتر بالاخانہ پر اپنی بامحبت بیوی اور پیارے بچہ سے ملنے گیا۔

باب ٩٧　　کارلٹن ہوس

اب ہم ایک ایسے واقعہ کی طرف رجوع کرتے ہیں جس کا بحالات موجودہ ہماری داستان سے کوئی خاص تعلق معلوم نہیں ہوگا۔ لیکن اس کا ہم اپنے ناظرین کو یقین دلاتے ہیں کہ آگے چل کر اس کی اہمیت از خود ان پر واضح ہو جائے گی۔

جس روز مسٹر ٹارنز کی بیگناہی خاص و عام میں مشتہر کی گئی۔ اسی کی شام کو امیر الامرائے کارلٹن ہوس میں ایک عظیم الشان جلسہ دعوت منعقد کیا تھا۔ واضح ہو کہ یہی محل اس کا خاص مقام سکونت تھا۔ اور اس کے وقت کا بڑا حصہ اسی میں بسر ہوتا تھا۔

اس ذی اختیار امیر کے فضائل خواہ کتنے ہی قابل اعتراض ہوں۔ بہر حال اسے سامان زیبائش و آرائش میں بہت سلیقہ تھا۔ جس کمرہ میں جس قسم کا فرنیچر موجود ہوتا اسی طرز کا کاغذ دیواروں میں چسپاں کرایا جاتا تھا۔ اور عموماً ہال کی آراستگی خاص شان رکھتی تھی۔ غرض یہ مکان جو امیر الامرا کی خاص نگرانی میں آراستہ و پیراستہ کیا گیا۔ اس کا سب سے مرغوب مقام سکونت تھا۔ اور جشن و مسرت کے جلسے اسی میں منعقد ہوا کرتے تھے

کارلٹن ہوس کا اندرونی حصہ ہر قسم کی تیاری کے اعتبار سے بہت ہی پسندیدہ تھا۔ اعلیٰ کمروں میں شان و نفاست کا اشتراک بہت دل خوش کن تھا۔ اور خوشنمائی کے پہلو بہ پہلو آرام و آسائش کے سارے انتظامات ملحوظ رکھے گئے تھے۔ ڈیوڑھی میں اڑتک دار ننگ

کا فرش لگا ہوا تہا۔ اور چہت کے نیچے سماوی چپتا کے سنگ خارہ کے ستون ایستادہ تہے۔ مغربی
دالان میں مشہور مصور سر جوشوا رینالڈس کی کہینچی ہوئی بہت سی اعلیٰ تصاویر آویزاں تہیں۔
لیکن سب سے شاندار کمرہ وہ تہا۔ جسے قرمزی نشست گاہ کہتے تہے۔ جسے مصارف عظیم کے
بعد بڑی دلفریبی کے ساتھ آراستہ کیا گیا تہا۔ اس کمرہ میں نفیس پردوں۔ صناعی کے نوادرات
نادر آئینوں۔ کٹ گلاس کے فانوسوں اور پیاری چمکدار فرنیچر کی موجودگی ظاہر کرتی تہی
کہ اس کی زیبائش میں اسراف سے قطع نظر صنعت و فنون لطیفہ کی انتہائی ترقیوں سے
بہرہ بغایت مدد حاصل کی گئی ہے

اس قرمزی نشست گاہ کے عین متصل ایک اور کمرہ تہا جسے روٹنڈا کہتے تہے اسکی عمارت
قدیم یونانی طرز کی تہی۔ اور قصر کے اس حصہ کی ہر شے اعلیٰ ترین یونانی نمونہ کے مطابق تیار کی گئی
تہی۔ چہت پر اس قسم کا رنگ کیا ہوا تہا کہ وہ آسمان سے مشابہ نظر آتی تہی۔ اور آسمان ہی
کی طرح وسطی حصہ میں بلند اور چاروں کناروں پر جہکی ہوئی بہی تہی۔ ایک اور خوشنما کمرہ
کا نام گلابی ساٹن کی نشستگاہ تہا۔ جس کی آرائش چینی طرز پر کی گئی تہی۔ اس کے وسط میں
سنہری چینی کی پیاری گول میز بچہی ہوئی تہی۔ جو امیر الامرا کو لوئس شیزدہم والئے فرانس نے
بطور تحفہ دی تہی۔ قدیم مصوروں کی کئی اعلیٰ تصاویر بہی اس کمرہ میں آویزاں تہیں۔

اس جگہ سرسری طور پر اس عظیم الشان محل کے باقی حصوں کا ذکر بہی مناسب معلوم
ہوتا ہے۔ ایک کا نام نیلی مخمل کا کمرہ تہا۔ جو اپنی زیبائش اور آراستگی کے لحاظ سے
کچہ کم قابل تعریف نہ تہا۔ ایک کو لائبریری۔ ایک اور کو طلائی نشستگاہ۔ ایک کو ڈائننگ
روم۔ ایک کو بال روم۔ کنسرویٹری۔ آرمری یا اسلحہ خانہ اور ایک کو دستی
بیول کہتے تہے۔ ان سب کے علاوہ ایک نشست خاص کا کمرہ تہا۔ جس کی آراستگی
قرمزی مخمل سے کی گئی تہی۔ اور اس کمرہ میں روشنی کی جاتی۔ تو وہ بہت ہی شاندار نظر
آتا تہا۔

کارلٹن ہوس کے اندرونی حصوں پر اس طرح ایک نظر ڈالنے سے یقین ہے کہ ناظرین
اس محل کی شان و عظمت کو بخوبی ذہن نشین کر سکیں گے۔ اس کی آرائش اور زیبائش
آنکہوں میں چکاچوند پیدا کر دیتی تہی۔

جس روز کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ رات کے ۱۰ بجے تہے۔ اور بیشمار گاڑیوں میں امرا

اور حسینان لندن اس محل کے صدر دروازہ پر اتر رہے تھے۔

سارا محل بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ وسیع کمروں میں عظیم الشان فانوسوں کی روشنی جب قدِ آدم آئینوں میں منعکس ہو کر ان خوبصورت لیڈیوں پر پڑتی۔ جو آج کے جلسہ میں شریک ہونے کے لئے جمع ہوئی تھیں۔ تو ان کی پیشانی پر سجے ہوئے الماس کی چمک کو دو بالا کر کے ان کے حسن گلوسوز کو آتشا بڑھاتی تھی۔ کہ دیکھنے والے کی نظر میں خیرگی پیدا ہو جاتی تھی۔

کم و بیش ۰۰ لم مہمان جمع تھے۔ اور ان ۰۰ لم کو اگر لندن کی فیشن ایبل دنیا کا انتخاب کہا جائے۔ تو بے جا نہ ہو گا۔ انہی درمیان خود حضرت امیر جو باوجود اپنے چند عیوب کے فطرتاً ایک شستہ مزاق آدمی تھے پھرتے نظر آتے تھے۔ ان میں چند ایک صفات ضرور تھیں۔ اگرچہ ہمیں اس بات کا افسوس ہے کہ لک سپل طرز کے مصنفوں نے ان صفات میں حد درجہ مبالغہ آرائی کی ہے۔

غرض اس روز اس محل میں حسن رمتوّل و رفیشن کا ایک نہایت شاندار ۰۰ اگرچہ محدود ۰۰ اجتماع تھا۔ مکمل بینڈ باجہ حاضر تھا۔ اور ۱۰ بجے کے تھوڑی دیر بعد گول کمروں میں رقص شروع ہو گیا۔

انہی مہمانوں میں ارل آف الینگھم موجود تھا۔ جس کی وجیہ صورت اور دلفریب چہرہ لاکھوں میں پہچانا جا سکتا تھا۔ یہ شخص سچے معنوں میں امیر تھا۔ کیونکہ اسے دنیاوی امارت کے علاوہ ذہنی اور فطری امارت بھی حاصل تھی۔ وہ فیاض شریف اور رحمدل تھا۔ اور یہی وہ خوبیاں ہیں۔ جو کسی شخص کو صحیح طور پر قابل عزت بنا سکتی ہیں۔ ورنہ زردار تو اس جہان میں ایک سے ایک بڑھ کر نظر آتا ہے۔ یاد رہے۔ دنیاوی امارت انسان کے بس کی چیز ہے۔ بادشاہ وقت اپنے ایک حکم سے کسی مفلس قلاش کو زردار امیر بنا سکتا ہے لیکن وہ ذہنی خوبیاں جن کا ہم نے ذکر کیا۔ صرف خدا کی دین ہیں۔ اور وہ اس کے برگزیدہ بندوں میں ہی پائی جاتی ہیں۔

لیڈی میٹ فیلڈ بھی یہیں موجود تھی۔ وہ ایسے جلسوں کی شرکت کو فطرتاً ناپسند کرتی تھی۔ لیکن امیر الامرا کی طرف سے جلسہ دعوت میں شریک ہونے کا رقعہ ملا۔ تو وہ امیر موصوف کی وجاہت کی وجہ سے انکار نہ کر سکی۔

آج اس کا حسن بہت شاندار تھا۔ ریشم کے ایسے ملائم بالوں پر الماس چمک رہے

تھے۔ اور اس کی پوشاک اس کے قدرتی حسن اور اعضا کی موزونیت کو دوبالا کرنے والی تھی۔

وہ اس جگہ ایک امیر خاندان کی خواتین کے ہمراہ جو اس کی سہیلیاں تھیں آئی تھی مگر جب اس پارٹی کا امیر الامرا سے مصافحہ ہوا۔ تو اس نے لیڈی ہیٹ فیلڈ کو خصوصیت کے ساتھ ایسی تعریفی نظر سے دیکھا۔ جسے وہ باوجود بڑی کوشش کے چھپا نہ سکا۔ فی الحقیقت جب تک امیر الامرا اس فریق کے قریب رہا۔ جس میں لیڈی ہیٹ فیلڈ شریک تھی۔ تو اس کی گفتگو سب سے زیادہ اسی کے ساتھ ہوتی رہی۔ اس کے بعد چونکہ باقی مہمانوں کی تواضع بھی ضروری تھی۔ اس لئے اس نے انکی طرف رجوع کیا۔ لیکن جب وہ اس جگہ سے ہٹ کر جانے لگا تو تھوڑی دیر تک جارجیانہ کیطرف بڑی توجہ کیساتھ عشق آمیز نظر سے دیکھتا رہا۔ خود جارجیانہ کی یہ حالت تھی۔ کہ جب وہ اس کے قریب سے رخصت ہوا تو اسے گونہ تسکین محسوس ہوئی۔

جس وقت لیڈی ہیٹ فیلڈ اپنی جگہ پر بیٹھ چکی۔ تو ارل آف ایلنگھم اس کے قریب پہنچا سرسری گفتگو کے چند کلمات کے بعد جارجیانہ نے پوچھا "تمہارا حال میں سٹرڈی ٹڈینا سے بھی ملنا ہوا؟"

وہ بولا "گذشتہ دو تین دن میں میری ان سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ بات یہ ہے۔ وہ خفیہ کمیٹی کو مجھے اس تحریک کے سلسلے میں جو میں نے دارالامرا میں بعض کاغذات پیش کرنے کے متعلق کرنی ہے۔ جن سے مزدور پیشہ جماعت کے حالات پر روشنی پڑ سکتی ہے۔ تقریر کی تیاری میں اس قدر مصروفیت رہی ہے۔ کہ میں اور کاموں کے لئے بالکل وقت نہیں نکال سکا۔"

"آرتھر اس کا مطلب یہ ہے کہ اب تم پارلیمنٹ میں ایک مدبر کی حیثیت میں شہرت حاصل کرنا چاہتے ہو؟" لیڈی ہیٹ فیلڈ نے مسکرا کر کہا۔

ارل نے جواب دیا "میرا ارادہ اس قسم کی عملی کارروائی کرنیکا ہے جس سے لاکھوں خلق خدا کی حالت اصلاح پذیر ہو سکے۔ جارجیانہ تمہیں یاد ہوگا۔ میں نے ایک بار کہا تھا۔ کہ اس نے جس کا نام لینے کی ضرورت نہیں۔ مجھے تاکید کی ہے۔ کہ مجھے قانون سازی کے متعلق اپنے فرائض خوش اسلوبی سے سرانجام دینے چاہئیں۔ یہ بھی تمہیں یاد ہوگا۔ کہ میں نے اس وقت تم سے کہا تھا۔ کہ اس کی گفتگو کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا ہے"۔

لیڈی ہیٹ فیلڈ بولی "مجھے اس وقت کی گفتگو اچھی طرح یاد ہے۔ اور یہ معلوم کر کے

بہت خوشی حاصل ہوتی ہے۔ کہ تم اپنی قابلیت کو اس مفید کام میں صرف کرنے پر آمادہ ہو چکے ہو۔ چونکہ میں بھی ایک ایسے اہم مسئلہ پر تمہارے خیالات معلوم کرنے کی شائق ہوں اس لیے آرتھر اس بات کا ضرور انتظام کرنا۔ کہ میں دوشنبہ کو دارالاعیان کی گیلری میں بیٹھ کر تمہاری وہ تقریر سن سکوں"۔

ارل نے کہا "جارجیانہ اگر ہمارا تعلق بھائی بہن کا نہ ہوتا۔ تو میں سمجھتا تمہارے الفاظ ضرورت سے زیادہ میری تعریف کرنے والے ہیں۔ لیکن بحالات موجودہ میں تمہاری یوم دوشنبہ کو دارالاعیان کی گیلری میں بیٹھنے کی خواہش کو سچی محبت پر محمول کرتا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں ایک بہن کی حیثیت میں مجھ سے ویسی ہی گہری محبت ہے۔ جیسی مجھے تم سے بطور ایک بھائی کے ہے"۔

جارجیانہ نے سوال کیا "آرتھر تم نے اس گفتگو پر بھی غور کیا۔ جو اس روز ہمارے درمیان مس اسٹفرڈ کی مڈینا کے متعلق ہوئی تھی؟"

آرتھر نے کہا "ہاں میں نے غور تو کیا ہے۔ مگر ابھی کسی نتیجہ تک نہیں پہنچا"۔

لیڈی ہیٹ فیلڈ نے اس آہ کو جو لبوں تک آگئی تھی ضبط کرتے ہوئے مسکرا کر کہا "آرتھر اگلی ملاقات کے موقع پر میں پھر تمہارے روبرو وہی دلائل زور دار پیش کرونگی۔ جن کا میں نے پہلے ذکر کیا تھا۔ اب آؤ ہم پاس کے کمرہ میں چل کر وہ خوشنما تصویریں دیکھیں۔ جو اس میں آویزاں ہیں"۔

چنانچہ یہ دونوں پاس والے کمرہ میں چلے گئے۔ اور وہاں تھوڑی دیر تک ان تصاویر کا معائنہ کرتے رہے۔ جن میں سے بعض قدیم مصوری کا بہترین نمونہ اور بعض زمانہ حال کے ماہران فن کی طبع رواں کا نتیجہ تھیں۔

جب یہ دونوں یہاں کھڑے تھے۔ امیر الامرا کمرہ کے اندر داخل ہوا۔ اور ارل کیساتھ پرتپاک ملاقات کرکے لیڈی ہیٹ فیلڈ سے ان تصاویر کے متعلق تعریفی کلمات کہنے لگا۔ جنکو وہ تعریف کی نظر سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے بعد امیر اعلیٰ نے کہا "آئیے میں آپکو قدیم اسلحہ کا ایک نادر مجموعہ دکھاتا ہوں" یہ کہکر اس نے جارجیانہ کا بازو اپنے بازو میں لے لیا۔ اور اسے محض بنظر احترام طوعاً و کرہاً اس کے ساتھ جانا پڑا۔ آرتھر پہلے تو وہیں رک گیا تھا۔ کیونکہ اس نے بلا طلب ہمراہ جانا خلاف ادب سمجھا۔ مگر جب امیر الامرا نے اسے بھی اشارہ سے ساتھ چلنے

کو کہا۔ تو وہ امیر موصوف اور لیڈی ہیسٹ فیلڈ کے پیچھے پیچھے اسی طرف کو ہولیا۔

راستہ میں یہ جن کمروں سے گذرے۔ وہ سب معزز مہمانوں اور رشک مہر و ماہ حسینوں سے پر تھے۔ امیر زادیاں لیڈی ہیسٹ فیلڈ کو رشک اور حسد کی نظر سے دیکھتی تھیں۔ کیونکہ امیر الامرا کا منظور نظر بننا ایک ایسی عزت تھا جس کے لئے ان میں سے ہر ایک اپنی زندگی کے دس سال قربان کرنے کو آمادہ تھی۔

مگر لیڈی ہیسٹ فیلڈ میں اس اعزاز کی وجہ سے جسے وہ ہرگز کوئی اعزاز نہ سمجھتی تھی کسی قسم کا فاتحانہ انداز نہ پایا جاتا تھا۔ حلیم۔ باحیا۔ اور پروقار۔ اس کا طرز عمل اول سے آخر تک ویسا ہی پر ضبط اور خود دارانہ رہا۔ جسے عالی نسبی کی دلیل سمجھا جاتا ہے

اسلحہ خانہ کی طرف جاتے ہوئے امیر الامرا نے لیڈی ہیسٹ فیلڈ سے کہا۔ "یہ پہلا موقعہ ہے کہ میں نے آپکو اس مکان میں دیکھا۔"

وہ بولی "بدقسمتی سے مجھے اس سے پہلے یہاں حاضر ہونیکا شرف حاصل نہیں ہوا۔"

امیر اعلیٰ کہنے لگا "مجھے امید ہے آئندہ آپ اس قسم کے جلسوں میں ضرور رونق افروز ہوں گی" پھر اس نے آواز دبا کر کہا "کسی جلسہ کی کامیابی بڑی حد تک آپ کے ایسے حسینوں کی تشریف آوری پر ہی منحصر ہوتی ہے۔"

لیڈی ہیسٹ فیلڈ نے یہ ظاہر کیا۔ کہ اس نے یہ الفاظ سنے ہی نہیں۔ اور اس نے واقعہ میں انہیں نہیں سنا۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے امیر اعلیٰ نے کہا "میں صنف نازک کے حسن کا گرویدہ ہوں۔ اور مجھے ان لوگوں پر رشک آتا ہے۔ جو حسین صورتوں کو تصاویر میں منعکس کر کے اس فن کی شہرت افزائی کرتے ہیں" پھر یکایک۔ اس انداز سے گویا کوئی خاص خیال اس کے دل میں پیدا ہو گیا ہو۔ امیر نے کہا "مجھے یاد آیا۔ میں اپنی لائبریری کے لئے ڈرائنگ کی ایک تصویر کھچوانا چاہتا ہوں حسینوں کی۔ سراج لیڈی ہیسٹ فیلڈ کیا تم اس بات کو منظور کر دگی۔ کہ میری ڈرائنگ کی تصویر تمہاری دلکش صورت سے تیار ہو؟ میں اسے ایک غیر معمولی رعایت اور احسان سمجھوں گا۔ اور میری طرف سے سر ٹامس لارنس کل ہی آپ کے ہاں جا کر یہ معلوم کرائیں گے۔ کہ آپ پہلی نشست کے لئے کس وقت فرصت پیدا کر سکتی ہیں"

جارجیانہ نے سرد مہری کے ساتھ۔ لیکن ادب و احترام کو نظر انداز نہ کر کے کہا "کیا

خوب ہو۔ کہ مجھے اس عزت افزائی سے معذور سمجھا جائے "
مگر امیر الامرا نے ہنس کر کہا۔ نہیں میں اس بارہ میں آپ کی کسی معذرت کو قبول نہ کروں گا
لیجئے ہم اسلحہ خانہ میں پہنچ گئے۔ آئیے میں آپ کو یہاں کے نادرات دکھاؤں گا"
اتنا کہہ کر امیر اعلےٰ نے لیڈی ہیٹ فیلڈ اور ارل آف ایلنگھم کو وہ قدیم تلواریں دکھانی شروع کیں جو کسی زمانہ میں شہ پلیر بیارڈ۔ ڈیوک آف مارلبرو (اعظم) نپولین چہارم۔ جنرل مورد۔ مارشل لکزا ورکئی اور بہادروں کے قبضہ میں رہ چکی تھیں۔ ایک طرف ایک شکاری چاقو چارلس دوازدہم والئے سیڈن کا موجود تھا۔ اسی طرح بعض اور نادرات جمع تھے جن میں ہر ایک کی کیفیت امیر نے لیڈی ہیٹ فیلڈ اور ارل کو بتائی۔
اس اثنا میں وقتاً فوقتاً لیڈی ہیٹ فیلڈ کو ایسا محسوس ہوتا تھا۔ کہ امیر اعلےٰ میرے بازو کو نرمی سے دبا رہا ہے اس نے یہ بھی معلوم کیا۔ کہ یہ عمل اتفاقی نہیں۔ بلکہ قصدی ہے۔ اور امیر میری طرف خاص نظر سے دیکھ رہا ہے۔ امیر اعلیٰ کی بجائے کوئی اور ہوتا۔ تو لیڈی ہیٹ فیلڈ اس عمل کی ناپسندیدگی کے طور پر فوراً اس کے ہاتھ سے اپنے بازو کو کھینچ لیتی۔ لیکن اس نے سمجھا کہ میرے لئے ان توجہات کو قصد خاص پر محمول کرنا خود پسندی اور دیوانگی کی انتہا ہوگا پس اس کا طرز عمل سردمہری لیکن ادب کا رہا۔ اور اگر امیر اعلےٰ اپنی توجہات سے اس خاتون کے سینہ میں اپنے متعلق کوئی خاص دلچسپی پیدا کرنا چاہتا تھا۔ تو کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس میں اسے سخت ناکامی ہوئی۔
یکایک اس نے ارل کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔" ایلنگھم تم اپنے پاس ہلاس بھی رکھا کرتے ہو؟"
ارل نے جواب دیا "نہیں جناب۔"
"ٹچ ٹچ! ٹچ! میری اپنی ڈبیہ چینی نشست گاہ میں طلائی کی میز پر رہ گئی۔"
ارل اس اشارہ کا مطلب سمجھ گیا۔ اور وہ ادب سے سر جھکا کر ڈبیہ لانے کے لئے روانہ ہوا لیکن اس کا اسے بھولے سے بھی خیال نہیں آیا۔ کہ امیر اعلےٰ کا منشا مجھے اسلحہ خانہ سے بھیجنے میں جہاں اب امیر اعلےٰ اور لیڈی ہیٹ فیلڈ ہی رہ گئے تھے۔ کسی بدنیتی کا ہے۔ واضح ہے کہ اسلحہ خانہ میں باقی مہمانوں میں سے اس وقت تک کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ کیونکہ انہیں ابھی تک اس کمرہ کے کھولے جانے کا علم ہی نہیں ہوا تھا۔

ارل آف ایلنگھم کے اس کمرہ سے چلے جانے پر جب کمرہ کے از خود بند ہونے والے دروازے بند ہو گئے۔ تو امیر اعلیٰ نے کہا "حور لقا لیڈی ہیٹ فیلڈ۔ میں امید کرتا ہوں۔ تم ضرور اس بات کی اجازت دو گی۔ کہ میری طرف سے لارنس تمہارے دلفریب چہرہ کی شباہت میری ڈائنا کی تصویر کے لئے حاصل کرے۔"

جارجیانہ کے شبہات جو پہلے خفیف تھے۔ اب اس وجہ سے اور مضبوط ہو گئے۔ کہ امیر اعلیٰ نے ارل کو بہانہ سے باہر بھیج دیا تھا۔ سرد مہری کے لہجہ میں اس نے محض اتنا کہا "مجھے یقین ہے حضور مجھ ناچیز کو اس بارہ میں معذور تصور فرمائیں گے۔"

"نہیں اے حسینہ میں ہرگز تمہیں معذور نہ سمجھوں گا۔" امیر نے حقیقی یا مصنوعی گرمجوشی سے کہا۔ "تمہاری شباہت میں وہ اثر سحری پایا جاتا ہے۔ جو دیکھنے والے کے دل میں دیدنانی کی خواہش پیدا کر دیتا ہے۔ اور چونکہ مجھے تمہاری اصلی صورت کو دیکھنے کا اکثر موقعہ نہیں مل سکتا اس لئے میں اس تصویر کو دیکھنے پر ہی قناعت کروں گا۔"

جارجیانہ پہلے سے بھی زیادہ سرد مہری کے لہجہ میں بولی "یہ آپ کا حسن ظن ہے۔ کہ مجھ حقیر کو ایسا سمجھتے ہیں۔ آپ صاحب اختیار ہیں۔ اور میں ایسے کلمات سننے پر مجبور ہوں ورنہ اس قسم کے الفاظ کوئی اور شخص کہتا۔ تو میں انہیں سخت رنجیدہ سمجھتی۔"

امیر اعلیٰ کو لیڈی ہیٹ فیلڈ کی بات سے بہت رنج پہنچا۔ کیونکہ آج تک ایسا اتفاق پیش نہیں آیا تھا۔ کہ وہ کسی حسینہ سے خوشنودی کا طالب ہوا ہو۔ اور اس نے انکار کر دیا ہو اس نے فخریہ انداز سے اپنے بدن کو سیدھا اکڑ کر کہا "یہ میری بدقسمتی ہے۔ کہ میں اپنے آپ کو لیڈی ہیٹ فیلڈ کا مقبول نظر نہ بنا سکا۔" مگر جلدی ہی یہ سوچ کر کہ اب تک جارجیانہ کے ساتھ میرا جو سلوک رہا۔ اس کے بعد اظہار تکبر غیر موزوں اور ان مقاصد کے منافی ہوگا جو میرے پیش نظر ہیں۔ وہ پھر نرم ہو گیا۔ اور حلیمانہ انداز سے کہنے لگا "مسز مارحسینہ میرا ہرگز تمہیں آزردہ کرنے کا منشا نہیں تھا۔ الٹا میرا تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ میرے قبضہ میں سارا عالم بھی ہو۔ تو میں اسے تمہارے خوشنما لبوں کی مسکراہٹ کی ایک جھلک پر نثار کر دوں۔"

جارجیانہ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اور اس نے اپنا ہاتھ جھٹک کر امیر اعلیٰ کے ہاتھ سے نکال لیا۔

یہ حالت دیکھکر امیر نے جلدی سے کہا "میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے میری گفتگو سے آپ کو آزردگی ہوئی۔ میری بدنصیبی ہے کہ آپ نے میرے الفاظ کو رنجیدہ سمجھا۔"
یہ کہتے ہوئے اس نے دوبارہ اپنا بازو پیش کیا۔ لیڈی ہیٹ فیلڈ نے اس کے بازو میں اپنا بازو ڈالتے ہوئے کہا "میں درخواست کرتی ہوں۔ کہ آپ مجھے ان کمروں میں لے چلیں جہاں مہمان جمع ہیں۔"
عین اسوقت ارل آف الینگھم ہلاس کی ڈبیہ ہاتھ میں لیکر وہاں پہنچ گیا۔ اور یہ اس نے امیر کے حوالہ کردی۔ پھر تینوں اسلحہ خانہ سے واپس ہوئے۔ راستہ میں امیر الامرا کی گفتگو ایسی رہی جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کو یہ اطمینان دلانا مطلوب ہے۔ کہ اس گفتگو کا جو ناگوار تھی اعادہ نہ ہوگا۔ آخر جب وہ اسے ارل کی حوالگی میں چھوڑ کر رخصت ہونے لگا۔ تو اس نے اس حسینہ پر ایک نظر ڈالی۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ مجھے تمہاری فیاضی سے امید ہے کہ واقعہ پیش آمدہ کا کسی سے ذکر نہ کروگی۔
وہاں سے ہٹ کر امیر اعلےٰ مہمانوں کو ان کی مصروفیتوں میں چھوڑ کر رنج کے کمرہ میں گیا اور قریبًا ایک گھنٹہ غیر حاضر رہا۔ اس کے بعد واپس آیا۔ تو اس کے چہرہ پر سرخی پھیلی ہوئی تھی۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ وہ چند یاران ہمجلیس کی صحبت میں کراکو اینچ کے جام پیتا رہا ہے۔ جس کا اسے خاص شوق تھا۔
امیر کے ان ہمنوا منہ لگے مصاحبوں میں سے ایک سر فلپ وارن تھا جسے امیر اعلےٰ کا معتمد خاص سمجھا جاتا تھا۔ مشہور تھا۔ کہ اس شخص نے امیر موصوف کو مختلف موقعوں پر قابل قدر امداد دی ہے۔ سر فلپ ان پراسرار بااہمیت شخصوں میں سے ایک تھا۔ جو بظاہر عزت دار کہلاتے مگر حقیقت میں امرا کے عیوب کی پردہ پوشی کرنے والے ہوتے ہیں۔ شباہت میں وہ ایک موٹا تازہ سرخ رو۔ بامذاق آدمی تھا۔ اور جن صفات نے اسے امیر اعلےٰ کی نظروں میں مقبول بنا رکھا تھا۔ ان میں سے ایک کھانا کھانے کے بعد شراب کی تین بوتلیں چڑھا جانے مگر نشہ کا شائبہ تک ظاہر نہ کرنے کی امیرانہ عادت بھی تھی۔
جب امیر عرصہ مذکور کے بعد رنج کے کمرہ سے باہر نکلا۔ تو سر فلپ وارن ارل آف الینگھم کے قریب پہنچا۔ اور یہ کہکر کہ "میں آپ سے علیحدگی میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں" اسے ایک طرف کو لے چلا۔

دونوں ایک دوسرے کے بازو میں بازو ڈالے منور کمروں سے جہاں مہمان جمع تھے ۔ بہت دور نکل گئے ۔ اور آخر نیلی مخمل کے کمرہ میں پہنچے ۔ جہاں میز پر صرف ایک لمپ روشن تھا ۔

جب دونوں اس کمرہ کے اندر کرسیوں پر بیٹھ چکے ۔ تو سر فلپ وارن نے کہا ۔ "امیر اعلیٰ مجھ سے آپ کی نسبت ذکر کر رہے تھے ۔ ان کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ وہ آپ کی صحبت کو بہت ہی پسند کرتے ہیں"

ارل نے سرد مہری سے سر کو جنبش دے کر اس کلمہ تعریف کو تسلیم کیا ۔ کیونکہ ایک روشن خیال مرد شریف کی حیثیت میں اسے ایسی خوشامدانہ گفتگو سے بہت نفرت تھی ۔ اس کے علاوہ وہ سمجھتا تھا ۔ کہ اس تعریف کی تہ میں ضرور کوئی مدعائے خاص پوشیدہ ہے ۔

سلسلہ کلام جاری رکھ کر سر فلپ نے کہا ۔ "یہ بھی آپ کو معلوم ہوگا ۔ کہ آپ جیسے نوجوان امرا امیر اعلیٰ کی سفارش سے بلند ترین سرکاری مناصب تک پہنچ سکتے ہیں ۔ آپ کی قابلیت میں شبہ نہیں ۔ اور دارالامرا میں آپ کا اثر بھی وسیع ہے ۔ لیکن امیر الامرا اس بات کو ناپسند کرتے ہیں ۔ کہ آپ ایسے خیالات کا اظہار کریں ۔ جو ترقی زمانہ کے مدارج سے بہت آگے بڑھے ہوئے اور ملک کے آئینی مکاتب کے لئے خطرناک ہیں ۔ یہ آپ کو معلوم ہے ۔ کہ اس قسم کے مکاتب ہمارے اسلاف نے بڑی دانائی اور دور اندیشی سے کام لیکر قائم کئے تھے ۔ اور اب وہ مرور زمانہ سے تقدیس کا درجہ حاصل کر چکے ہیں"

ارل نے ان باتوں سے سخت متعجب ہوکر کہا "سر فلپ میری سمجھ میں نہیں آتا ۔ کہ آپ ایک ایسے موقعہ پر مجھ سے سیاسی معاملات پر کس لئے یہ بحث لے بیٹھے ہیں ۔"

سر فلپ نے کہا "سنئے میں عرض کرتا ہوں ۔ حال میں جب امیر الامرا حاضری تناول فرما رہے تھے ۔ آپ کا ذکر شروع ہوگیا ۔ وہ آپ کی تعریف کر رہے تھے ۔ کہ حاضرین میں سے ایک نے کہا آپ نے دارالاعیان میں ایک ایسی تحریک کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے ۔ جو اس کی روایات کے خلاف ہے ۔ جب تحریک کی نوعیت بیان کی گئی ۔ تو حضور نے بھی اسے ناپسند کیا ۔ اور فرمایا کہ اس سے عوام کے جو پہلے ہی اپنے آپ کو با اہمیت سمجھنے لگے ہیں ۔ حوصلے اور بڑھ جائیں گے . . . "

ارل کو جوش آ گیا ۔ اور وہ کہنے لگا ۔ "دیکھئے صاحب ۔ اگر "عوام" کا حقارت آمیز لفظ

آپ مزدور پیشہ جماعت کے معززا ور روشن خیال طبقہ کی نسبت استعمال کرتے ہیں۔ تو میں عرض کرتا ہوں۔ کہ میرا ہرگز اس رائے سے اتفاق نہیں ہو سکتا۔ جو امیر ممدوح نے بقول آپ کے ظاہر فرمائی۔"

"میرے عزیز دوست" سر فلپ نے مصالحانہ لہجہ میں کہا "آپ خفا نہ ہوں۔ ہر شخص اپنے خیالات کا مختار ہے۔ اور ہم اس بات کو پہلے ہی اچھی طرح سمجھ چکے ہیں۔ لیکن مجھے اتنا عرض کر لینے دیجئے۔ کہ عوام کی حمایت سے آپ کو کسی قسم کی ذاتی منفعت کبھی حاصل نہ ہوگی۔"

"لیکن مجھے کسی ذاتی منفعت کا تو خیال ہی نہیں۔" آرتھر نے اس طرح بے صبری کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جس سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ اس ملاقات کو جلد ختم کرنے کا آرزومند ہے۔ "میں جو کچھ کر رہا ہوں۔ وہ لوگوں کی نظروں میں ہر دلعزیز بننے یا عزت حاصل کرنے کی غرض سے نہیں۔ بلکہ اس لئے کرتا ہوں کہ میرا ضمیر اس کو راہ راست سمجھتا ہے۔ سر فلپ وارن معاف کیجئے۔ میرا عقیدہ ہے کہ میرے اندر خدا کی دی ہوئی جتنی بھی طاقت۔ اثر اور تھوڑی بہت قابلیت ہے۔ اسے میں قانون ساز جماعت کی توجہ اس مفلس اور مغلوب جماعت کی طرف مبذول کرانے میں صرف کروں گا۔ جو حقیقت میں سلطنت برطانیہ کی بیخ و بنیاد ہے۔"

"لیکن مائی لارڈ" سر فلپ وارن نے فہمائش کے طریق پر کہا۔ "یاد رکھئے ایسا کرنے سے امیر الامرا جو اب آپ کے حامی ہیں خفا ہو جائیں گے۔ اس وقت وہ آپ پر اس درجہ مہربان ہیں۔ کہ اگر آپ ان کی مرضی پر چلیں۔ تو وہ آپ کو اعلے ترین مراتب دلا سکتے ہیں چنانچہ ریاست کیسل سکالا کی سفارت کا عہدہ اسوقت خالی ہے۔ اور اگر آپ . . ."

ا۔ آف ابلنگھم اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا "سر فلپ آپ کا مدعا

صاحب ظوں میں مجھے میرے عقاید سے ورغلانا ہے۔ پھر آپ صاف طور پر یہی کیوں نہیں

کہتے کہ تم دارالعیان سے اپنی تحریک واپس لے لو۔ تو آج ہی تمہیں اینجا گرینڈ ڈیوک

کیبل نالا کے دربار میں سفیر بنا کر بھیجا جا سکتا ہے۔ مگر سنئے آپ کی اس تجویز کے متعلق

میرا ۔ یہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا انعام بھی جو ذی استطاعت اصحاب کی مراعات

سے ں ہو سکتا ہے۔ اپنے لالچ سے مجھے اس فرض مقدس کی سرانجام دہی

سے نہیں رکھ سکتا۔ جو میں نے اپنے ذمہ لیا ہے۔"

ہ کی جسارت اور استقلال نے سر فلپ وارن کو متحیر کر دیا۔ ایسی آزادی خیال اور

بیباکی طبع آجتک اس کے دیکھنے میں نہیں آئی تھی - امیر الامرا نے لارڈ ایلینگھم کو بھکانے کا کام سر فلپ دارن کو اس لئے سپرد کیا تھا - کہ اسے یقین تھا - یہ ضرور اس میں کامیاب ہوگا اور اب سر فلپ ڈرتا تھا - کہ میں کس منہ سے جا کر اپنی کوششوں کی ناکامی کا ذکر کروں گا - وہ سخت تشویش کی حالت میں تھا - اور نہیں جانتا تھا مجھے کیا کرنا چاہیئے -

آخر اسے ایک اور خیال سوجھا - جب اس نے دیکھا - کہ ارل دنیاوی عز و جاہ کے لالچ سے متاثر نہیں ہوتا - تو اس نے استدلال سے کام لینے کا ارادہ کیا - کہنے لگا "میرے عزیز ارل آپ کی راسخ الاعتقادی اور دیانت قابل تعریف ہے - لیکن آخری فیصلہ صادر کرنے سے پہلے آپ میری ایک درخواست اور منظور کریں -"

"فرمایئے وہ کیا ہے" آرتھر نے کہا - اور یہ کہکر وہ دوبارہ اسی کرسی پر بیٹھ گیا - جس سے ذرا دیر پیشتر اٹھا تھا -

سر فلپ نے کہا - "اس جلسہ میں وزیر اعظم بھی موجود ہیں - کیا آپ اپنی اس تحریک کے متعلق ان کی دلایل سننے کو تیار ہیں - اگرچہ اس میں یہ شرط ملحوظ رہے گی - کہ جو گفتگو ہو اسے مخفی رکھا جائے -"

ارل نے جواب دیا "وزیر اعظم ایسے اعلےٰ رتبہ کے اہلکار کی گفتگو سننے سے انکار کرنا آدمیت سے بعید ہوگا - اور میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں - کہ اس گفتگو کو جو ہمارے درمیان ہو - میں پرائیویٹ اور پوشیدہ ہی سمجھوں گا - لیکن اس بات کا آپ کو بھی خیال رہے کہ اثنائے مکالمہ میں مجھے کسی طرح کا لالچ یا ترغیب دے کر میری توہین نہ کی جائے - اگر از روئے استدلال یہ بات ثابت کی جا سکے - کہ میں نے جو طریق عمل اختیار کیا - وہ نامناسب ہے تو میں اپنی غلطی کو تسلیم کروں گا - لیکن اگر دارالامرا سے میری تحریک کو خارج کرنے کے لئے کوئی اور نامناسب طریقہ اختیار کیا گیا - تو میں اسے غصہ اور حقارت کے ساتھ نظر انداز کر دوں گا -"

سر فلپ دارن نے کہا "اطمینان فرمایئے یہ ملاقات انہی شرطوں پر ہوگی جو آپ نے ذکر کیا ہے - از راہ عنایت یہیں انتظار فرمایئے - میں وزیر اعظم کو حاصل [illegible] واپس آتا ہوں -"

یہ کہکر سر فلپ دارن وہاں سے چلا گیا - اور کمرہ سے جاتے وقت ارل

کردیا۔

اس کو گئے ذرا سی دیر ہوئی تھی۔ کہ لیمپ جو کمرہ کے وسط میں میز پر روشن تھا۔ یکایک مدھم ہونے لگا۔ اور تھوڑی دیر بعد تیل کی کمی سے بجھ گیا۔ اب اس کمرہ میں چاروں طرف تاریکی پھیل گئی۔

ارل حیران تھا۔ مجھے اب کیا کرنا چاہیئے۔ اسی فکر میں تھا۔ کہ کسی طرح اس کمرہ سے نکل کر کسی نوکر کو لیمپ میں تیل ڈالنے کا حکم دوں۔ اور اس کے بعد فلپ وارن کا انتظار کروں کہ ناگاہ کمرہ کا دروازہ کھل گیا۔

ایک زنانہ آواز سنائی دی۔ جسے ارل آف ایلنگھم نے پہچانا۔ کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کی ہے کہہ رہی تھی "حضور اس کمرہ میں تو بالکل تاریکی ہے۔"

امیر اعلیٰ کی آواز سنائی دی "میں ایمان سے کہتا ہوں کہ جب آپ کو اس طرف لایا۔ تو ہرگز اس کا علم نہ تھا۔ لیکن اے حسینہ اندر تشریف لے چلئے۔ ہم اس جگہ اطمینان کے ساتھ چند منٹ گفتگو کر سکیں گے۔"

یہ باتیں ارل نے جو کمرہ میں پہلے ہی موجود تھا سن لیں۔ اگرچہ تاریکی کی وجہ سے اُسے کسی نے نہیں دیکھا۔ ناظرین اس کی اس وقت کی حیرت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب امیر اعلیٰ کے کہنے پر جارجیانہ اس تاریک کمرہ میں داخل ہو گئی۔ اور امیر نے کمرہ کا دروازہ بند کر لیا۔ اس واقعہ نے آرتھر کو اتنا حیرت زدہ کر دیا۔ کہ وہ کمرہ کے دوسرے حصہ میں کرسی پر بے حس و حرکت اور بے آواز بیٹھا رہا۔

اتنے میں امیر کی آواز پھر سنائی دی "جان سے پیاری لیڈی ہیٹ فیلڈ۔ شکر ہے آپنے اس سرد مہری کو ترک کیا۔ جسے آج کی پہلی ملاقات میں میرے ساتھ روا رکھا گیا تھا۔ اسوقت بھی میں نے عرض کیا تھا۔ کہ آپ کے حسن گلو سوز نے میرے دل پر خاص اثر کیا ہے۔ مگر آپنے میری گذارش کو نظر انداز کر دیا۔ افسوس اس دنیا میں امیری بھی کتنی بڑی بدقسمتی ہے۔ کہ وہ لوگ اپنے دل کی خواہش پر نہیں چل سکتے۔ وہ پابندیوں سے مجبور ہیں۔ اور جہاں دلی محبت ہو۔ وہاں اپنا ہاتھ نہیں پیش کر سکتے۔ مگر ان کے ساتھ سوسائٹی کا سلوک اس لحاظ سے ضرور نرم ہے۔ کہ جو خاتون امیر اعلیٰ کی مقبول نظر ہو۔ اسے ملامت اور مذمت کی نظر نہیں دیکھا جاتا۔ بلکہ لوگ اسے رشک اور حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔"

لیڈی ہیٹ فیلڈ کہنے لگی "آپ نے بجا فرمایا۔ لیکن آپ محسوس کر سکتے ہیں۔ کوئی بھی عورت جس میں ذرا سی غیرت اور خودداری ہو۔ اپنی ذات کو ایک لمحہ میں کسی عاشق کے حوالے نہیں کر سکتی۔ ہر عورت پہلے عشق صادق کا ثبوت چاہتی ہے . . ."

امیر نے بے صبری سے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "اے باغ حسن کے خوشنما پھول آپ کا یہ قول بالکل درست ہے۔ مگر فرمائیے میری طرف سے محبت کا کونسا ثبوت درکار ہے؟ کوئی بات جو میرے اختیار میں ہو . . . کوئی شے جو میں رکھتا ہوں۔ طلب کیجئے۔ میں تعمیل کے لئے حاضر ہوں۔ اگر میری عاشقی کا یہی امتحان ہے۔ تو آزما دیکھئے . . ."

لیڈی ہیٹ فیلڈ خوش ہو کر کہنے لگی "اے کاش آپ اس وعدہ کو پورا کریں۔"

امیر بولا "اگر آپ کو اس بارہ میں کچھ شبہ ہے۔ تو میں آزمائش کے لئے تیار ہوں اپنی محبت کا ثبوت دینے کے لئے . . . اگرچہ وہ محبت فوری اثرات کا نتیجہ ہے۔ میں ہر ارشاد کی تعمیل کے لئے تیار ہوں۔"

لیڈی ہیٹ فیلڈ نے کہا "بس مجھے آپ کے وعدہ پر اعتبار ہے۔ کل آپ کی خدمت میں ایک دستاویز پہنچے گی۔ اس کی نسبت میں پہلے ہی یہ عرض کر دیتی ہوں۔ کہ اس کا مضمون نہایت عجیب ہوگا۔"

امیر کہنے لگا "جان من میں اس سے زیادہ تشریح کا طلبگار نہیں جسقدر آپ بیان کرنا چاہتی ہیں۔ اس دستاویز کی وصولی کے بعد مجھے کیا کرنا چاہیئے؟"

لیڈی ہیٹ فیلڈ نے جواب دیا "آپ اس پر اپنے دستخط کر دیجئے۔ اور ایک اور افسر کے جس کا اس میں ذکر ہوگا۔ دستخط کرا کے وہ دستاویز میرے پاس واپس بھیج دیجئے گا۔"

امیر اعلے نے کہا "میں اس کی حرف بحرف تعمیل کا اقرار کرتا ہوں۔" پھر اپنی آواز کو دبا کر اور پیار کا لہجہ اختیار کر کے اس نے کہا "مگر اے حسینہ کیا اب بھی میرے لئے جائے امید نہیں؟"

جارجیانہ نے قطع کلام کر کے کہا۔ "میں آپکے سامنے جو بات پہلے عرض کر چکی ہوں اسی کو پھر دہراتی ہوں۔ عشق و عاشقی میں یہ عام قاعدہ ہے کہ محبوب اسوقت تک رام نہیں ہوتا جب تک عاشق اس کے سامنے سچی محبت کے ثبوت پیش نہ کرے . . جب تک اسکے

دل کو اپنے حسن سلوک سے مسرور نہ کرے۔"

"حسین جارجیانہ! میں ان شرطوں کو منظور کرتا ہوں" امیر اعلےٰ نے کہا۔ "آپ یہ خیال کرتی ہیں کہ میرے اندر جو محبت پیدا ہوئی ہے۔ وہ فوری اور عارضی ہوگی۔ لیکن میں ثبوت پیدا کر دوں گا۔ کہ آپ کا خیال نادرست ہے۔ مگر کیا اسوقت جب میں یہ بات ثابت کر چکوں گا۔ کہ میرا جذبہ محبت دائمی اور استمراری ہے۔ کیا اسوقت اے حسینہ میری پابوسیوں کو امید میں بدل دیا جائے گا؟ آپ نے ہم نشست ... کو واپس چلایں۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ آپ کے وعدہ نے میری خوشی کو دو چند کر دیا ہے۔ مگر قبل اس کے کہ ہم دوبارہ اس سوسائٹی میں واپس جائیں۔ جہاں رسمی پابندیاں خاموشی عاید کرتی ہیں۔ اس کی اجازت دیجئے۔ کہ اس اقرار محبت کی تصدیق میں آپکے سرخ لبوں کے ایک بوسے سے کروں۔"

"نہیں صاحب ابھی نہیں" لیڈی ہیریٹ فیلڈ نے اس انداز سے کہا۔ گویا وہ محسوس کرتی ہے۔ کہ اس وقت میں جو چاہوں اپنے عاشق سے منوا سکتی ہوں۔

"ظالم حسینہ!" امیر اعلےٰ نے مضطرب ہو کر کہا "خیر جس طرح آپکی مرضی ہو۔ میں تیار ہوں وہ دستاویز کل میرے پاس بھیج دیجئے۔ اور بہتر یہ ہوگا۔ کہ اس کا لفافہ سر فلپ داون کے نام مکتوب کیجئے۔ میں دستخط کر کے اسے فوراً ہی واپس کر دوں گا۔ اور اس کے بعد اس وقت تک کہ آپ میری صحبت میں ہوں۔ میرا ایک ایک منٹ گھنٹوں اور ایک ایک ان سال کے برابر طویل ہوگا۔"

اتنا کہکر امیر اعلےٰ نے دوبارہ اس کمرہ کا دروازہ کھولا۔ اور جارجیانہ کو ساتھ لئے کمرہ سے جہاں یہ عجیب و غریب نظارہ پیش آیا تھا۔ رخصت ہو گیا۔

اور ارل آف ایلنگھم ۔ ۔ ۔ ؟

اس واقعہ نے اسے اس درجہ حیرت زدہ اور مسحور کر دیا تھا۔ کہ جب تک گفتگو ہوتی رہی اس نے کوئی حرکت نہ کی۔ نہ اپنی جگہ سے ہلا۔ یہاں تک کہ اس نے سانس کو بھی دبائے رکھا اس طرح پر وہ گفتگو جو اس کے سینہ میں تکلیف دہ جذبات پیدا کرنیوالی تھی۔ بلا روک ٹوک اور سب اس کے کانوں تک پہنچ گئی۔

سوچتا تھا کیا یہ ممکن ہے کہ لیڈی ہیریٹ فیلڈ جسے میں اس بدنصیبی کے باوجود جو اس کے ... سے ... ان شبہات سے تعلق رکھتی تھی۔ آج تک نیکی کا مجسمہ سمجھتا رہا۔ کیا وہ حسینہ

جس کی روح میری نگاہوں میں انتہا درجہ پاک تھی حقیقت میں اسقدر بگڑی ہوئی ہے۔ کہ امیر کے ایسے اوباش شخص کی تجاویز سننے سے گریز نہ کیا۔ وہ امیر اعلیٰ کے اثر میں آکر اس کی باتیں سننے پر آمادہ ہوگئی۔ اور اب عنقریب اس اوباش کے قبضہ میں آنے والی ہے جس کی عمر کم وبیش ۴۰ سال کی ہے!

سارے خیالات کو دیر تک سوچتے رہنے کے بعد آخر کار ارل نے مضطرب ہوکر کہا۔ "الٰہی کیا دنیا میں نیکی کا نام ونشان نابود ہوگیا۔ کیا ہر ایک عورت کا ظاہر وباطن ایسا ہی ہوتا ہے"

اُسے گفتگو کا وہ حصہ بھی یاد آیا جس کا تعلق کسی دستاویز پر دستخط کرنے سے تھا۔ اور جس کے متعلق لیڈی ہیٹ فیلڈ نے کہا تھا۔ کہ اس کی تحریر عجیب وغریب ہے۔ سوچتا تھا یہ دستاویز کیسی ہے؟ مگر بہت غور کرنے کے باوجود وہ کسی صحیح نتیجہ پر نہ پہنچ سکا۔

ایک بار اس کے جی میں آئی۔ کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ سے ملکر یہ بات کہدوں۔ کہ میں نے تمہاری وہ گفتگو جو امیر اعلیٰ کے ساتھ ہوئی سن لی ہے۔ اور اس سے درخواست کروں۔ کہ یہ مہلک قدم اٹھانے سے پیشتر جس کے لئے تمہیں عمر بھر متاسف ہونا پڑے گا۔ خوب سوچ لو اور غور کرلو۔ لیکن دوبارہ غور کرنے پر ارل نے کہا۔ کہ جارجیانہ اور امیر اعلیٰ کی گفتگو کو پوشیدہ رکھنا ہی بہتر ہوگا۔ کیونکہ اگر میں نے اس کے سامنے اس گفتگو کا ذکر کیا۔ تو خود مجھے جارجیانہ کے روبرو اس وجہ سے شرمسار ہونا پڑے گا۔ کہ میں نے پوشیدہ رہ کر یہ گفتگو سنی۔ وہ محسوس کرتا تھا۔ کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کو اس بات کا یقین دلانا مشکل ہوگا کہ میں تمہارے طرز عمل سے اس درجہ حیرت زدہ ہوگیا تھا۔ کہ اپنی موجودگی ظاہر نہ کرسکا۔ قدرتی طور پر وہ میرے اس کمرہ میں موجود ہونے اور گفتگو سننے کے فعل کو قابل مذمت قرار دے گی۔ اور مجھے اس کے لئے ملامت کرے گی۔ حالانکہ جیسا ناظرین کو معلوم ہے حقیقت میں ارل یہ گفتگو سننے کی نیت سے اس کمرہ میں نہ گیا تھا۔

پھر اُسے یہ بھی خیال آیا۔ کہ جب ایک بار میں لیڈی ہیٹ فیلڈ کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کرچکا۔ تو اب میرے لئے اس کے اخلاق کی نگرانی کرنا یا اسے اپنے طرز عمل کے متعلق کسی طرح کا مشورہ دینا بے سود اور نامناسب ہے۔ اس نے سوچا۔ شاید اس لئے کہ وہ کسی عزت دار شخص کی منکوحہ بننے کے ناقابل ہے۔ اس نے امیر اعلیٰ کی داشتہ بننا منظور کرلیا ہے۔ غرض ان سب باتوں پر غور کرکے وہ آخر کار اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ جارجیانہ

کی راحت اسی میں ہے کہ میں معاملات کو ان کی موجودہ حالت میں رہنے دوں۔ اور امیر اعلیٰ اور اس کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی۔ اس کا اس کے روبرو بالکل ذکر نہ کروں۔

یہ ارادہ مصمم کرکے وہ نیلی مخمل کے کمرہ سے باہر نکلا۔ اور اس طرف کو جا رہا تھا۔ جہاں مہمان جمع تھے کہ برآمدہ میں اسے سر فلپ وارن واپس آتا ہوا ملا۔

وہ کہنے لگا "میں نے وزیر اعظم کو بہت تلاش کیا۔ لیکن وہ نہیں ملے۔ معلوم ہوتا ہے۔ میرے جانے سے پیشتر ہی رخصت ہو گئے تھے"۔

ارل آف ایلنگھم نے جواب دیا "اچھا ہوا کہ وہ چلے گئے۔ کیونکہ میں اس بات کا یقین رکھتا ہوں ان کی کوئی دلیل میرے عقاید کو بدل نہ سکتی تھی۔ اگرچہ محض بنظر احترام میں ان کی گفتگو سننے کے لئے آمادہ ہو جاتا"۔

اتنا کہکر ارل نے سر فلپ کو سرد مہری سے سلام کیا۔ اور ان کمروں کی طرف ہو لیا۔ جہاں معزز مہمان جمع تھے۔ لیڈی ہیٹ فیلڈ ایک کمرہ میں ان سہیلیوں کے پاس بیٹھی تھی۔ جن کے ہمراہ وہ اس جلسہ میں آئی تھی۔

ارل نے دیکھا کہ اس کا انداز پرسکون اور مطمئن تھا۔ اس کے بشرہ میں اگر کوئی تبدیلی نظر آئی۔ تو محض اسقدر کہ اسکے یاقوتی لبوں پہ ہلکی سی فاتحانہ مسکراہٹ پائی جاتی تھی۔ یا کم از کم ارل نے یہ سمجھا کہ اسکے گلابی دہن پہ ایسا اثر نمودار ہے۔ لیکن یہ مسکراہٹ بھی اسوقت غائب ہو گئی۔ جب وہ اس کے ساتھ گفتگو کرنے لگی۔ خود ارل نے اپنے جذبات کو اس درجہ فرو کر لیا تھا۔ کہ جارجیانہ کو اس بات کا بالکل شبہ پیدا نہ ہوا۔ کہ امیر اعلیٰ کے ساتھ میری گفتگو کا علم اسے بھی ہو چکا ہے۔

ٹھیک آدھی رات کے وقت خوان دعوت بچھایا گیا۔ نہایت نفیس اشیائے اکل و شرب مہیا کی گئی تھیں۔ بہترین شراب اور نفیس کھانے چاندی سونے کی بھاری پلیٹوں اور چینی اور کٹ گلاس کے ظروف میں دسترخوان پر رکھے گئے۔

رات کا بڑا حصہ کھانے پینے اور ہنسی مذاق میں صرف ہوا۔ اور آخر رات کے دو بجے تھے کہ مہمان منتشر ہونے لگے۔

جب ارل آف ایلنگھم اپنے مکان پر پہنچکر بستر استراحت پر لیٹا۔ تو اگرچہ وہ بہت تھکا ہوا تھا۔ مگر خیالات پریشان نے دیر تک اس کی نیند کو روک رکھا۔ نیلی مخمل والے کمرہ کا واقعہ بار بار

اس کے ذہن میں تازہ ہوتا تھا۔ اور اس کے خیالات کسی دوسری طرف رجوع ہی نہ ہوتے تھے۔ یہ اسلئے
نہیں کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کے خلاف اسے رقیبانہ حسد تھا۔ کیونکہ حالات اس کے عشق کو برادرانہ محبت
میں بدل چکے تھے۔ مگر اس بات کا بہرحال اسے سخت رنج تھا۔ کہ میں نے جارجیانہ کی خصلت کا
اندازہ کرنے میں کتنی بھاری غلطی کی۔ میں آجتک اسے اتنا نیک سمجھتا تھا۔ کہ یہ بات میرے وہم و
گمان میں بھی نہ آسکتی تھی کہ وہ امیر اعلےٰ کے چکاچوند کرنے والے وعدوں سے متاثر ہو جائیگی
اور اس کی داشتہ بننے کے لئے اس کے ساتھ اظہار محبت کرنے لگے گی۔

امیر اعلےٰ کا چلن اگر اچھا ہوتا۔ تو نیز یہ معاملہ ایک حد تک قابل معافی سمجھا جا سکتا۔ مگر وہ نہایت
اوباش اور سر سے پا تک بے اصول شخص تھا۔ اور کوئی نیک دل عورت اس کے متعلق سوائے نفرت
اور حقارت کے اور کسی قسم کے خیالات کو اپنے دل میں جگہ نہ دے سکتی تھی۔

یہ خیالات بہت دیر تک لارڈ ایکنگھم کو بے چین و مضطرب کرتے رہے۔ اور پھر جب اُسے
اس بدسلوکی کا خیال آیا۔ جو امیر اعلےٰ نے اپنی شکدھے سے اس سے پیشتر کیا تھا۔ تو لیڈی ہیٹ فیلڈ
کے طرز عمل کے متعلق اس کے خیالات حیرت کے درجہ سے نکل کر نفرت کی منزل تک پہنچ گئے۔ رفتہ
رفتہ ان خیالات نے ایک اور راستہ اختیار کیا۔ اور اب حسین یہودن کی یاد بھی رہ رہ کر اس کے
دل میں پیدا ہونے لگی گو اس کے باوجود یہ غیر ممکن تھا۔ کہ نیلی مخمل والے کمرہ کا نظارہ قطعی طور پر
اس کے ذہن سے محو ہو جاتا۔ پھر جب اس نے اس حسین یہودن کی معصومیت بھولے پن اور
قابل قدر صفات پر غور کیا۔ تو عورت ذات کی نیکی اور عصمت پر اس کا اعتماد پھر قوی ہو گیا
اور اپنے پلنگ پر لیٹے ہوئے اس نے بلند آواز سے کہا۔ "کیا وجہ ہے کہ میں نے آجتک اس نادر
خزانہ کو اپنے قبضہ میں لانے کی کوشش نہیں کی۔ اس قدر پیاری مستور تو ضرور میری ہو کر رہیگی"

باب ۹۸ عدالت انصاف

اس اثنا میں حبشی اپنے پُراسرار مکان میں رہ کر ان عظیم الشان تجاویز کی تدریجی کامیابی کا
معائنہ کر رہا تھا۔ جو اس کے دماغ نے تیار کی تھیں۔ چنانچہ جس وقت سارا لندن طرح طرح کے
قیاسات قائم کر رہا تھا۔ کہ وہ جرار اور پُراسرار شخص کون ہے جس نے انصاف کے عمل اور بے
گناہوں کی صفائی کا کام اپنے ذمے رکھا ہے۔ خود وہ جس کے متعلق عوام کو اتنا بھی دیکھنا

اور حیرت میں نظروں سے پوشیدہ تھا۔

وزیر ملکی نے مشتہر کر دیا۔ کہ دو سو پونڈ کا انعام اس شخص کو دیا جائیگا۔ جو ایسی واقفیت مہیا کرے جس سے وہ شخص دریافت ہو سکے۔ جو مسز کرسٹو فرہنٹ کو ترغیب دے کر ایک نامعلوم مکان پہ لے گیا۔ اور جس نے ڈاکٹر لیسلز کو اپنے آدمیوں کی معرفت زبردستی اٹھوا کر وہاں منگایا۔ بوسٹریٹ کے معروف ترین سراغرساں اس تحقیقات کے لیے متعین کیے گئے۔ کہ وہ شخص کون ہے۔ اور کہاں رہتا ہے۔

جیسا کہ عام طور پر ایسی حالتوں میں ہوا کرتا ہے۔ اخبارات میں کئی فضول اور بےبنیاد خبریں چھپ رہی تھیں۔ اور صدر مقام کے ہر حصہ میں ہزارہا مختلف افواہیں زبان زد عوام تھیں۔ اس کا اثر الٹا یہ ہوا۔ کہ جن لوگوں کو تحقیقات کا کام سپرد کیا گیا تھا۔ وہ اور زیادہ مضطرب اور حیرت زدہ ہو کر راہیوں کی طرح تاریکی میں سر پٹکتے پھر رہے تھے۔ وہ کسی فضول سی سنی سنائی افواہ پر عمل کرنے لگتے۔ یا ایسی اطلاعوں کو اپنے طرز عمل کی بنیاد قرار دیتے۔ جو انہیں نسبتاً باخبر شخصوں سے معلوم ہوتیں۔ بارہا انہیں ایسا معلوم ہوتا کہ ایک اطمینان بخش سراغ پر چل رہے ہیں۔ مگر انجام کچھ بھی نہ نکلتا۔

جبشی کے اپنے ملازم جو نہایت وفادار تھے۔ خود طرح طرح کی افواہیں مشہور کر کے اس اضطراب کو اور زیادہ بڑھا رہے تھے۔ وہ ایسے مقامات پر پہنچکر جہاں لوگ بڑی تعداد میں جمع ہوں۔ اس قسم کی خبریں سنایا کرتے تھے۔ کہ بوسٹریٹ کے سراغرسانوں کی توجہ اس مقام سے جہاں وہ سب سے زیادہ مبذول ہونی چاہیے۔ بالکل ہٹ جاتی۔ خود ڈاکٹر لیسلز سے بہت کچھ پوچھا گیا۔ مگر اس نے صرف اتنا کہا۔ کہ جہاں تک مجھے یاد ہے وہ گاڑی جس میں مجھے سوار کر کے لے گئے تھے۔ صدر مقام کے انتہائی شرقی مضافات میں کسی جگہ ٹھہری تھی۔ اس پر بوسٹریٹ کے سراغرسانوں نے ویپنگ۔ وائٹ چیپل۔ بیتھنل گرین اور گلوب ٹون کا کونا کونا چھان مارا لیکن پر اسرار حبشی یا اس کے مقام سکونت کا پتہ نہ چلا۔

ہر چند کہ مسٹر بارنز کی بے گناہی کا بچہ بچہ کو یقین ہو چکا تھا۔ تاہم چونکہ اسے سشن سپرد کیا گیا تھا۔ اس لئے ضابطہ کی رو سے سماعت مقدمہ کی کارروائی عمل میں لانا ضروری تھا۔ چنانچہ یہ رسمی کارروائی اصلی قاتلوں کا اقبالی بیان شائع ہونے کے چند دن بعد مئی کا رالنٹن ہوس کے نزدیک اجلاس کے بعد والے دوشنبہ کو شروع ہو گئی۔

قیدی پر سر ہنری کورٹنی کے قتل کا الزام عاید کیا گیا تھا۔ سادر سماعت مقدمہ ریکارڈر آف لندن کی عدالت میں ہوئی۔ وکیل استغاثہ نے متوفی بیرونٹ کی لاش کی دریافت اور ان حالات کا ذکر کیا جن کی وجہ سے قیدی کو سپرد کیا گیا تھا۔ لیکن اپنی تقریر میں اس نے اس بات پر زور نہ دیا کہ ملزم کے خلاف نواحی شہادت فیصلہ کن ہے۔ مسٹر کرسٹوفر بلنٹ نے اپنی شہادت میں وہ واقعات بیان کئے جو وہ بو سٹریٹ میں اس سے پہلے بیان کر چکا تھا۔ اور ڈاکٹر السبنز نے ان کی تائید کی۔ اقبالی بیان جس پر جوشوا اپیڈلر اور ٹموتھی سیلنٹ یعنی دونوں ملزموں کے دستخط تھے۔ نیز وہ تحریر جس میں مارتھا بارنز نے قیدی کے حق میں بعض واقعات قلمبند کئے تھے۔ عدالت میں پڑھ کر سنائی گئی۔ اور وکیل صفائی اپنی تقریر شروع کرنے کو تھا کہ جیوری نے بیان کیا۔ ہم اس بارہ میں اپنا فتوے تیار کر چکے ہیں۔ اور انہوں نے قیدی کو بے قصور قرار دے دیا۔

اس کے بعد عدالت نے قیدی کی رہائی کا حکم صادر کر دیا۔ اور سب سے پہلا شخص جس نے اس سے بری ہونے کے بعد ہاتھ ملایا۔ وہ مسٹر کرسٹوفر بلنٹ تھا۔

نائٹ کی گاڑی میں سوار ہو کر وہ قریب ہی ایک دوست کے مکان پر پہنچا۔ جہاں کلیرنس ولیرز ایڈیلائیس روز امنڈ اور انفرڈی مڈینا پہلے سے اُسے بریت کی مبارکباد دینے کو جمع تھے۔ اس بریت کے متعلق ان سب کو پہلے سے کامل یقین تھا۔

لیکن اگرچہ اس طریق پر مسٹر بارنز اس خوفناک الزام سے بری ہو گیا۔ جو اس کے خلاف عاید کیا گیا تھا۔ تاہم اس میں عظیم تبدیلی نمودار ہو چکی تھی۔ اسے اتنا بھاری صدمہ پہنچا تھا۔ جس نے اس کی طبیعت پر غیر معمولی اثر ڈالا۔ قوائے ذہنی میں فتور آگیا۔ اور اگرچہ گرفتاری سے پہلے وہ پچپن سال کی عمر میں بھی صحت ور آدمی معلوم ہوتا تھا۔ مگر اب اس کی عمر ۸۰ سال کے قریب نظر آتی تھی۔ چند دن کی ذہنی تکالیف نے اس پر برسوں کا انقلابی اثر نمودار کر دیا تھا۔

رشتہ داروں سے ملاقات ہو چکی۔ تو مسٹر بارنز نے عصبی اضطراب کی حالت میں کہا۔ "میری عزیزہ روز امنڈ میں آج ہی انگلستان سے رخصت ہو جانا چاہتا ہوں۔ کیا تم میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو؟"

ایڈیلائیس یہ سن کر زار زار رونے لگی اور بولی۔ "ابا جان یہ آپ کیا کہتے ہیں۔ آج ہی آپ ہم سے ملے اور آج ہی ہم سے رخصت ہو جانا چاہتے ہیں!"

بدنصیب شخص نے جواب دیا "بیٹا میں مجبور ہوں۔ میرے لئے اب انگلستان میں قیام کرنا غیر ممکن ہے۔ مانا کہ میں فوجداری جیلخانہ سے رہا ہو چکا۔ مگر ایک مقروض کی حیثیت میں اب مجھے دیوانی جیلخانہ میں دھکیلے جانیکا خوف نظر آرہا ہے۔ تم سب کو معلوم ہے کہ میں بالکل تباہ و برباد ہو چکا ہوں۔ میری اصلاح کی اب کوئی امید نہیں۔ اس کے علاوہ میں اس مکان میں ہرگز سکونت اختیار نہیں کر سکتا جس کے ساتھ اتنے خوفناک واقعات کی یاد وابستہ ہے۔ پس میری سلامتی اسی میں ہے۔ کہ انگلستان کو خیرباد کہوں اور" پھر اس نے آنسو بہاتے ہوئے روزامنڈ کی طرف دیکھ کر کہا "میری یہ عزیز بیٹی کسی غیر ملک میں میری زندگی کا سہارا اور میرے لئے ذریعہ معاش بنے۔"

اسٹفرڈی مڈینا جو حاضرین میں موجود تھی آنکھوں کو رومال سے پونچھ کر کہنے لگی "ہم ایسا نہ ہونے دینگے۔ روزامنڈ کے ایسے دوست موجود ہیں۔ جن کی ان سے واقفیت اگرچہ بہت کم عرصہ کی ہے۔ تاہم وہ اس کی بہتری کو سب سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ والدیہ سے یہ سمجھ چکے تھے کہ آپ بریت کے بعد انگلستان سے رخصت ہونیکا ارادہ ظاہر کرینگے۔ اسلئے انہوں نے ایک ہزار پونڈ کی رقم آپ کی بیٹی کے حوالہ کی ہے۔ اور وہ مختار ہے۔ اسے جس طرح چاہے کام میں لائے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے ایک سربمہر لفافہ روزامنڈ کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور مسٹر ٹارنز حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

روزامنڈ بڑی محبت سے ہیودن کے گلے لپٹ گئی اور کہنے لگی "میری فیاض اور نیک دل سہیلی۔ اس غیر معمولی عنایت اور انتہائی فیاضی کے لئے جس کی میں سراسر غیر مستحق ہوں۔ میں آپ کا دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

اسٹفر نے کہا "بہن کسی شکریہ کی ضرورت نہیں۔ ہماری قومیت مختلف ہے تو کیا ہوا آخر ہم ایک ہی بنی نوع انسان کے افراد ہیں۔ اور کیا ایک شخص کا یہ فرض نہیں ہے۔ کہ ضرورت کے وقت دوسرے کی مدد دے۔"

مسٹر ٹارنز۔ کلیرنس اور ایڈیلائس نے بھی حسین ہیودن کا بڑی گرمجوشی سے شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد ولیرز نے اپنے خسر کو علیحدہ لے جاکر اس سے مسز ٹارنز کا ذکر چھیڑا

ٹارنز کہنے لگا "کلیرنس میں اس سے دوبارہ ملنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اور یوں بھی ہماری ملاقات سراسر بے سود ہوگی۔ کیونکہ ہماری شادی کسی جذبہ محبت کی وجہ سے نہیں

ہوئی تھی جس کا تمہیں علم ہے۔ اس کے علاوہ" اس نے قطع کلام کر کے اپنے داماد کے چہرہ کی طرف دیکھتے وقت کانپتے ہوئے دبی ہوئی اور رکھی آواز میں کہا "مجھے یقین ہے اس نے تمہیں سارے حالات سے خبردار کر دیا ہوگا" اور یہ کہکر اس نے روزامنڈ کی طرف نگاہ کی۔ جو اسٹھرڈی مڈینا اور ایڈیلائس کے ساتھ کمرہ کے دوسرے حصہ میں گفتگو کر رہی تھی۔

والیرز نے کہا "بیشک مجھے سارے حالات کا علم ہے" اور جب اس نے یہ الفاظ کہے تو ایسا معلوم ہوا۔ کہ ٹارنز کے بدن میں تشنج سا پیدا ہو گیا ہے۔ "لیکن اب زمانہ ماضی کی اصلاح کا وقت نہیں۔ اور میرا حق بھی نہیں کہ آپ کو ملامت کروں۔ مسٹر ٹارنز آپ نے اس بدنصیب لڑکی کے ساتھ جو سلوک کیا۔ اس کی سزا آپ کا ضمیر دے گا۔ بہرحال اس سے مطمئن رہیئے۔ کہ میں اس خوفناک واقعہ کی اطلاع ایڈیلائس کو نہیں دوں گا۔ جو واقعات پیش آمدہ سے پہلے ہی بہت متاثر ہو چکی ہے"

ٹارنز نے جس کا گلا خوفناک جذبات کے زیر اثر رکا ہوا معلوم ہوتا تھا کہا۔ کلیرنس میں اس کے لئے تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہرحال تم دیکھ سکتے ہو۔ میرے لئے اب انگلستان کا قیام سراسر غیر ممکن ہے۔ کیونکہ یہاں پر میں ہر واقف حال شخص کے روبرو شرمسار رہنے پر مجبور ہوں۔ پس میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ روزامنڈ کو ساتھ لے کر کسی غیر ملک کو چلا جاؤں میرے جانے کے بعد میرا اسباب تم نے ڈوور کی بندرگاہ کو بھیج دینا"

ولیرز کہنے لگا "میرے لئے آپ کو منع کرنے کی کوشش کرنا فضول ہوگا۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں"

مسٹر ٹارنز کا فیصلہ روزامنڈ ایڈیلائس اور اسٹھرڈی مڈینا کو بھی سنا یا گیا۔ چنانچہ جس وقت دونوں بہنیں ایک دوسرے سے جدا ہونے لگیں۔ تو الوداعی نظارہ نہایت دردناک تھا ایڈیلائس کو بہت رنج تھا کہ مجھے اس طرح یکا یک والد سے جدا ہونا پڑا۔ مگر اس رنج میں اطمینان اس بات کا حاصل تھا۔ کہ میرا شوہر مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور وہ بہرحال میرے پاس ہے۔

تھوڑی دیر میں ایک سفری گاڑی دروازہ پہ لائی گئی۔ اور مسٹر ٹارنز روزامنڈ کو ہمراہ لیکر لندن سے رخصت ہو گیا۔

ان کے چلے جانے پر اسٹھرڈی مڈینا بھی رخصت ہوئی۔ مگر اس نے کلیرنس اور ایڈیلائس سے اس بات کا وعدہ لیا کہ مجھے ضرور فینچلے میں ملنا۔ چنانچہ جب کلیرنس اور ایڈیلائس ٹارنز

کاٹیج کو واپس ہوئے۔ تو ان کے دل میں اس حسین یہودن کے متعلق بہت ہی اعلےٰ رائے قائم ہو چکی تھی جس کی سب سے بڑی خوشی یہی معلوم ہوتی تھی۔ کہ خلق خدا کی بہتری کے کام کئے جائیں۔

اس کے دوسرے دن مارتھا ٹارنز کو ریکارڈر آف لندن کی عدالت میں جعلسازی کے الزام میں پیش کیا گیا۔

اس روز عدالت اولڈ بیلی کا وسیع کمرہ ان بے شمار مذہبی انجمنوں کے قائمقاموں سے پُر تھا۔ جن کی ملزمہ اس زمانہ میں جب وہ مسز سلنگسبی کے نام سے مشہور تھی۔ ایک نامور رکن رہ چکی تھی۔ حاضرین میں جزائر بحر الجنوب کی انجمن اشاعت و تبلیغ انجیل و عیسائیت کے صدر مسٹر جونیتھن پگواش موجود تھے جن کا چہرہ نہ صرف خارجی علامات سے یہ ظاہر کرتا تھا کہ حضرت کو برانڈی پینے کا بہت شوق ہے۔ بلکہ اس وقت ان کے سانس کی بو سے بھی اس کی تصدیق ہو رہی تھی قریب ہی پادری ملاچی ساکنز تشریف فرما تھے۔ مذہب کے پردہ میں ملزمہ کی ریاکاری سے متاثر ہو کر اتنی افسوسناک صورت بنائے ہوئے کہ کوئی سمجھے آپ اس کے شوہر نہیں تو بھائی ضرور ہیں پادری شیپ شینکس بھی حاضر عدالت تھے جنہوں نے اس ناگوار واقعہ کے بعد جس سے ہمارے ناظرین خبردار ہیں۔ پھر اراکین انجمن سے مصالحت کی صورت پیدا کر لی تھی۔ اور اب سابق کی نسبت بہت زیادہ دلی نما بن چکے تھے۔ ان کے علاوہ کئی اور موٹے تازے چرب نما پادری پیٹے نذر و اصحاب۔ سب کے سب مذہبی طبقہ سے تعلق رکھنے والے موجود تھے۔ گیلری میں بیشمار بوڑھی اور ادھیڑ عمر کی عورتیں بھی حاضر تھیں۔ کیونکہ یہی سب سے زیادہ مذہبی معاملات کی دلدادہ ہوتی ہیں۔ اس جگہ بیٹھی ہوئی وہ دو ہی کام کر رہی تھیں۔ ایک تو رہ رہ کر سفید رومالوں کو آنکھوں پر پھیرنا۔ اور دوسرے اپنے اعصاب کی تقویت کی خاطر جیب سے چھوٹی شیشیاں نکال کر اس پر اسرار سیال کے چند گھونٹ پینا جو اپنی موجودگی کو فوراً قوت شامہ کے ذریعہ محسوس کرا دیتا ہے۔

دو پہرہ دار مسز ٹارنز کو سہارا دے کر اجلاس عدالت میں لائے۔ کیونکہ اس الزام کے بوجھ سے جو اس کے خلاف عاید کیا گیا تھا۔ وہ اتنی شرمسار اور غمزدہ تھی کہ کھڑی بھی نہ ہو سکتی تھی۔ اس وقت اس بدنصیب عورت کی حالت قابل رحم تھی۔ اور اس کی صورت سے عیاں تھا۔ کہ عدالت اس کے لئے کچھ بھی سزا تجویز کرے۔ اس میں شک نہیں۔ قدرت نے اس کی سزا کا پیشتر ہی آغاز کر دیا ہے۔

اس کے خلاف جو الزام عاید کیا گیا تھا۔ اس کی کیفیت پڑھ کر سنائی گئی۔ تو اس نے مرتی ہوئی آواز سے کہا "ہاں میں اس کی قصور وار ہوں" مستغیثوں نے بھی اس کے لئے رحم کی پرزور سفارش کی۔

مگر ریکارڈر[1] نے سیاہ ٹوپی پہن لی۔ اور ملزمہ سے مخاطب ہو کر نہایت موثر لفظوں میں تقریر شروع کی۔ کہنے لگا "میں ازروئے قانون سزائے موت تجویز کرنے پر مجبور ہوں۔ لیکن ملزمہ کی طرف سے اظہار پشیمانی اور اعتراف جرم دیکھ کر اور اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ فریق استغاثہ نے اس کے لئے رحم کی پرزور سفارش کی ہے۔ میں تاج سے اظہار رحم کی درخواست کروں ہوں" ریکارڈر نے یہ بھی کہا۔ کہ "ملزمہ کی جان بہرحال بچ جائے گی۔ لیکن اسے اپنی بقیہ زندگی کالے پانی میں بحالت جلاوطنی بسر کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے"

یہ حکم پاکر ملزمہ کو غش پر غش آنے لگے۔ اور اسی حالت میں پہرہ دار اسے کمرہ عدالت سے باہر لے گئے۔ عدالت میں جو پادری صاحبان سماعت مقدمہ کے لئے موجود تھے۔ انہوں نے یہ حکم سن کر مشترکہ طور پر ایسے دردناک طریق پر آہ کھینچی۔ کہ جج اپنی بنچ پر اور جیوری والے اپنے خانہ میں چونک گئے۔

باب ۹۹ مزدور پیشہ لوگوں کی حالت

جس دوشنبہ کو مسٹر مارنز کی رہائی اور اس کی بیوی کی سزایابی عمل میں آئی۔ اس کی سہ پہر کو بہت سا ہجوم پارلیمنٹ کے نواحات میں جمع تھا۔

اس ہجوم میں زیادہ تر مزدور پیشہ طبقہ کے لوگ تھے۔ اور بہتوں کے ساتھ اُن کے بیوی بچے بھی تھے۔ انہوں نے حسب توفیق بہترین لباس پہنے ہوئے تھے۔ اور کوئی بے جا شور وغل یا ہنگامہ ظہور میں نہیں آتا تھا۔

پونے پانچ بجے کے قریب پارلیمنٹ میں گاڑیوں کی آمد شروع ہوئی۔ اور اُن سے

[1] جس زمانہ سے اس داستان کا تعلق ہے۔ اس میں ریکارڈر ہی کے اجلاس میں چھوٹے اور سنگین فوجداری مقدمات کی سماعت ہوا کرتی تھی۔ مگر اس کے بعد جب سے مرکزی عدالت فوجداری قائم ہوئی ہے۔ بڑے جج عدالت اولڈبیلی میں سنگین جرائم کی سماعت کرتے ہیں ۱۲

دارالعوام اور دارالامرا کے معزز ارکین اترنے لگے۔ بعض پیدل اور بعض گھوڑوں پر سوار ہو کر بھی وہاں پہنچے۔ ہجوم نے نہ تو ہر دلعزیز ممبروں کو دیکھ کر تالیاں بجائیں۔ اور نہ دوسروں کے گذرنے پر "چھی" "چھی" کے آوازے کسے۔ بلکہ جس وقت وہ گذرنے لگتے۔ تو ہجوم کے آدمی از خود ان کے لئے راستہ تیار کر دیتے تھے۔ البتہ جس وقت ارل آف ایلنگھم گھوڑے پر سوار اپنے سائیس کو ہمراہ لئے وہاں پہنچا۔ تو حاضرین نے بڑے زور سے دلی جوش کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا۔

نوجوان امیر نے ہجوم کے اظہار شکریہ کا اعتراف اس نمائشی سخاوت کے ساتھ نہیں جو بعض اونچے طبقہ کے امرا کا خاصہ ہوتا ہے۔ بلکہ اس محبت آمیز طریق پر کیا جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کہنا چاہتا ہے "دوستو میں بھی تم میں سے ایک ہوں۔ ہم سب برابر ہیں اور مجھے اس بات کا فخر ہے کہ تم مجھے اپنا سمجھتے ہو"

لارڈ ایلنگھم دارالامرا کے اندر داخل ہو گیا۔ لیکن اس کے نظروں سے غائب ہونے کے بعد بھی بہت دیر تک ہجوم زور سے چیرز دیتا رہا۔ کیونکہ لوگ اس شخص کی عظمت اور فیاضی کو خوب محسوس کرتے تھے۔ جس نے معزز طبقہ امرا سے تعلق رکھتے ہوئے غربا کی حمایت کا بیڑا اٹھایا تھا۔

اس روز دارالامرا میں کم و بیش سارے لارڈ اور لاٹ پادری موجود تھے۔ اور وہ گیلریاں جو تخت شاہی کے بالمقابل بنی ہوئی ہیں فیشن ایبل شرفا اور خوش پوش خواتین سے پر تھیں۔ حاضرین میں لیڈی ہیٹ فیلڈ۔ مسٹر ڈبی مڈینا اور ساتھر بھی موجود تھے۔ مگر جاجیانہ یہودی تاجر اور اس کی بیٹی کے قریب نہ تھی۔ کیونکہ جیسا ناظرین کو معلوم ہے۔ اس کی ان سے واقفیت محض رسمی تھی۔ ملاقات کا موقعہ اب تک پیش نہیں آیا تھا۔

پانچ بجے کے بعد ارل آف ایلنگھم اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور منبر کے قریب جا کر اس نے اس تحریک کے متعلق جس کی اطلاع وہ پیشتر دے چکا تھا۔ تقریر شروع کی۔

اپنی تقریر کے آغاز میں اس نے اس بات پر اظہار تاسف کیا۔ کہ مسئلہ زیر بحث یعنی مزدور پیشہ طبقہ کی حالت کے سوال کو کسی ایسے صاحب نے اپنے ذمہ نہیں لیا۔ جو مجھ سے بہتر اس پر بحث کر سکتے۔ اور اس کے ساتھ ہی کہا۔ کہ میں نے جو اس سوال کو آج پارلیمنٹ میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تو اس سے ہر دلعزیزی حاصل کرنے کا کوئی خود غرضانہ خیال پیش نظر

نہیں ۔ سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے اس نے مزدور پیشہ جماعت کی حالت پر روشنی ڈالی اور اس بات پر زور دیا ۔ کہ ان کی موجودہ افسوسناک حالت کی اصلاح کی جائے ۔ اُس نے کہا :۔

"بارہا مزدور پیشہ جماعت پر یہ الزام عاید کیا جاتا ہے ۔ کہ یہ لوگ مجموعی طور پر ناعاقبت اندیش ناشکر گذار ذہانت میں کمزور اور کفایت شعاری کے جوہر سے محروم ہیں ۔ لیکن میری رائے میں یہ خیال سراسر غلط ہے حقیقت میں جب یہ لوگ اپنی ناگوار اور ابتر حالت کو دیکھ کر مایوس ہو جاتے ہیں ۔ تو ان کی تشویش ساری خرابیوں کا موجب ثابت ہوتی ہے ۔ اگر اس طبقہ کے لوگوں کی حالت ایسی کر دی جائے ۔ کہ انہیں ہر وقت روزی ہی کی فکر نہ لگی رہے ۔ اگر ان کی محنت کا معقول معاوضہ دیا جائے ۔ اور سرمایہ دار طبقہ کے لوگ ان کی اچھی قدر کریں ۔ اگر ان کی شرح اُجرت کا پیمانہ اس طریق پر قائم ہو جائے کہ کم از کم تنخواہ مقرر ہو ۔ مگر زیادہ سے زیادہ کی کوئی انتہا نہ ہے ۔ تو یقین ہے کہ ان آسائشوں کے ذریعہ جو اس طریق پر انہیں حاصل ہونگی ۔ ان کے وہ تمام تفکرات دور ہو جائیں گے ۔ جو بحالت موجودہ انہیں شراب خانہ کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔

میری رائے میں زیادہ سے زیادہ شرح اُجرت قائم کرنے کی اس لئے ضرورت نہیں کہ جس حالت میں مزدوروں سے سرمایہ داروں کو اپنے کام میں زیادہ مدد ملے ۔ تو ان کی اُجرت بھی یقیناً بڑھتی رہنی چاہیئے ۔ لیکن کم از کم شرح اُجرت مقرر کرنا اس واسطے لازم ہے کہ ان ایام میں جب مزدوروں کی مانگ بہت کم ہوتی ہے ۔ یہ لوگ بیکاری کے مضر اور تباہ کن اثرات سے محفوظ رہیں ۔ یہ کارروائی مالکان کارخانہ کے لئے یقیناً مضر نہ ہوگی ۔ کیونکہ یہ لوگ اُن ایام میں جب کاروبار تیزی پر ہوتا ہے ۔ اور ان کی تجارت چمکتی ہے ۔ تھوڑے عرصہ میں ہی نہایت معقول نفع کما لیتے ہیں ۔ پس یہ ضروری ہے ۔ کہ ان ایام میں جب کاروبار کم ہو ۔ وہ ایسی شرح اُجرت ادا کرنے پر مجبور کئے جائیں ۔ کہ ان کے ملازم آسائش کی زندگی بسر کر سکیں ۔

"کارخانہ دار لوگ خوشحالی کے ایام میں اتنا روپیہ جمع کر لیتے ہیں کہ انہیں نہ صرف معقول آمدنی ہوتی رہتی ہے ۔ بلکہ بہت سا سرمایہ جمع بھی ہو جاتا ہے ۔ لیکن مزدور چونکہ زیادہ سے زیادہ اجرت پر بھی ایام مصیبت کے لئے کچھ بھی اندوختہ نہیں کر سکتے ۔ اس لئے یہ نامناسب

ہے۔ کہ سرمایہ دار مزدوروں سے صرف ان ایام میں ہی کام لیں۔ جب انہیں ضرورت ہو۔ اور جب ضرورت باقی نہ رہے۔ تو انہیں ملازمت سے محروم کر دیں۔ یا نہایت ناکافی معاوضہ دیں۔ درحقیقت ان مزدوروں کی مزدوری کی بدولت ہی مالکوں کو معقول آمدنی ہوتی ہے۔ اور وہ وسیع جایداد پیدا کر لیتے ہیں پس یہ ضروری ہے کہ مزدوروں کی قدر و قیمت صرف اس عرصہ کے لئے ہی نہ سمجھی جائے۔ جب تک ان کے کام سے عظیم منافع حاصل کیا جا سکتا ہے۔

"مزدور کا سرمایہ اس کی مزدوری ہے۔ اور جس طرح کسی بنک میں جمع شدہ روپیہ کا سود ہمیشہ ملتا رہتا ہے۔ اسی طرح مزدور کو اس کی مزدوری کا منافع دائمی طور پر ملنا چاہیے۔ جس طرح تجارت کے چمکنے پر روپے کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح تجارت کی ترقی کے ایام میں مزدوروں کی مزدوری بھی بڑھ جانی چاہیئے۔ لیکن جیسے شرح سود کا ایک کم از کم پیمانہ مقرر ہے۔ مزدوری کا بھی کوئی کم از کم پیمانہ قایم ہونا چاہیئے۔ اور یہ تو بالکل نہ ہو کہ جب ضرورت نہ رہے مزدوروں کو جواب دے دیا جائے۔ میں اپنے اس خیال کی توضیح اس طریق پر کر سکتا ہوں۔ کہ اگر ایک ہزار پونڈ کسی بنک میں جمع کرا دیے جائیں۔ تو ان پر تین فیصدی کا سود ہر وقت مل سکتا ہے۔ لیکن بعض موقعے ایسے بھی پیش آتے ہیں۔ جب یہ شرح چھ سات فی صدی تک پہنچ جاتی ہے۔ یہی حالت مزدوری کی ہونی چاہیئے۔ جب تجارت کا کام ہلکا پڑ جاتا ہے۔ تو کارخانہ داروں کے نفع میں تخفیف ضرور ہو جاتی ہے۔ مگر وہ اس کی بدولت تباہ نہیں ہو جاتے۔ انہیں ان ایام میں معقول منافع نہ بھی ہو۔ تو ان کا اندوختہ ان کی حاجات پورا کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ لیکن غور کیجیئے ان کے ملازموں کی حالت اس سے کتنی مختلف ہے۔ ان کے لئے بیکاری یا آمدنی کی کمی تباہی۔ فاقہ کشی اور موت کے معنی رکھتی ہے۔ اس سے ان کے چھوٹے خوشگوار گھروں میں ابتری پھیل جاتی ہے۔ بچوں کی تعلیم رک جاتی ہے۔ ان میں بداخلاقی اور ذلت نمودار ہونے لگتی ہے۔ حتی کہ احتیاج اپنا قدم جما کر انہیں دست امداد پھیلانے کے لئے مجبور کرتی ہے۔

"قدرتی طور پر بہت سے اضلاع میں مختلف اوقات پر مزدوروں کی مانگ اور بہم رسانی میں مساوات قایم نہیں رہتی۔ اس کے متعلق گورنمنٹ کو ایسے انتظامات عمل میں لانے چاہئیں کہ شرح اجرت میں وہ خوفناک انقلاب پیدا نہ ہو۔ جو ہزارہا محنت کش مستحق اور بامشقت مزدوروں کے لئے تباہی کا موجب ثابت ہوتا ہو۔ ضرورت ایک ایسا قانون پاس کرنے کی ہے

جس کی رو سے کسی مزدور کو ایک خاص قائم کردہ شرح سے کم اجرت ہرگز نہ دی جائے۔ ان غریبوں کے پاس نہ زمین ہے، نہ جایداد منقولہ ان کے مالک چند مالدار افراد ہیں جن کا طرز عمل مزدور طبقہ کے لئے غیر منصفانہ اور تشدد آمیز ہے۔ اس مضرات کو دور کرنے اور مزدور پیشہ طبقہ کی حالت میں اصلاح عمل میں لانے کا طریقہ یہی ہے کہ مزدوروں کو ہر وقت جب وہ کام کی تلاش میں ہوں کام مہیا کیا جائے۔

"اگر مزدوروں کے ساتھ اس قسم کا سلوک ہو تو مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے تفکرات اور مصائب سے مجبور ہو کر نہ تو شراب خانوں کا رخ کریں۔ اور نہ ملازمت کی تلاش میں ایک سے دوسرے مقام پر نقل و حرکت کرتے پھریں۔ موجودہ حالات میں یہی ان کی آوارہ گردی کا باعث ہوتا ہے۔ ملازمت کی تلاش میں پھرتے ہوئے انہیں اپنے معصوم بچوں اور نیک نہاد بیوی کے ساتھ ایسی سراؤں میں شب باش ہونا پڑتا ہے۔ جن میں جرائم اور گناہ کی خوفناک کثرت ہے ایسے حالات میں اگر ان کے بچے از روئے اخلاق بگڑ جائیں۔ یا ان کی تعلیم اچھی نہ ہو۔ تو اس میں قصور کس کا ہے؟ جو تجاویز میں نے پیش کی ہیں۔ ان پر عمل کرنے سے ان کی بے چینی رفع ہو سکتی ہے۔ اور سوسائٹی کے متعلق ان کا طرز عمل بھی اصلاح پذیر ہونا ممکن ہے۔ کیونکہ موجودہ حالات میں تو ان کی حالت گداگر فقیروں سے بہتر نہیں۔ اور ایسا ہونے کے باعث ان میں بے فکری اور لاپروائی کا مادہ پیدا ہونا قدرتی ہے۔ موجودہ حالات میں مزدور پیشہ آدمی کبھی اطمینان محسوس نہیں کر سکتا۔ وہ سمجھتا ہے۔ جس مکان میں میں رہتا ہوں۔ مالک کا ذرا سا اشارہ مجھے اس سے بے دخل کر سکتا ہے۔ اُسے اس بات کا بھی اطمینان نہیں ہوتا کہ اگر آج مجھے گوشت روٹی نصیب ہوئی ہے۔ تو کل خشک روٹی بھی نصیب ہوگی یا نہیں۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے ان لوگوں کے ذہنی اضطراب اور پریشانی کا اندازہ کرنا ایک سہل امر ہے۔ سچ پوچھئے تو جو لوگ انہیں ناعاقبت اندیش اور لاپروا قرار دیتے ہیں۔ وہ خود ان خرابیوں کے ذمہ دار ہیں۔

"یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگرچہ بالائی اور وسطی طبقہ کے لوگوں کے پاس دولت اور آسائش کی افراط ہے۔ لیکن مزدوروں کی حالت میں نہ صرف کسی قسم کی اصلاح نہیں ہوئی۔ بلکہ الٹا وہ روبہ زوال ہیں۔ آبادی ایک ہزار اشخاص یومیہ کے حساب سے بڑھ رہی ہے۔ اور اس کے قدم بقدم افلاس بھی ترقی پذیر ہے۔ مزدور پیشہ طبقہ کی پارلیمنٹ میں کوئی آواز نہیں۔ وہ اپنے

مطالبات کسی ذریعہ سے گورنمنٹ تک پہنچا نہیں سکتے۔ ملکی معاملات میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ غرض ہر طرح یہ لوگ معدودے چند مالدار اشخاص کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ تھوڑے سے آدمی ذاتی منفعت کی غرض سے لاکھوں بندگان خدا کو ان کے حقوق کو محروم رکھیں۔ کیا یہ انصاف ہے؟ کیا یہ راستی ہے؟ کیا یہ انسانیت ہے؟ ان لوگوں سے بالواسطہ طریق پر بیشمار روپیہ بطور ٹیکس وصول ہوتا ہے۔ اور اس لحاظ سے سرکاری آمدنی میں اُن کا حصہ امیروں سے بھی زیادہ ہے۔ ان کی ضروریات زندگی یعنی چائے۔ شکر۔ تمباکو بیئر۔ وغیرہ سب سے زیادہ سرکاری آمدنی کا ذریعہ ہیں۔

"اگر امرا غریبوں کو اس لئے قابل مذمت سمجھیں کہ وہ میلے اور غلیظ رہتے ہیں۔ تو میں سوال کروں گا۔ صابون پر اتنا بھاری ٹیکس کیوں لگایا گیا؟ یہ کہنا سراسر غلط بیانی ہے۔ کہ غریبوں کا براہ راست ٹیکسوں میں چونکہ کوئی حصہ نہیں۔ اس لئے ان پر کوئی ٹیکس عاید ہی نہیں کیا جاتا۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ غربا بالواسطہ ٹیکس کی صورت میں اس سے بہت زیادہ روپیہ ادا کرتے ہیں۔ جتنا امرا براہ راست اور بالواسطہ دونوں صورتوں میں بشرطیکہ دونوں کے مالی تناسب کو پیش نظر رکھا جائے۔

"ایک اور بات جس کا میں ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں یہ ہے کہ انصاف کو غربا کے لئے عمل میں لاتے وقت بہت سختی عمل میں لائی جاتی ہے۔ جن حالتوں میں ضمانت یا مچلکہ کی گنجائش ہو۔ امرا کو ساری سہولتیں حاصل ہیں۔ لیکن غریب ایسی ضمانت کیونکر دے سکتا ہے؟ اس کے لئے سوائے اس کے چارہ کار نہیں۔ کہ جیل خانہ میں جاکر بدترین بدمعاشوں کی صحبت میں رہے۔ پھر اگر سماعت مقدمہ پر اسے بے قصور سمجھ کر رہا کر دیا جائے۔ تو وہ جیلخانہ سے نکل کر اپنی طویل حراست کا نتیجہ کیا دیکھتا ہے؟ گھر برباد۔ . . بچے نان شبینہ کو محتاج . . . اور تباہی اور افلاس ڈیرہ ڈالے ہوئے بیٹھے ہیں . . . اور نہ صرف ممکن بلکہ ایسا ہوتا رہا ہے کہ کوئی شخص سماعت مقدمہ سے پیشتر چار پانچ ماہ تک جیلخانہ میں پڑا رہا۔ اتنا عرصہ بری صحبت میں رہ کر کسی کا نیک رہنا سراسر غیر ممکن ہے۔ کئی جرم ایسے ہیں جن کے لئے سزائے جرمانہ یا عدم ادائیگی کی صورت میں قید کی سزا دی جاتی ہے۔ یہ جرمانہ امیروں کے لئے بالکل معمولی چیز ہے۔ مگر غریبوں کے لئے بھاری دولت سے کم نہیں۔ کسی شخص کی آمدنی ایک سو پونڈ سالانہ ہو۔ تو وہ ہفتہ عشرہ کی قید بھگتنے کی بجائے پانچ پونڈ جرمانہ ادا کر دینا آسان سمجھتا ہے۔ لیکن جس مزدور کی

آمدنی صرف دس بارہ شلنگ ہفتہ وار ہو۔ اس کے لئے اس مطالبہ کو پورا کرنا ویسا ہی ناممکن ہے۔ جیسے زمین کی گردش کو روکنا۔ ہاں ایک صورت ہے کہ وہ اپنے گھر کی ہر چھوٹی بڑی چیز کو گرو رکھ کر جرمانہ کا روپیہ ادا کر دے۔ لیکن اس کے بعد ان چیزوں کی بازیابی امرمحال ہے۔ اگر کسی غریب آدمی سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جس کی وجہ سے کوئی پادری اس سے ناراض ہو جائے۔ تو اس کے خلاف اتنی گراں کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے کہ وہ بالکل تباہ اور برباد ہو جاتا ہے۔ پھر اگر کوئی مالدار شخص کسی غریب پر ظلم کرے۔ تو کیا اس غریب کے لئے عدالت انصاف میں دادرسی ممکن ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ انصاف ایک ایسی گراں چیز ہے جسے صرف مالدار ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ ایسی حالتوں میں کہ کسی غریب کو امیر آدمی کی طرف سے رنج وہ صدمہ پہنچا ہو۔ مثلاً اس نے اس کی بیوی یا بیٹی کو اغوا کر لیا ہو۔ تو غریب آدمی کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا اس وقت تک کا غیر ممکن ہے۔ جتنے کہ کوئی وکیل اس امید پر کہ میرا معاوضہ سزائے جرمانہ سے ادا ہو سکے گا۔ مقدمہ کو ہاتھ میں لے دادطلبی کی اور کوئی صورت نہیں۔ اور یہ طریقہ اخلاق پر نہایت مضر اثر پیدا کرنیوالا ہے۔ لیکن اگر کسی وکیل کی ایسی امداد شامل حال نہ ہو تو غریب آدمی کے لئے دادرسی کے لئے وسٹ منسٹر ہال تک جانا ویسا ہی غیر ممکن ہے جیسے لائنس ہوٹل میں کھانا کھانا۔

"ان غریبوں کی تعلیمی حالت بھی نہایت افسوسناک ہے۔ غور کیجئے ہزار ہا میل کے فاصلہ پر حبشیوں کی تعلیم کے لئے تو لاکھوں روپیہ کا خرچ برداشت کیا جاتا ہے۔ اور طرح طرح کے انتظامات عمل میں لائے جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے اپنے ملک میں ابھی تک غیر معمولی جہالت موجود ہے۔ کلیسا کی آمدنی کا بڑا حصہ پادریوں کی بیش قرار تنخواہ میں صرف ہوتا ہے جس سے ان رہبران مذہب کی حرص و آز کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس آمدنی کا ایک شلنگ بھی عوام کی مذہبی تعلیم پر صرف نہیں ہوتا۔ میری رائے میں یہ قصور اعیان و عوام دونوں کا ہے مگر خصوصیت سے اعیان کا کہ وہ غربا کی تعلیم کا بہتر انتظام نہیں کرتے۔ جہاں کہیں مفت تعلیم کا انتظام ہے بھی وہاں ایسی تعلیم بالکل جاہلانہ طریق پر دی جاتی ہے۔ کوئی جانے صرف و نحو۔ تاریخ ریاضی اور نجوم کا تعلق بھی مذہب سے ہو سکتا ہے۔ ہر حصہ ملک میں پادریوں کا غلبہ ہے اور وہی اس کی آمدنی پر پلتے ہیں۔ دارالاقامہ اور مکاتب کے لئے اشاعت تعلیم کی غرض سے بڑی بڑی رقوم سرمایہ وقف کی جا چکی ہیں۔ مگر اس کے باوجود جہالت کا دور دورہ ہے۔ یہ کتنا ایک

شرمناک دروغ بیانی ہے کہ غربا میں ذہانت نہیں ہے یا وہ تعلیم کا شوق نہیں رکھتے۔ ان میں دونوں باتیں موجود ہیں۔ اور ان میں سے جو لوگ کچھ پڑھ سکتے ہیں۔ وہ بہت شوق سے کتابیں اخبارات اور ارزاں رسالے خرید کر پڑھتے تھے۔ بات یہ ہے۔ کہ مزدور پیشہ لوگوں کے ذہن اس زرخیز زمین کی طرح ہیں۔ جس میں بیج بویا جائے تو خوب پھلتا پھولتا ہے۔ لیکن طبقہ بالا کا تعصب یا تنگ ظرفی اس تخم ریزی کا موقعہ ہی نہیں آنے دیتا۔ چونکہ زمین کے اندر کچھ نہ کچھ چیز پیدا کرنے کا مادہ قدرت نے ودیعت کر رکھا ہے۔ اس لئے عمدہ تخم ریزی نہ ہونے پر اس میں گھاس پھوس اُگ آتا ہے۔ اور اس پر امرا غریبوں کی تحقیر و مذمت کرتے ہیں لیکن حقیقت میں اس تحقیر۔ مذمت اور ملامت کے سزاوار وہ خود غرض اور شریر النفس لوگ ہیں۔ جو اس زمین سے فائدہ اٹھانے کی بجائے اسے بنجر بنانا چاہتے ہیں۔

سب سے آخر میں میں آپ کی توجہ قوانین فوجداری کی طرف دلاتا ہوں۔ انہیں اکثر ایسے طریق پر عمل میں لایا جاتا ہے کہ بد اخلاقی اور جرم کی ترقی ہوتی ہے۔ ضروری ہے کہ جو شخص اپنے جرم کی سزا بھگت لے۔ اسے ... خواہ اس کا جرم کچھ ہی ہو سزا کا زمانہ ختم ہو جانے پر بے قصور اور بے داغ سمجھا جائے۔ کیونکہ کسی شخص کو اس کے ایک جرم کے لئے جس کے لئے وہ سزا بھی پا چکا ہے۔ ہمیشہ کے لئے داغدار سمجھ لینا اس قادر مطلق کے اصول کی خلاف ورزی کرنا۔ اور یہ جتلانا ہے۔ کہ دنیا میں استغفار اور در گذر کا کچھ بھی وجود نہیں۔ موجودہ حالات میں جیل خانے بد اخلاقی۔ ذہنی تخریب اور بدنامی کا مخزن بنے ہوئے ہیں۔ اور جو شخص ایک بار ان میں رہ کر باہر نکلتا ہے۔ اسے ہمیشہ کے لئے داغدار سمجھ لیا جاتا ہے۔ کئی حالتوں میں لوگ جیل خانہ کی بری صحبتوں میں رہ کر حقیقت میں بگڑ جاتے ہیں۔ لیکن بڑی حد تک سوسائٹی انہیں ہر نیک کام کے نااہل سمجھ لیتی ہے۔ ایسے لوگ دیانتداری کی روزی کمانے کی لاکھ کوشش کریں۔ انہیں کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ ہر شخص انہیں خطاوار اور مجرم سمجھتا ہے۔ اور بحالت مجبوری وہ پھر جرم اور قانون شکنی کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں۔ ملک کی بڑھی ہوئی بداخلاقی کا ایک موجب یہ ہے۔ جس پر پادری صاحبان اس قدر اظہار تاسف کیا کرتے ہیں۔ لیکن جس کے صحیح اسباب کو تسلیم کرنے سے وہ ہمیشہ انکار کئے جاتے ہیں موجودہ حالات میں جیل خانوں کے اندر مجرموں کی اصلاح کا مطلق انتظام نہیں۔ اس لئے کوئی نیا شخص ان میں داخل ہو۔ تو اس کا باقی مجرموں کے اثرات سے جلد تر متاثر ہونا ایک سہل امر ہے۔ سوسائٹی کا یہ فرض

ہونا چاہئے۔ کہ خطاوار شخص کو محض سزا ہی نہ دے۔ بلکہ اس کی اصلاح بھی عمل میں لائی جائے
میری اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ مزدوروں کے لئے کم از کم شرح اجرت مقرر کردی جائے۔ اور کسی کو اس سے کم مزدوری نہ ملے۔ شرح اجرت میں فوری تخفیف نہ ہو اور سرمایہ دار اس بات پر مجبور ہوں۔ کہ اپنے ملازموں کے لئے دائمی ملازمت کا انتظام کریں۔ ضروریات زندگی کے بالواسطہ ٹیکس موقوف کئے جائیں۔ قومی تعلیم عام ہو۔ اور اسے مذہبی تعلیم سے بالکل الگ رکھا جائے۔ جیلخانوں کے ضبط انتظام میں اصلاح ہو۔ اور ایسے کارخانے یا دفاتر قائم کئے جائیں۔ جن میں سزایافتہ لوگ زمانۂ اسیری ختم ہونے پر کام کر کے روزی کما سکیں اور انہیں از سر نو دیانت دار بننے کا موقع ملے۔ حق انتخاب کی توسیع عمل میں لائی جائے۔ اور اسے ایسے اصول پر قائم کیا جائے۔ کہ ہر شخص جو گاڑھے پسینے کی روزی کماتا ہے۔ ملکی امور میں آواز رکھنے کے قابل ہو جائے"!

اپنی تقریر کے آخری حصہ میں ارل آف ایلینگہم نے نہایت زوردار اور فصیح لفظوں میں مزدور پیشہ لوگوں کے متعلق غلط بیانیوں۔ اور ان کی بدنامیوں کی تردید کی۔ اور جن معاملات پر تقریر کی تھی۔ ان کے متعلق متعدد تجاویز بھی پیش کیں۔

امرا کے لئے چونکہ اس تقریر کا لہجہ اور مطلب ناگوار تھا۔ اس لئے عام طور پر انہوں نے اسے ناپسند کیا۔ اگرچہ اس کے باوجود ان کے کچھ حصہ نے چیئرز بھی دئے۔ لیکن گیلریوں میں جمع شدہ لوگوں پر جن کا پارلیمنٹ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس تقریر کا ایسا اثر ہوا۔ کہ آداب پارلیمنٹ کے خلاف انہوں نے بہت زور سے تالیاں بجائیں۔ حتیٰ کہ لارڈ چانسلر نے "آرڈر آرڈر" کی آواز بلند کی۔ اور یکلخت ہال میں گہری خاموشی چھا گئی

ارل کی تقریر کا جواب دینے کے لئے دارالامرا کا سرکردہ وزیر کھڑا ہوا۔ اور اس نے اس کا جواب اسی انداز اور اسی لہجہ میں دیا۔ جیسے عموماً ایسی حالتوں میں سرکاری آدمی اختیار کیا کرتے ہیں۔ اس نے ارل کے زبردست دلائل کو نظرانداز کر کے ملک کی عام خوشحالی کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ اس ملک میں جھونپڑوں کے رہنے والے بھی ہر طرح خوش ہیں۔ قانونی تبدیلیوں کی مخالفت کرتے ہوئے اس نے اسلاف کی دانشمندی کی تعریف کی۔ اور کہا ہمارے موجودہ آئینی مکاتب ہر لحاظ سے مکمل ہیں۔ اس نے کلیسا اور حکومت کی وابستگی کا ذکر اس انداز سے کیا۔ گویا وہ جوڑواں بچے ہوں۔ اور ان میں سے ایک کو دوسرے سے جدا کرنا عملی طور پر غیر

ممکن ہو۔ اور آخر کار وہ یوں کو ارل کی تحریک کی مخالفت کرنے کی ہدایت کر کے بیٹھ گیا۔

تحریک پر جو بحث شروع ہوئی۔ اس میں کئی امرا اور پادری صاحبان نے حصہ لیا۔ اور جب ووٹ لئے گئے۔ تو ارل کی تحریک غیر معمولی کثرت رائے سے نامنظور ہوئی۔ مگر اس سے آرتھر کو کسی قسم کی مایوسی نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ پہلے ہی سمجھتا تھا۔ میری تحریک کا انجام کیا ہوگا۔ اور اس بات کا اس نے مصمم ارادہ کر رکھا تھا۔ کہ میں استقلال کے ساتھ اپنی کوششوں کو اس وقت تک جاری رکھوں گا۔ حتی کہ کامیابی حاصل ہو

پارلیمنٹ کا اجلاس برخاست ہوا۔ گیلریاں خالی ہوگئیں اور امرا اور پادری صاحبان اپنی شاندار گاڑیوں پر سوار ہو کر گھروں کو واپس چلے گئے لیکن خلقت کا ہجوم جو دروازوں کے باہر جمع تھا۔ اس وقت تک موجود رہا۔ جب تک کہ ارل آف الینگھم باہر نکلا اور آخر کار جب وہ فیاض امیر پارلیمنٹ کے دروازہ پر نمودار ہوا۔ تو ہا فروں کی طرف سے اس زور کا نعرہ تحسین بلند ہوا۔ کہ کان بہرے ہوئے جاتے تھے۔ یہ برطانیہ کی شکر گذار رعایا کی آواز تھی۔ جو ان کے سچے دل سے نکلی۔ اور جس نے ان کوششوں کے لئے جو اس محب وطن امیر نے ان کی بہتری کے لئے کیں حقیقی جذبہ شکر گذاری شامل تھا۔

باب ۱۰۰ ارل آف الینگھم اور اسٹفرڈی ڈینیا

یوم مذکور کے دوسرے دن سہ پہر کے دو بجے کا وقت تھا۔ اور ارل آف الینگھم اور اسٹفرڈی ڈینیا فیلے مینر کے پائیں باغ میں سیر کر رہے تھے۔

حسین بیوہ کا بازو اس فیاض امیر کے بازو میں تھا۔ جس نے یکایک دنیا کی نظروں میں مزدوروں کا حامی بنکر شہرت حاصل کر لیا تھا۔

آج اسٹفر کا حسن نکھرا ہوا تھا۔ اس کی شفاف زیتونی رنگت کے رخساروں پر سرخی نمودار تھی۔ اور اس وقت ارل کی زبان سے مزدوروں کی تکالیف اور پریشانیوں کا ذکر سنکر اس کے اپنے دل میں ان کے ساتھ جو ہمدردی پیدا ہو چکی تھی۔ اس کا اثر اس کی خوشنما موٹی۔ سیاہ آنکھوں میں صاف نظر آتا تھا۔

دونوں کے دل یکساں رحم اور ہمدردی سے معمور تھے۔ کل شام تک اسٹفر کو عوام کی

حالت سے اس سے زیادہ آگاہی نہ تھی جتنی خاندانی مستورات کو کتابی تعلیم کی بدولت ہو گئی ہے۔ مگر ارل کی صاف اور صریح تقریر سے اسے معلوم ہو گیا۔ کہ محنت پیشہ جماعت کے افراد کی حالت کس درجہ محتاج اصلاح ہے۔ کس طرح یہ لوگ حریص اور خود غرض سرمایہ داروں کے ستم کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں۔ اور وہ کام جو ارل نے اپنے ذمہ لیا کس درجہ مبارک ہے
ارل کی فصاحت۔ استدلال۔ اس کے پر التجا لہجہ اور خلوص نیز اس جوش نے جس سے کام لیکر اس نے کل کی تقریر کی تھی۔ اسٹھر ڈی ٹڈنیا کے دل پر گہرا اثر ڈالا۔ اب تک اسے ارل کے ساتھ محض اس وجہ سے محبت تھی۔ کہ وہ اپنے اندر شرافت اور نجابت کے جوہر رکھتا ہے۔ مگر اب یہ دیکھکر کہ وہ اپنے طبقہ کی روایات کو فراموش کر کے غریبوں کا حامی اور ہر قسم کی سختی اور ناانصافی کا دشمن ہے۔ اس حسینہ کے دل میں اس کی نسبت وہ جذبہ پیدا ہوا۔ جس نے اسے اس کا پرستار بنا دیا۔

یہی وجہ تھی۔ کہ آج اس کے رخساروں پر جوش کی سرخی نمودار تھی۔ اور اسی نے اس کی خوشنما آنکھوں میں عقیدت کا نور دکھتا تھا۔ وہ ہر لفظ کو جو ارل اس کے روبرو مزدوروں کی حمایت میں کہہ رہا تھا۔ بڑے شوق سے سنتی اور اسے اپنے سینہ میں جگہ دے رہی تھی
لیکن رفتہ رفتہ اس گفتگو نے زیادہ لطیف معاملات کا رخ اختیار کیا۔ اور جب وہ باغ کے ایک کنج میں پہنچے۔ جہاں درختوں کی ہری ہری پتیاں اور خوشنما چڑیوں کے چہچہے بہار کی آمد کا پیغام دے رہے تھے تو ارل نے اس جذبہ محبت کا اقرار شروع کر دیا۔ جو اس کے سینہ میں حسین یہودن کے متعلق ایک عرصہ سے پیدا ہو چکا تھا۔

کہنے لگا "مس ڈی ٹڈنیا میں آج آپ کے سامنے محض ان خشک سیاسی معاملات کا ذکر کرنے کو حاضر نہیں ہوا۔ بلکہ میری آمد کا مدعا کچھ اور تھا۔ میں آپ سے ایک ایسی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ جسے اگر شرف قبول حاصل ہو گیا۔ تو میں سمجھوں گا۔ میرے برابر اس دنیا میں کوئی خوش نصیب نہیں۔ اسٹھر۔ پیاری اسٹھر" ارل نے اپنی آواز دبا کر اور اس حسینہ کی خوشنما آنکھوں سے آنکھیں ملا کر کہا۔ "میں تمہاری شمع حسن کا پروانہ بن کر آیا ہوں"

"اوہ! مائی لارڈ" اسٹھر نے گھبراہٹ سے کہا۔ اس نے اپنی آنکھیں جھکا لیں۔ اور اس کے رخساروں پر حیا کی سرخی پھیل گئی "آپ نے شاید اس سوال کے سب پہلوؤں پر غور نہیں کیا۔ جو اس وقت آپ نے پیش کیا ہے"

امیر موصوف نے کہا "میری جان میں نے اس کے ہر پہلو کو اچھی طرح سوچ لیا ہے
اور مجھے اس کا پورا یقین ہو چکا ہے۔ کہ میری راحت کا دار و مدار تمہارے جواب پر ہے۔ پہلے
نازنین یہ بتاؤ۔ کیا تمہیں بھی مجھ سے محبت ہے؟ کیا تم مجھ سے شادی کرنے پر رضامند ہو؟"

حسین یہودن کے چہرہ پر اب تک حیا کی سرخی چھائی ہوئی تھی۔ اور اس کی روپہلی آواز میں
ہلکی سی لکنت پائی جاتی تھی۔ کہنے لگی "مائی لارڈ۔ اگر سوال میرے دل کا ہوتا۔ تو میں جواب
دینے میں تامل نہ کرتی... بھلا میں تامل کیونکر کر سکتی تھی؟ لیکن میرے لئے اس بات کو بھی پیش
نظر رکھنا ضروری ہے۔ کہ میں اس قوم کی دختر ہوں۔ جسے قابل نفرت اور حقیر سمجھا جاتا ہے
اور آپ کی ملکی اور قومی روایات ہمارے اس ملاپ کے خلاف ہیں۔ جسے بحالات دیگر میں
باعث فخر و عزت سمجھتی"۔

ارل نے کہا "جان سے پیاری استھر۔ تم خوب جانتی ہو۔ میں ایسے فضول تعصبات کا
آدمی نہیں ہوں۔ اور تمہاری خاطر کوئی مغرور ترین تاجور بھی مسٹر ڈی مڈینا کی فرزندی
کا اعزاز قبول کرنے پر آمادہ ہو سکتا ہے"

استھر کہنے لگی "مائی لارڈ مجھے معلوم ہے۔ آپ کا فیاض دل اعلیٰ اور پاک ترین جذبات
کا مخزن ہے۔ آپ نیک۔ مخیر اور پاک طینت ہیں۔ اور اس عورت کی خوش نصیبی قابل
رشک سمجھی جا سکتی ہے۔ جسے آپ کے نام میں حصہ لینے کا فخر حاصل ہو۔ لیکن مائی لارڈ میں
... ایک حقیر ناچیز یہودی عورت کسی طرح اس عزت کے قابل نہیں ہوں" پھر اس نے اس
حالت میں کہ آواز میں لکنت تھی۔ اور اسکی چھاتی زور سے دھڑک رہی تھی۔ سلسلہ کلام جاری
رکھ کر کہا "نہیں مائی لارڈ۔ میں ہرگز اس اعزاز کے قابل نہیں ہوں"

"استھر" ارل آف ایلنگہم نے بڑے پرجوش لہجہ میں کہا۔ "میں التجا کرتا ہوں۔ تم صاف
طور سے بتاؤ۔ کیا میری درخواست قبول کرنے میں اتنی ہی رکاوٹ حائل ہے؟ کیا تمہارے
اس تامل کا باعث فقط وہ فضول تعصبات ہیں۔ جو بعض تنگ نظر لوگ تمہاری قوم کے
متعلق اپنے دل میں رکھتے ہیں؟ اور محض اسی لئے تم میری درخواست کا جواب اثبات
میں دینے سے ہچکچاتی ہو؟"

"بے شک ایک وجہ یہ ہے... اور ایک اور بھی" حسین یہودن نے دبی آواز سے
رکتے رکتے کہا۔

"ایک اور بھی! ۔۔۔ آہ! میں سمجھ گیا۔" نوجوان امیر کہنے لگا۔ "غالباً تمہارا اشارہ اس بات کی طرف ہے۔ کہ میری شادی لیڈی ہیٹ فیلڈ سے قرار پائی تھی۔ لیکن اے حسینہ۔ وہ تعلق عرصہ سے منقطع ہو گیا۔ اور اب بالکل موجود نہیں۔ پیاری استھر تمہارا یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ مجھے جارجینا سے محبت نہ تھی۔ مگر اتنا ضرور ہے۔ کہ اس کی اور تمہاری محبت میں بہت فرق ہے۔ جارجینا میرے تخیل پر قابض تھی۔ تم روح پر حاوی ہو۔ اس کے ساتھ میری محبت پر جوش اور وحشت آمیز تھی۔ تمہارے ساتھ مضبوط اور نازک ہے۔ اس کے حسن سے مسحور ہو کر میں بے بسی کی حالت میں اس کا اسیر عشق ہو چکا تھا۔ اس سے بھی میری محبت عظیم تھی۔ مگر اس محبت میں وہ خصوصیات موجود نہ تھیں۔ جو اسے مضبوط اور مستقل بناتی ہیں۔ مگر اے استھر تمہاری حیا داری اور تمہارے فرشتہ نما حسن۔ تمہاری ملنسار طبیعت۔ شرافت اور نیکی نے میرے جذبہ محبت میں مداومت کی روح پھونک دی ہے۔ اور اب اس میں کوئی تخفیف یا تبدیلی ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ بعض حالات جن کا میں ذکر نہیں کر سکتا۔ ایسے پیش آئے۔ جن کی وجہ سے لیڈی ہیٹ فیلڈ کے متعلق میرے خیالات میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔ اب میں اسے ایک بہن کی طرح عزیز سمجھتا ہوں۔ اور میری اس کے ساتھ اسی حیثیت سے محبت ہے۔ لیکن پیاری استھر اگر تم مجھ سے محبت کرنے کا اقرار کرو۔ تو میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں ہر وقت تمہاری خوشی کے لئے کوشاں ہوں گا۔ اگر اس پر بھی تمہیں ان تعصبات کی وجہ سے تامل ہو۔ جن کا تم نے ابھی ذکر کیا تھا۔ تو میں تمہارے ساتھ کسی دلفریب کنج تنہائی میں باقی زندگی بسر کروں گا جہاں ہم ایک دوسرے پر نثار ہوتے رہیں۔ میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد تمہاری راحت کو قائم رکھنا۔ یا اس فرض کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہو گا۔ جو میں نے انگلستان کی مزدور پیشہ جماعت کے متعلق جن سے مجھے گہری ہمدردی ہے۔ اپنے ذمہ لیا ہے۔"

"اوہ مائی لارڈ"۔ استھر نے غیر معمولی خوشی کے لہجہ میں دبی زبان سے کہا۔ "آخر کیا وجہ ہے۔ کہ آپ کو مجھ ناچیز سے اتنی گہری محبت پیدا ہو گئی۔ میں ایک یہودی عورت کیونکر اپنے دل کو اس بات کا یقین دلاؤں۔ کہ میں حقیقت میں انگلستان کے ایک نامور امیر کی دلہن بننے کے قابل ہوں؟"

"کیا تم میری دلہن بننا منظور کرتی ہو؟" نوجوان امیر نے خوش ہو کر کہا۔ اور اس کے بعد اپنے سوال کا جواب اس کی خوشنما آنکھوں میں دیکھ کر اس نے اسے اپنے بازوؤں

ہوئے لیا۔ سینہ سے لگایا اور اس کے لب لعلیں پر بوسہ دیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ کسی ثانی انسان نے استھر کے والد کے سوا اس کے ہونٹوں کو چوما۔

چند منٹ کامل خاموشی رہی۔ دونوں سکوت کی حالت میں تھے۔ لیکن نگاہیں سچی اور پاک محبت کا اقرار کر رہی تھیں۔

یکایک ان کے کانوں میں کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا مسٹر ڈی ٹریفا درختوں کے بیچوں بیچ آہستہ آہستہ اس طرف کو آرہا ہے۔

ارل آف ایلنگھم نے استھر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور یہودی کی طرف بڑھتے ہوئے استقلال آمیز مردانہ لہجہ میں کہا "مسٹر ڈی ٹریفا خوشی کی بات ہے۔ اس وقت آپ یہاں تشریف لے آئے۔ مجھے آپ سے ایک بہت بڑی رعایت کا طلبگار ہونا تھا" اور یہ کہتے ہوئے اس نے اس حسین دوشیزہ کی طرف دیکھا جو اس کے پہلو میں حیا سے سر جھکائے کھڑی تھی

مسٹر ڈی ٹریفا نے مسکرا کر کہا "ارتھر میں تمہارا مطلب سمجھ گیا۔ لیکن میرے خیال میں سارا معاملہ تم دونوں میں پہلے ہی طے ہو چکا ہے" یہ کہتے ہوئے اس نے شوخی سے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا

ارل کہنے لگا "جناب مس ڈی ٹریفا نے مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ اور مجھے امید نہیں کہ آپ انکار کر کے ہماری راحت میں مانع آئیں گے"

"انکار!" مسٹر ڈی ٹریفا نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں خوشی اور شکریہ کے آنسو نمودار تھے "دوست اطمینان رکھو میرے انکار کا مطلق اندیشہ نہیں ہے عزیز ارتھر تم جو انگریزوں کی بہترین صفات رکھنے والے شخص ہو۔ تمہارے سوا میں اپنے اس جوہر بے بہا کو اور کس کے حوالہ کر سکتا ہوں۔ آرتھر میں اپنی بیٹی تمہارے حوالہ کرتا ہوں۔ خدا تم دونوں کو خوش رکھے"

اتنا کہہ کر عمر رسیدہ یہودی ارل اور استھر سے بغلگیر ہوا۔ اور ان تینوں کی خوشی کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔

دن کا باقی حصہ ارل آف ایلنگھم نے تفریح میں بسر کیا۔ اور آخر رات کے گیارہ بجے تھے۔ جب وہ اپنے مکان کے دروازہ پر گاڑی سے اترا۔

اس سے دوسرے دن علی الصباح کلیرنس دلیر امیر موصوف سے ملنے کو حاضر ہوا

ارل اسی سے بڑے تپاک کے ساتھ ملا۔ اور اس ملاقات کی ضرورت اور کیفیت بیان کرنی شروع کی۔

آرتھر نے کہا۔ "مسٹر ویلیرز! ٹامس رنیفورڈ کے ساتھ جس سے آپ اچھی طرح واقف تھے مجھے معمول سے زیادہ ہمدردی تھی۔ میں سردست اس ہمدردی کی وجہ پر بحث کرنا نہیں چاہتا لیکن مجھے معلوم ہے۔ کہ آپ کے پاس ایک چٹھی اس قسم کی ہے۔ جو ٹامس رنیفورڈ نے کبھی آپ کے حوالہ کی تھی۔ حالات چاہتے ہیں۔ کہ وہ چٹھی آپ میرے سپرد کر دیں"۔

ویلیرز نے کہا۔ "آپ ایک سرو شریف ہیں۔ اور اس لئے مجھے وہ چٹھی آپ کے حوالہ کرنے سے انکار نہیں"۔ یہ کہتے ہوئے اس نے پاکٹ بک سے نکال کر وہ چٹھی ارل کے ہاتھ میں دیدی

ارل کہنے لگا۔ "مسٹر ویلیرز! آپ کی طرف سے یہ اظہار اعتماد دیکھ کر میں شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن اگر آپ کو مزید اطمینان درکار ہو۔ تو میں ایک رقعہ ٹامس رنیفورڈ کی طرف سے دکھا سکتا ہوں۔ جس میں آپ کو لکھا ہے۔ کہ وہ خط میرے حوالہ کر دیا جائے"۔

کلیرنس نے جواب دیا۔ "مائی لارڈ! اس کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مجھے آپ کے لفظوں پر ذرا بھی شبہ نہیں ہے"۔ اتنا کہہ کر وہ رخصت ہونے کے لئے اٹھا۔

ارل کے دل پر ویلیرز کی شرافت اور کشادہ دلی کا بہت اثر ہوا۔ اور وہ کہنے لگا۔ "مہربانی سے ایک منٹ بیٹھ جائیے۔ جن ایام آپ کو ٹامس رنیفورڈ سے ہمدردی تھی۔ خصوصاً وہ شخص جو اس کے نزدیک اس درجہ قابل اعتماد تھا۔ کہ اس نے اس قسم کا خط اس کے حوالہ کیا۔ وہ بہر حال میری دوستی کا مستحق ہے۔ اس لئے مسٹر ویلیرز میں ہر وقت آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ مجھے یقین ہے۔ اس اطمینان کے بعد آپ سمجھ لیں گے۔ کہ میں اگر آپ کے متعلق کوئی بات دریافت کروں۔ تو وہ محض رفع استعجاب کے لئے نہ ہوگی۔ کیا آپ سمرسٹ ہوس میں ملازم ہیں؟"

ویلیرز نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔

ارل کہنے لگا۔ "غالباً اس وقت آپ کو ۹۰ یا ۱۰۰ پونڈ سالانہ تنخواہ ملتی ہے۔ یہ باتیں مجھے ٹامس رنیفورڈ نے بتائی تھیں۔ اور میں نے انہیں فراموش نہیں کیا۔ اس نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ میں تمہاری امداد کے لئے کوشش کروں۔ اور میں اس وعدہ کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اس مدعا کے لئے میں ایک روز آپ کے پرنس سٹریٹ والے مکان پر گیا تھا۔ لیکن معلوم ہوا کہ حال میں آپ کی شادی ہوئی ہے۔ اور آپ دلہن سمیت مضافات کو چلے گئے ہیں۔ اس

بعد ارل نے مسکرا کر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ میرے دوست نوسے یا سو پونڈ سالانہ کی رقم شادی کے بعد آپ کی با آسائش زندگی کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔ اور ملک کی موجودہ سیاسی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں اہلکاروں سے کسی رعایت کا طلبگار ہونا بھی نہیں چاہتا۔ پس میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔ جس پر آپ بوقت فرصت غور کر سکتے ہیں۔ مجھے اپنے لئے ایک پرائیویٹ سکرٹری کی ضرورت ہے۔ یہ عہدہ میں آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ تنخواہ چار سو پونڈ سالانہ اور سکونت کے لئے ایک بلا کرایہ مکان ہوگا۔ یہ مکان میرا اپنا اور سبراسپٹن میں ایک خوشنما مقام پر واقع ہے۔ اس کے علاوہ میں تین سو پونڈ پیشگی آپ کو اس مکان کی درستی اور آراستگی کے لئے دے سکتا ہوں"۔

کلیرنس ولیرز اس غیر معمولی فیاضی کے اظہار سے حیرت زدہ ہو گیا۔ اس کی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ اور وہ دیر تک ارل کے چہرہ کو دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں سچی شکرگذاری اور تعریف کا جذبہ ہویدا تھا۔

ارل ذرا تامل کے بعد کہنے لگا "میں جانتا ہوں۔ لوگ سرکاری ملازمت کو نجی کی ملازمت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں۔ وہ دائمی ہے۔ اور اس میں ترقی کا امکان ہے۔ اس بارہ میں آپ کا اطمینان کرانے کے لئے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں جو ملازمت آپ کو پیش کرتا ہوں وہ بھی غیر یقینی نہیں۔ خواہ میری موجودہ سیاسی مصروفیتیں قائم رہیں۔ یا نہ رہیں۔ بہر حال آپ کی خبرگیری میرا فرض ہوگا"۔

کلیرنس کی طاقت گویائی اب پھر عود کر آئی تھی۔ کہنے لگا "مائی لارڈ میں آپ کی فیاضانہ تجویز کو شکریہ کے ساتھ منظور کرتا ہوں۔ میری طرف سے ہر وقت یہ کوشش ہوتی رہے گی۔ کہ آپ کی خدمت بڑی تندہی سے کروں"۔

ارل نے کہا "تو میں یہ سمجھوں کہ آپ اس کام کو شروع کر لے کے لئے آمادہ ہیں۔ اچھے میں اپنے وکیل کے نام ایک رقعہ لکھ کر آپ کے حوالہ کئے دیتا ہوں۔ وہ آپ کو براسپٹن والے مکان کی کنجیاں دے دیگا"۔

یہ کہکر ارل لکھنے کی میز کے قریب بیٹھ گیا۔ اور اس نے ایک چٹھی اپنے وکیل کے نام لکھی اس کے علاوہ اس نے ایک تین سو پونڈ کا چک بھی لکھا۔ اور یہ دونوں چیزیں۔ کلیرنس ولیرز کے حوالہ کر دیں۔ جس وقت وہ رخصت ہوا۔ تو اس کے سینہ میں اس نیک دل فیاض امیر

کے متعلق شکر گذاری اور تعریف کے گہرے جذبات موجود تھے۔

کسی خوشخبری کو اپنے عزیزوں کے کان تک پہنچانا کتنا خوشگوار کام ہوتا ہے۔ اس شخص کی خوشی کا اندازہ کرنا دشوار نہیں۔ جو اپنے گھر جا کر اپنی محبت اور مشتاق بیوی کو اس قسم کی خوشخبری سنائے۔ کہ جان من جس مسکراہٹ سے تم نے میرا استقبال کیا۔ وہ ان خبروں سے جو میں تمہارے لئے لایا ہوں۔ ان خوشگوار لبوں سے دور نہ ہوگی۔ کیونکہ خدا ہم پر مہربان ہے۔ اور خوشی اور اقبال کے دروازے کھل گئے ہیں۔ ہم دفعتاً قعر افلاس سے نکل کر درجہ تمول پر پہنچ گئے ہیں۔ اور ہم پر ایک ایسا شخص مہربان ہے۔ جو اس وقت تک ہمارا ساتھ نہ چھوڑیگا جب تک ہم عزت اور راستی کی راہ پر قائم رہیں۔

اپنے بامحبت عزیزوں کو اس قسم کی اطلاع دینا ناقابل بیان خوشی کا موجب ہوتا ہے یہی خوشی اس وقت کلیرنس ولیرز کو حاصل ہوئی۔ جب اس نے یہ خبر اپنی حسین بیوی کے کانوں تک پہنچائی۔

ارل آف الینگہم جیسے مرد شریف کے ہاتھ میں آئی ہوئی دولت اس آب حیات کی طرح ہے جو کسی فیاض طبیب کے اختیار میں ہو۔ اور وہ اسے لوگوں میں مفت تقسیم کرے۔ دنیا میں نیکی کرنا درحقیقت ہستی انسانی کی ایک انمول عشرت ہے۔ اور اس سے اتنی بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے کہ دنیا بھر کے زر و جواہر کو صرف کر کے بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

خود غرض اور متکبر امرا کے دائرہ میں ارل آف الینگہم کی ذات فیاضی۔ مردانگی اور اخلاق کی نادر مثال کے طور پر روشن ستارے کی طرح چمکتی ہے۔ اس کے اندر وہ جوہر موجود ہیں۔ جو انگلستان کے ہر ایک سچے فرزند میں ہونے چاہئیں۔ تعلیم۔ روشن ضمیری اور وسیع النظری کے اعتبار سے وہ ایک کامل انگریز تھا۔ وہ ان تنگ ظرف کوتاہ نظر شخصوں میں سے نہیں تھا۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ دولت اور تکبر ہی امارت کی جان ہیں۔ اور جن کے خیالات اس قطع اراضی کی طرح محدود ہیں۔ جو ان کی ملک ہے۔ متعصب شخص کا تعلق کسی قوم سے ہو۔ وہ ایک قابل نفرت ہستی ہے۔ ایسے لوگ ہمارے اپنے ملک میں بھی موجود ہیں۔ جو غیر قوموں کے سارے عیوب حتیٰ کہ کوٹ ٹوپی۔ اور بیوی کی گون کے فیشن تک کی تقلید کرتے ہیں۔ مگر ان کی صفات حسنہ کی طرف نہیں جاتے۔ وہ اپنی روایات پر اظہار تکبر کرتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ ہماری اپنی ذات میں بھی کوئی خوبی موجود ہے۔ یا نہیں۔ اپنی تنگ نظری کی بدولت وہ اس

بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کہ ہمسایہ اقوام کس درجہ ترقی کر رہی ہیں۔ فرانس ہی کو دیکھو۔ اس کے باشندے کتنے شریف اور کیسے عالی صفات ہیں۔ پس لازم ہے۔ کہ ہم اپنی کمزوریوں کو دیکھکر انہیں رفع کرنے کی کوشش کریں۔ نہ یہ کہ اپنی روایات کے بھروسے پر صرف اظہار نخوت و تکبر ہی کو فرض سمجھیں

مگر ہم ارل آف الینگہم کا ذکر کر رہے تھے۔

کلیرنس ولیرز کے ساتھ ملاقات کرکے وہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کے مکان کی طرف روانہ ہوا وہ گھر پر ہی تھی۔ چنانچہ خادم نے ارل کو اس نشست گاہ میں پہنچایا۔ جہاں وہ موجود تھی۔

اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ ارل کو جارجیانہ سے ملکر وہ خوشی محسوس نہ ہوئی۔ جو پیشتر ہوا کرتی تھی۔ جب وہ اس سے ایک حقیقی بہن کی طرح محبت کرتا تھا۔ کارلٹن ہوس کا واقعہ اسے خواب پریشان کی طرح ستا رہا تھا۔ اور اس وقت جب اس نے جارجیانہ کی پرسکون اور دلفریب صورت کو دیکھا۔ تو اس خیال نے اسے بہت غمزدہ کر دیا۔ کہ اس اطمینان کی تہ میں یقیناً وہ جوش اضطراب موجود ہوگا۔ جو اس عورت کے سینہ میں پیدا ہوتا قدرتی ہے جس نے کسی غیر سے ناجائز تعلق پیدا کرنے پر رضامندی ظاہر کی ہو

لیکن اس ارادہ سے کام لیکر جو وہ پیشتر کر چکا تھا۔ اس نے اپنے خیالات کو چھپائے رکھا۔ اور اگرچہ عادتاً ظاہر و باطن میں اختلاف رکھنے کے نامبارک کام میں مہارت نہ رکھنے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو ظاہر داری برقرار رکھنے کے ناقابل سمجھتا تھا۔ تاہم اس نے غیر معمولی کوشش سے کام لیکر لیڈی ہیٹ فیلڈ کے ساتھ اس انداز سے گفتگو شروع کی۔ گویا وہ اس کے متعلق اپنے دل میں کوئی برا خیال نہیں رکھتا۔

لیڈی ہیٹ فیلڈ کے بالمقابل بیٹھ کر کہنے لگا۔ "مجھے تم سے دو اہم معاملات کا ذکر کرنا ہے پہلے کا تعلق ایک نازک معاملہ سے ہے۔ اور ہم اس کو جلد تر ختم کرنے کی کوشش کرینگے مختصر یہ کہ میں آج صبح مسٹر ولیرز سے ملا تھا۔ اور اس نے مجھے یہ کاغذ دیا ہے"

لیڈی ہیٹ فیلڈ نے وہ چٹھی شوق سے ارل کے ہاتھ سے لے لی۔ اور جلد جلد اس کا سارا مضمون پڑھ ڈالا۔ خط پڑھ کر اس کے چہرہ کی رنگت زرد ہو گئی۔ اور رخساروں پر آنسو بہنے لگے۔ اس نے آواز دبا کر کہا "الٰہی! وہ عورت اور۔۔۔ میرا بچہ! ہائے۔ وہ دونوں

اتنے محتاج ہو گئے کہ... فاقہ کشی کر رہے تھے!..."

پھر یکایک رک کر وہ صوفہ پر پیچھے کی طرف جھک گئی۔ اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپا لیا۔ اور دیر تک زار زار روتی رہی۔

ارل نے اسے روکنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ سمجھتا تھا۔ کہ ان جذبات کا تعلق بدنصیب عورت کی ذاتی ملامت سے ہے۔ اس کی حالت حد درجہ قابل رحم تھی۔ اسے روتا دیکھ کر ارل نے دل میں کہا: "بہرحال اس کا دل ذی حس اور بہت نرم ہے"۔

آخر جارجیانہ نے ہی اس صبر خموشی کو توڑا۔ کہنے لگی: "کچھ شک نہیں۔ یہ پہلا ہی بچہ ہے اور اب وہ اپنے باپ کے پاس رہتا ہے۔ خدا اسے برکت دے سبلہ"

ارل آف اینگلہم نے کہا: "بہن اطمینان رکھو۔ وہ اس شخص کے پاس ہے۔ جس کا سلوک اس کے ساتھ ہمیشہ عنایت آمیز ہوگا۔ اگرچہ اسے چند ہفتوں سے پیشتر یہ معلوم نہ ہو سکیگا۔ کہ یہ لڑکا حقیقت میں کون ہے۔ رہا دوسرا معاملہ اس کی نسبت یہ کہ میں نے تمہارے مشورہ پر عمل کیا ہے اور..."

"اور اب مسٹھرڈی مڈینا کونٹس آف اینگلہم کا رتبہ حاصل کرے گی؟" لیڈی ہیٹ فیلڈ نے ہلکی پر درد آواز میں کہا۔

ارل کہنے لگا: "ہاں آتھر نے مجھ سے شادی کرنا منظور کر لیا ہے۔ اور اس کے والد نے بھی ہمارے نکاح کی اجازت دیدی ہے"۔

جارجیانہ چند منٹ تک خاموش رہی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ وہ ان دردناک جذبات کے خلاف زور دار جدوجہد کر رہی ہے۔ جو اس کے سینہ میں پیدا ہو رہے تھے۔

آخر ان جذبات کے بہاؤ کو روکنے کے ناقابل ثابت ہو کر اس نے بھرائی ہوئی آواز سے کہا: "آرتھر! میں یہ خبر سنکر بہت خوش ہوئی ہوں مجھے یقین ہے اس کی محبت میں جس کے متعلق مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ ایک نیک طینت اور شریف خاتون ہے تم ہر طرح خوش رہوگے۔ میں تمہیں اور خود اس کو بھی مبارکباد دیتی ہوں۔ بھائی تم ساری دنیاوی راحتوں کے مستحق ہو۔ اور وہ جس نے تمہاری دلہن بننا ہے تمہاری ذات پر جتنا فخر کرے بجا ہے"! یہ الفاظ جارجیانہ نے بدقت کہے: "ہاں آرتھر تمہارے خصائل تمہاری قابلیت تمہاری فیاضی تمہاری شرافت..!!"

وہ اس سے زیادہ نہ کہہ سکی۔ اور یہ سوچکر کہ وہ جوان تمام صفات کا مخزن ہے۔ کبھی میرا ہو سکتا تھا۔ زار زار رونے لگی۔

آرتھر کے دل پر اس کا گہرا اثر ہوا۔ اسے ایسا دردناک نظارہ پیش آنے کی امید نہ تھی۔

سوچتا تھا۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ وہ عورت جس نے جذبات سفلی سے مجبور ہوکر یا ظاہری نمود کی چکاچوند سے بہول کر ایک گرے ہوے دل امیر کی داشتہ بننا منظور کیا۔ یہ سنکر کہ وہ جسکی شادی کبھی مجھ سے ہونے والی تھی۔ اب میرے مشورہ سے ایک اور کے ساتھہ شادی کا پر آمادہ ہے۔ ایسے قابل قدر جذبات کا اظہار کرسکتی ہے؟ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ وہ اب تک مجھ سے محبت کرتی ہے۔ اور اس کی اپنی فیاضانہ طبیعت نے مجھے اس شادی کا مشورہ اس خیال سے دیا۔ کہ میری راحت اسی میں ہے۔ اور ایسا کرتے ہوئے اس نے ان تمام نازک احساسات کو اپنے سینہ میں کچل دیا۔ جن کا ایسے موقعہ پر پیدا ہونا یقینی تھا۔ ایک بار اس نے سوچا کہ جلی نے مجھے جو مشورہ دیا۔ وہ یقینًا بہترین احساسات پر مبنی تھا۔ لیکن سگا کارلٹن ہوس کے نظارہ نے پھر اسے مشتبہ بنا دیا۔ ایک طرف اس کے دل میں ان خیالات کا غلبہ تھا۔ جو اس نے آج تک اس حسینہ کی نسبت قائم کئے تھے۔ دوسری طرف وہ یہ سوچکر حیرت میں تھا کہ جس کا ظاہر اتنا شریف اور نجیب ہے۔ وہ باطن میں اتنی رذیل اور حقیر کیونکر ہو سکتی ہے۔ کہ ایک عیش پسند امیر کی درخواست پر ایک ہی گھنٹہ کے اندر اس کی داشتہ بننے پر آمادہ ہو جائے۔

مگر جارجیانہ کو ان خیالات کا جو آرتھر کے سینہ میں تلاطم پیدا کر رہے تھے۔ بالکل علم نہ تھا۔ اس نے اسے متفکر اور پریشان دیکھا۔ تو محض یہ سمجھا۔ کہ وہ سابق وعدوں اور میرے ساتھ اپنے اقرار محبت کو سوچکر مضطرب ہو رہا ہے۔

دردناک لہجہ میں کہنے لگی" آرتھر۔۔ پیارے آرتھر میری کا نسبت کسی خیال کو اپنی راحت میں حائل نہ ہونے دو۔ میرے دل میں تمہاری بہتری اور خوشحالی کی اتنی زبردست خواہش ہے۔ کہ تم شاید اس کا صحیح اندازہ کبھی نہ کرسکوگے"۔ یہ الفاظ اس نے بڑے زوردار لہجہ میں کہے لیکن میں آخر ایک کمزور دل عورت ہوں۔ اور اس لئے اگر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکوں۔ تو قابل معافی سمجھی جاسکتی ہوں۔ میں خوش ہوں کہ تمہاری شادی عنقریب ایک نیک نہاد ملنسار

خاتون سے ہونیوالی ہے۔ جو تمہاری محبت کی ہر طرح مستحق ہے۔ لیکن ہائے افسوس! باوجود بڑی کوشش کے میری تکلیف دہ یاد خیالات کو ان خوشگوار ایام کی طرف لے جاتی ہے جب صرف چند ماہ پیشتر میری امیدیں بلند اور میری راحت کے نظارے دلفریب تھے لیکن" اس نے جلدی سے کہا۔ "ہمارے لئے اس تلخ یاد پر بحث کرنا فضول ہے۔ آرتھر میں پھر ایک بار تم سے اس کمزوری کے اظہار پر معافی کی خواستگار ہوں۔ خدا تمہیں برکت دے اور دنیا کی بہترین راحتیں تمہارے شامل حال رہیں"۔

اتنا کہہ کر لیڈی ہیٹ فیلڈ جلد جلد قدم اٹھاتی کمرہ سے باہر چلی گئی۔ اور ارل آف الینگھم بھی اس واقعہ سے بہت پریشان اور مضطرب دل سے رخصت ہوا۔

جس وقت وہ گاڑی پر سوار اپنے مکان واقع پالمال کی طرف جا رہا تھا۔ تو اس نے اپنے دل سے کہا۔ "اگر واقعہ میں اسے جادہ جیانہ تو اس عیاش امیر کی داشتہ بننے پر آمادگی کر چکی ہے۔ تو یاد رکھو۔ تو ایک نہایت فیاض۔ رحم اور شریف دل کی پاکبازی کو جو ۔ ۔ سوائے میری استھر کے ۔ ۔ ۔ شاذ و نادر کسی عورت کے حصہ میں آئی ہوگی۔ قربان کر رہی ہے خدا تجھے راہ ہدایت پر چلنے کی توفیق دے!"

باب ۱۰۱ حبشی کا عجیب و غریب واقعہ

جس روز ارل آف الینگھم کی لیڈی ہیٹ فیلڈ سے وہ رنجیدہ ملاقات ہوئی۔ جس کا ذکر سطور بالا میں کیا گیا ہے۔ اسی کی رات کو ۹ بجے کے قریب ہمارا پر اسرار حبشی ایک سادہ اور نہایت ادنے قسم کا لباس پہنے پالمال وسٹ سے گذرا۔ اور چلتے چلتے چند منٹ کے لئے ارل آف الینگھم کے عظیم الشان مکان کے سامنے رک گیا۔

تھوڑی دیر وہ اس کی کھڑکیوں کو حسرت آمیز نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ پھر کچھ بڑبڑا کر اس نے ایک آہ سرد کھینچی اور آگے کو چل دیا۔

عین اسی وقت اس بازار سے دو شریف مرد ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے گذر رہے تھے ان کی نگاہ اتفاقیہ طور پر اس حبشی پر پڑ گئی۔ اور ان میں سے ایک اس کا چہرہ لمپ کی روشنی میں دیکھکر دوسرے سے کہنے لگا۔ "چونکہ امیر اعلیٰ کو ایک حبشی کو ملازمت میں لینے کی دھن

سمائی ہے۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ ہم اس شخص کو ان کے سامنے پیش کریں۔ آدمی شکیل اور وجیہہ نظر آتا ہے۔"

دوسرے نے اس کے جواب میں کہا۔ "دوست وارن تم اس انداز سے باتیں کرتے ہو۔ گویا یہ شخص تمہارے امیر اعلیٰ کا غلام ہے۔ بھلا یہ کیونکر معلوم ہوا۔ کہ یہ شخص ملازمت کی تلاش میں ہے۔ اور اگر ہو بھی تو یہ کب لازم آتا ہے۔ کہ وہ تمہارے کہنے پر ملازمت منظور کرلے گا۔"

سر فلپ وارن نے کہا۔ "ہیرل مجھے یہ شخص صریحاً بیکار اور ملازمت کی تلاش میں نظر آتا ہے۔ تم دیکھ سکتے ہو۔ وہ اس طرح آوارہ پھر رہا ہے۔ گویا کوئی مدعائے خاص درپیش نہیں۔ کپڑے معمولی ہیں۔ اور شکل وصورت سے بھی بیکار ملازم معلوم ہوتا ہے۔"

سر زنڈولف ہیرل نے جو اپنے دوست کی طرح امیر اعلیٰ کے مصاحبوں میں سے ایک تھا۔ آہستگی سے کہا۔ "دوست وارن تمہارا خیال یقیناً غلط ہے۔ میری رائے میں یہ شخص اتنا رذیل نہیں۔ جتنا شکل وصورت سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کے سادہ اور معمولی لباس کے نیچے جوہر شرافت چھپا ہوا نظر آتا ہے۔"

"اوہ! اوہ!" سر فلپ وارن نے لاپروائی سے کہا۔ "ہیرل تم ان باتوں کو میری طرح نہیں سمجھ سکتے۔ بہرحال دریافت کرنے میں کیا ہرج ہے۔ امیر اعلیٰ کی فرمائش پوری کرنا میرا فرض ہے۔ تمہیں معلوم ہے۔ آج سہ پہر کو جب سے انہوں نے اپنے فرانسیسی دوست کے حبشی ملازم کو دیکھا ہے۔ وہ اپنے لئے بھی کسی حبشی کی تلاش میں ہیں۔"

سر زنڈولف ہیرل بولا۔ "جیسے تمہاری مرضی ہو۔ لیکن میں نہیں چاہتا۔ کسی موسٹر یف کو ملازمت کی تحریک کرکے اس کی توہین کروں۔ جس سے ممکن ہے۔ مار پیٹ تک نوبت پہنچے میں چلتا ہوں۔ تم جو گفتگو چاہتے ہو کرو۔"

یہ باتیں جو امیر اعلیٰ کے دونوں مصاحبوں میں ہوئیں۔ اگرچہ نہایت دبی آواز سے کی گئی تھیں۔ اور مدعا یہ تھا۔ کہ ان کا ایک لفظ بھی حبشی کے کانوں تک نہ پہنچے تاہم اس نے یہ گفتگو اول سے آخر تک سن لی۔ پھر بھی وہ لاپروائی سے چلتا رہا۔ اور اس کے انداز سے یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ ان دو شخصوں کے پیچھے پیچھے آنے سے بالکل بے خبر ہے۔ یہاں تک کہ جب سر زنڈولف ہیرل کے چلے جانے پر سر فلپ وارن نے اسے مخاطب کرنے کے لئے

شانہ پر ہاتھ رکھ۔ تو اس نے اظہار تعجب کرتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا۔
سر فلپ اس انداز سے گویا وہ کسی معمولی حیثیت کے شخص سے گفتگو کر رہا ہو۔ کہنے لگا "بات سننا۔ میں تم سے گفتگو کیا چاہتا ہوں۔"
حبشی نے کہا "بہت اچھا جناب" اور اس کے ساتھ ہی اس نے ادب سے اپنی ٹوپی کو چھو اور ایسا انداز اختیار کر لیا۔ گویا وہ کوئی معمولی حیثیت کا آدمی تھا۔
سر فلپ نے خوش ہو کر ہاتھ ملتے ہوئے از خود کہا "میرا یہی خیال تھا۔ اور میں خوش ہوں کہ وہ درست ثابت ہوا" پھر اس لیمپ کی روشنی میں جو ایک مکان کے دروازہ پر لگا ہوا تھا۔ حبشی کی صورت کو سر سے پاؤں تک غور سے دیکھ کر اس نے کہا "میری رائے میں تم ملازمت کی تلاش میں ہو؟"
حبشی نے جو معاملہ کی تہ تک پہنچنا چاہتا تھا۔ محض اس واقعہ کے اسرار سے لطف حاصل کرنے کے لئے کہا "جی ہاں میری خواہش کوئی اچھی سی ملازمت حاصل کرنے کی ہے۔ جہاں میں پہلے کام کرتا تھا۔ اس جگہ کی سند خوشنودی آپ کو دکھا سکتا ہوں"
"بہت خوب"۔ سر فلپ واران نے اس خیال سے اور زیادہ خوش ہو کر کہا۔ کہ اب مجھے اپنے دوست سر رنڈولف سیرل کو بشر مندہ کرنے کا موقعہ ملیگا "میں تمہیں امرا علا کے ہاں ملازمت دلانا چاہتا ہوں۔ تم آمادہ ہو؟"
حبشی جو دل میں ان واقعات پر جو اس کے لئے محض ایک نقل کا وجود رکھتے تھے۔ خوش ہو رہا تھا۔ کہنے لگا "یہ تو انتہائی خوشی کی بات ہے۔ کہ جسے میں ناممکن العمل سمجھتا ہوں"
سر فلپ نے کہا "اس میں کوئی بات ناممکن نہیں۔ معاملہ کا سلسلہ دارو مدار مجھ پر ہے۔ اگر میرا اطمینان ہو گیا۔ تو ملازمت مل جانا یقینی ہے۔ لیکن یہاں کھلے بازار میں اس قسم کی گفتگو کرنا غیر موزون ہو گا۔ اس لئے تم میرے پیچھے پیچھے محل کی طرف آ جاؤ"
اتنا کہہ کر مصاحب اسے کارلٹن ہوس کی طرف لے چلا۔ اور حبشی مودبانہ طریق پر اس کے پیچھے پیچھے چلتا گیا۔ وہ دل سے کہہ رہا تھا "معلوم نہیں۔ میں نے کس لئے اس واقعہ کو اختتام تک دیکھنا منظور کیا۔ محض فوری خیالات کا اثر مجھے اس طرف چلنے پر اکسا رہا ہے۔ اس کے علاوہ مجھے ایک گھنٹہ کی فرصت ہے۔ سمجھوں گا۔ یہ بھی تفریح کا ذریعہ سہی"

وہ مناسب فاصلہ پر چلتا ہوا۔ سر فلپ وارن کے پیچھے پیچھے امیر اعلیٰ کے مکان تک گیا دونوں راستہ میں بالکل خاموش رہے۔ محل کے اندرونی حصہ میں پہنچکر جہاں سے سر فلپ وارن کے کمرہ کو راستہ جاتا تہا۔ دونوں رک گئے۔ سر فلپ کے ملازم خاص نے جو ایک نشست پر بیٹھا اونگھ رہا تہا۔ چونک کر آنکھیں کہولیں۔ اور اپنے آقا کے قریب آکر کہا "گزشتہ نصف گھنٹہ میں حضور دو مرتبہ آپ کو یاد کیا ہے۔ معلوم نہیں آپ کہاں تشریف لے گئے تہے"۔

سر فلپ نے کہا "کہ میں ابہی ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ تم اتنے یہ پہلوں کی ٹوکری میری بہن لیڈی مالٹن کے ہاں پہنچا دو۔ ان کے ہاں آج دعوت ہے۔ کہنا یہ میوے میں نے امیر اعلیٰ کی عنایت خاص سے بہیجے ہیں"۔

نوکر بہت اچہا کہہ کر فوراً ہی اس کام پر روانہ ہو گیا۔

اب سر فلپ وارن نے حبشی کی طرف مڑ کر کہا "تم نے دیکھ لیا۔ مجھے سر دست کتنی مصروفیت ہے۔ پس تم بیٹھ کر میری واپسی کا انتظار کرو۔ میں جلدی ہی واپس آنے کی کوشش کروں گا۔ بہر حال تم نے میرے آنے سے پہلے یہاں سے نہ جانا"۔

یہ حکم دیکر سر فلپ وارن اندرونی کمروں میں اس غرض سے داخل ہوا۔ کہ امیر اعلیٰ کے حضور میں جانے سے پہلے اپنے لباس میں مناسب اصلاح و ترمیم کر لے۔ تہوڑی دیر میں باہر نکلا۔ تو اس نے اونچا برجس اور لمبی ریشمی جرابیں پہنی ہوئی تہیں۔ پاس سے گزرتے وقت وہ حبشی کو پہر تاکید کر گیا۔ کہ میری واپسی کا ضرور انتظار کرنا۔ حبشی نے بہی اس کا اقرار کیا۔

تنہا رہ جانے پر حبشی اس بات کو فراموش کر کے کہ میں کہاں ہوں۔ دیر تک اپنے خیالات میں محو رہا۔ آخر وہ چونک کر اٹہا۔ گہڑی نکال کر دیکہی۔ تو معلوم ہوا صاحب کو گئے نصف گھنٹہ ہو گیا۔ وہ اس طویل انتظار سے عاجز آ چکا تہا۔ لیکن معاملہ کی جدت اور دریافت کی فطری خواہش کے زیر اثر اس نے کچھ عرصہ اور انتظار کرنا مناسب سمجہا۔ میز پر ایک اخبار پڑا تہا۔ وہ اسے دیکہنے لگا۔ مگر جب نصف گھنٹہ اور گزر گیا اور صاحب اب تک واپس نہ آیا۔ تو اس نے سوچا۔ کہ اب مزید تاخیر کے بغیر یہاں سے واپس چلے جانا چاہئے۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور باہر جانے کے خیال سے ایک برآمدہ کی طرف گیا۔ جس میں کئی لمپ روشن تھے۔ برآمدہ کے آخر میں دو راستے پھٹتے تھے۔ ایک دائیں طرف اور دوسرا بائیں جانب حبشی اس فکر میں ہوا۔ کہ مجھے کس سمت میں جانا چاہئے کیونکہ ایک گھنٹہ پیشتر وہ مسٹر غلپ والش کے ہمراہ جس راستہ سے اس مکان میں پہنچا تھا۔ وہ اسے بالکل ہی بھول گیا تھا۔

لیکن چونکہ وہ انتظار کرتے کرتے تھک گیا تھا۔ اور زیادہ عرصہ ٹھیرنا اسے منظور نہ تھا۔ اس لئے اس نے ارادہ کیا۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ یہاں سے نکلنا چاہئے۔ پس وہ بغیر کچھ سوچے دائیں راستہ پر ہولیا۔ اور چلتے چلتے ایک ایسے مقام پر پہنچا۔ جہاں بھاری اور خوبصورت دروازے لگے ہوئے تھے۔ چونکہ اسے یاد تھا۔ کہ آتی دفعہ میں انہی یا اسی قسم کے دروازوں سے گذرا تھا۔ اس لئے وہ بلا تامل انہیں کھول کر اندر داخل ہوگیا۔ اور اب ایک وسیع دالان میں پہنچا۔ جہاں بے شمار فانوس روشن اور چار قد آدم سنگ مرمر کے بت کھڑے تھے۔

اس نظارہ کو دیکھ کر حبشی کہنے لگا۔ میں ضرور راستہ بھول گیا۔ آتی دفعہ میں نے ان چیزوں کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔ یا ممکن ہے۔ اس وقت یہ میری نظر سے رہ گئے ہوں بہر حال ان بھاری دروازوں سے گذرنا تو اچھی طرح یاد ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ اس راستہ سے باہر پہنچ جاؤں گا۔"

لیکن حقیقت میں وہ غلطی پر تھا۔ کیونکہ جس راہ پر وہ چل رہا تھا۔ وہ اس مکان سے باہر نکلنے کی نہ تھی۔ دھوکا اس وجہ سے لگا۔ کہ اس قسم کے بھاری دروازے۔ یکساں شکل وصورت کے محل کے مختلف حصوں میں بنے ہوئے تھے۔ بہر حال حبشی یہ سمجھ کر کہ صحیح راستہ یہی ہے آگے کو چلتا گیا۔

دالان سے گذر کر جب اس نے سرے والا دروازہ کھولا۔ تو ایک نہایت شاندار کمرہ میں پہنچ گیا۔ جس کا سامان لوئس پانزدہم والی فرانس کی طرز کا تھا۔ اس کمرہ میں قرمزی مخمل کے پردے لٹک رہے تھے۔ اور اسی رنگ کی مخمل کرسیوں اور صوفہ کے گدوں پر چڑھی ہوئی تھی۔ دیواروں پر قدیم مصوروں کی تیار کردہ کئی اعلیٰ تصاویر اور قد آدم آئینے آویزاں تھے۔ اور ان بے شمار فانوسوں کی بدولت جن پر ہوئے خوشنما شیشہ کے گلوب چڑھے ہوئے تھے۔ سارے کمرہ میں ہلکی سنہری روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ روشنی اس قدر تیز نہ تھی۔ کہ آنکھوں کو ناگوار معلوم ہو۔ اور اتنی مدہم بھی نہ تھی۔ کہ کمرہ کا سامان نظر نہ آئے۔ وہ ایسی روشنی تھی۔ جو

آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر کے بیماری لانے کی بجائے راحت افزا اور خواب آور ہوتی
ہے۔ اس کمرہ کا سامان انتہا درجہ نفیس تھا۔ اور اس کے اندر کچھ ایسی خوشبو پھیلی ہوئی
تھی جو حسیات مردہ کو بھی تازہ کرنے کا اثر رکھتی ہے۔

اس سحر آمیز عنصر میں داخل ہو کر ایک لمحے کے لئے یہ بات حبشی کے ذہن سے بالکل ہی اتر
گئی۔ کہ میں اس محل میں ایک اجنبی شخص ہوں۔ اور یہاں پر میری موجودگی مداخلت بیجا کے برابر ہے
یا شاید اسے اس کا خیال آیا۔ تو اس نے اسے نظر انداز کر دیا۔ بہر حال اگرچہ اس نے کمرہ میں داخل
ہوتے ہی یہ بات محسوس کر لی تھی۔ کہ میں غلط راہ پر چل رہا ہوں۔ تاہم اس کی شان نفاست
اور آراستگی کو دیکھ کر اس کی طبیعت میں خواہش پیدا ہوئی۔ کہ یہاں رک کر اس کا اچھی طرح
نظارہ کر لوں۔ وہ رفع استعجاب کر ہی رہا تھا۔ کہ اس دالان کی طرف سے جس سے گذر کر وہ اس
کمرہ میں پہنچا۔ کسی کی گفتگو کی آواز سنائی دی۔ قدرتی طور پر اس کے دل میں چھپ جانے
کا خیال پیدا ہوا۔ اور اس کے زیر اثر وہ فوراً اس کھڑکی کے بھاری مخملی پردوں میں پنہاں ہو گیا
جس کے قریب وہ اس وقت کھڑا تھا۔

اتنے میں دروازہ کھلا اور دو شخص اندر داخل ہوئے۔

ایک نے تحکمانہ اور فاتحانہ لہجہ میں کہا "وارن میں اس پری کا یہاں پر انتظار کرتا ہوں۔
اس کا خیال رکھنا کہ ہماری ملاقات میں کوئی مخل نہ ہو۔"

سر فلپ نے جواب دیا "حضور کے احکام پر حرف بحرف عمل کیا جائے گا۔ کیا اس غلام
کے لئے کچھ اور بھی ارشاد ہے؟"

"نہیں میرے وفادار دوست۔" امیراعلیٰ نے کہا "مگر ٹھیرو میں دیکھ لوں۔ وہ دستاویز تو
میرے پاس موجود ہے۔"

مصاحب نے عرض کیا "میں نے ابھی تو حضور کو لا کر دی تھی۔"

"درست ہے۔ وہ دستاویز میرے ہی پاس ہے۔" امیراعلیٰ نے کہا "وارن تم جلدی
جا کر اس حسینہ کو لے آؤ۔ دس بج چکے ہیں۔ اور میں اس کی دلفریب صورت دیکھنے کو بے قرار ہوا
جاتا ہوں۔"

سر فلپ چلا گیا۔ اور امیراعلیٰ ایک خوشنما صوفہ پر بیٹھ کر ذرا بلند آواز سے کہنے لگا
"اے دل ذرا صبر کر۔ وہ گل اندام عنقریب تیرے قبضہ میں آتی ہے۔ معلوم نہیں کیا بات ہے۔ کہ عمر بھر

کسی عورت سے مجھے یکایک اتنی محبت پیدا نہیں ہوئی تھی۔ جیسی اس جار جیانہ ہیسٹ فیلڈ کے ساتھ ہوگئی ہے۔ ضرور اس کے دلفریب چہرہ میں کوئی سحری اثر پنہاں ہے۔ میں اس کے حسن زہد فریب پر سو جان سے فدا ہوں۔ لالہ رو گلبدن۔ خوش اندام حسن و خوبی میں وہ پری وحیا لاد سرا اور یکتائے روزگار ہے۔ اس پر غیر شادی شدہ اور دارن کنیا ہے۔ اس کی عزت پر آج تک حرف نہیں آیا۔ ایسی بے مثل حسینہ کے باغ حسن کی بہار اب میرے قبضہ میں آنے کو ہے میرا اپنا عقیدہ یہ ہے۔ کہ فیشن ایبل حلقہ کی عورتیں جو بیس پچیس سال کی عمر سے پہلے ضرور مسرت عشق سے بہرہ اندوز ہو چکتی ہیں۔ لیکن مضائقہ نہیں۔ وہ باکرہ ہو یا نہ ہو۔ اس کا سراپا خدا کی قدرت ہے۔ اور میں اس کے انتظار میں بیتاب ہوا جاتا ہوں"

وہ اپنی نشست سے اٹھا۔ اور آہستہ آہستہ کمرہ میں چل کر ایک قد آدم آئینہ کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ آئینہ میں غور سے اپنی شباہت دیکھی۔ بالوں کی ٹوپی بالکل حسب منشا تھی۔ ایک بھی خم مذاق طبیعت کے خلاف نہ تھا۔ مصنوعی دانت بالکل سفید اور مضبوطی کے ساتھ منہ میں لگے ہوئے اور ظاہر میں قدرتی معلوم ہوتے تھے۔ ٹائی زمانہ کے بہترین فیشن کے مطابق بڑی نفاست سے لگی ہوئی تھی۔ سفید واسکٹ میں ایک بھی شکن نہ تھا۔ اور وہ اس عیش پرست امیر کی بھاری توند پر درست بیٹھی ہوئی تھی۔ غرض اس کا لباس ایسا فیشن ایبل اور مکمل تھا۔ کہ صدر مقام کا کوئی شہدہ ترین بانکا بھی اس میں عیب جوئی نہ کر سکتا۔ پتلون پیرس کے بہترین فیشن کے مطابق اور بوٹ اتنے پالش شدہ تھے۔ کہ ان میں شیشے کی سی چمک پیدا ہوگئی تھی۔

آئینہ میں صورت دیکھنے کے بعد امیر الامرا پھر اسی صوفہ پر بیٹھ گیا۔ اور لیڈی ہیسٹ فیلڈ کے متعلق دل خوش کن خیالات میں محو ہوگیا۔ اس بڑھاپے میں جبکہ سلسلہ قوا کچھ تو اثرات زمانہ اور کچھ مسلسل عیش پرستی کی وجہ سے کمزور ہو چکے تھے۔ وہ اس قسم کے دل خوش کن خیالات کے ذریعہ ہی طبیعت میں حرارت پیدا کیا کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے ان صدہا حسینان عالم کا نقشہ اپنی نظروں میں کھینچا۔ جن کے باغ حسن کا وہ گلچیں رہ چکا تھا۔ اور بتدریج اس کے خیالات ان راحتوں کی طرف پلٹ گئے۔ جنہیں وہ اپنے اعلیٰ رتبہ اور عظیم الشان وسائل کی بدولت حاصل کر سکتا تھا۔

آخر قریباً ساڑھے دس کا وقت تھا۔ کہ دروازہ کھلا۔ اور حبشی نے جو مخملی پردہ کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ احتیاط کے ساتھ نگاہ کی۔ تو اسے کمرہ میں ایک نقاب پوش خاتون داخل ہوتی نظر

آئی۔ اس کے داخل ہونے پر دروازہ پھر بند ہو گیا۔

"راحت آفرین جار جیانہ" امیر اعلیٰ نے اس حسینہ کے استقبال کے لئے اٹھتے۔ اور اسے ایک نشست کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔ "جزاک اللہ کہ تم نے میری خواہش کی تعمیل میں آدھ رات یہاں آنا منظور کیا۔"

"لیکن اے صاحب آخر آپ کی طرف سے اس ملاقات کے لئے اتنا اصرار کیوں تھا" لیڈی ہیٹ فیلڈ نے کچھ بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا "ہمارا پیمان یہ تھا۔ کہ پہلے آپ اپنی محبت کے ثبوت میں ایک خاص دستاویز پر دستخط کر کے میرے پاس بھیج دیں۔۔"

"جان سے پیاری حسینہ۔ خدا کے لئے پہلے اس غیر موزون نقاب کو اتار دو۔ اور ٹوپی بھی اتار کے رکھ دو۔ کہ اس کے باعث میں تمہاری دلفریب صورت کو اچھی طرح دیکھ نہیں سکتا" امیر اعلیٰ نے پرجوش لہجہ میں کہا۔

لیڈی ہیٹ فیلڈ نے نقاب اتار دی۔ لیکن ٹوپی پہنے رہی۔ پھر کہنے لگی "حضور کی خادمہ نے اس وقت جو قدم اٹھایا۔ اس کے نتیجہ کو سوچکر دل تھراتا ہے۔ جس وقت میں سر فلپ وارن کے ہمراہ اس طرف کو آرہی تھی۔ راستہ میں آپ کے دو تین خدام نے باوجود اس موٹی نقاب کے مجھے پہچان لیا۔۔"

"پروا نہ کرو" امیر اعلیٰ نے جو بے حد مسرور تھا۔ قطع کلام کر کے کہا "میں تسلیم کرتا ہوں ہمارا اقرار یہی تھا۔ جو تم نے بیان کیا۔ اور لازم تھا۔ میں وہ کاغذ پہلے تمہارے پاس بھیجدیتا لیکن خدا شاہد ہے۔ اس پیاری صورت کی یاد نے طبیعت میں اتنی بے چینی پیدا کر دی۔ اور تمہاری ملاقات کے لئے میرا اضطراب اس قدر بڑھا۔ کہ میں نے سوچا بہتر ہوگا کہ تم خود آکر وہ دستاویز لے جاؤ۔ اے دلنواز میں اپنے اقرار پر ثابت قدم ہوں۔ لیجئے وہ دستاویز حاضر ہے۔ دیکھ لو۔ اس پر میرے اور میرے اہلکار دونوں کے دستخط ثبت ہیں۔"

یہ کہکر امیر اعلیٰ نے وہ کاغذ لیڈی ہیٹ فیلڈ کے سامنے پیش کیا۔ اس نے اسے دیکھا تو آنکھوں میں مسرت کی جھلک نمودار ہوگئی۔ پھر فوراً تہ کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

امیر اعلیٰ کہنے لگا "جی چاہتا تھا۔ کہ دریافت کروں۔ اس دستاویز پر دستخط کرانے کا مدعا کیا ہے۔ لیکن معاملہ کی نزاکت مانع ہے۔"

لیڈی ہیٹ فیلڈ نے کہا "میں آپ کے دستخط کرنے اور معاملہ کی نزاکت کو پیش نظر

رکھ کر سوالات نہ پوچھنے کے لئے دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ داستان طویل ہے
اور اس وقت ضائع کرنا بے سود ہوگا۔۔"

"یقیناً بے سود ہوگا۔ جب کہ ہمیں ایک اور دلکش معاملہ پر گفتگو کرنا ہے"۔ امیر اعلیٰ نے اپنے
بازو اس حسینہ کی گردن میں حمائل کرتے ہوئے کہا۔

"حضور یہ کیا غضب کر رہے ہیں۔ صبر و تحمل سے کام لیجئے"۔ جارجیانہ نے ملامت آمیز لہجہ
میں کہا۔ اور وہ فوراً ہی عیش پرست امیر کے بازو ہٹا کر صوفہ کے دوسرے سرے کی طرف ہٹ
گئی۔

امیر اعلیٰ اور بھی زیادہ مضطرب ہو کر کہنے لگا۔ "کافر ادا حسینہ۔ کیا ابھی کوئی اور امتحان باقی
ہے؟ اگر نہیں تو اس سنگدلی اور نخوت کا کیا باعث! کیا میں نے تمہارے کہنے پر اس دستاویز
پر جس کے مضمون سے بھی میں بے خبر ہوں۔ دستخط نہیں کر دیئے! اور کیا میں نے تمہارے اصرار
پر اپنے اہلکار کے دستخط بھی نہیں کرا دیئے ہیں۔ حالانکہ یہ میرے اپنے دستخط سے بھی مشکل کام
تھا۔ اس کے لئے مجھے جتنی خوشامد اور دھمکی سے کام لینا پڑا۔ اس کا ذکر بے سود ہے۔ لیکن
میری اس محنت اور انتظار کا صلہ تمہاری اس رعونت کی شکل میں تو نہ ملنا چاہئے۔ میں تمہاری
خوشنودی مزاج کا طالب ہوں۔ تم میری خوشی کو پیش نظر رکھو"۔

لیڈی ہیٹ فیلڈ بولی۔ "میں آپ کی فیاضی کی قائل ہوں۔ لیکن اگر اس وقت میں نے
حضور کے اصرار کو منظور کر لیا۔ تو خود اپنی نظروں میں ذلیل ہو جاؤں گی۔ میں سمجھوں گی۔ کہ میں
نے اس دستاویز کی قیمت میں اپنی عصمت فروخت کی۔۔ نہیں حضور میں پاکبازی اور عصمت
پرستی کے ہر ایک خیال کو آن واحد میں فراموش نہیں کر سکتی"۔

"لیکن اے بے مہر آخر تجھے راہ راست پر لانے کی صورت کیا ہو؟" امیر الامراء نے اس
اضطراب کے لہجہ میں جسے وہ باوجود بڑی کوشش کے چھپا نہ سکتا تھا۔ کہا۔

"یہی کہ آپ صبر و تحمل سے کام لیں"۔ جارجیانہ نے جواب دیا۔ "میری سابقہ گذارش بھی
آپ کو یاد ہوگی۔ میں نے کہا تھا۔ کہ فطرتاً میں ناپاک یا بے خیالات کی عورت نہیں ہوں۔
اور اپنی طبیعت پر جبر کرنے اور آپ کی طرف سے مسلسل اظہار عشق کے بغیر جادہ عصمت
سے منحرف نہیں ہو سکتی۔ حضور کے آغوش میں آنے سے پہلے مجھے اپنے دل کو یہ سمجھانا ہوگا۔ کہ
آپ کے ساتھ میرا تعلق ایک ایسی منکوحہ کی حیثیت میں ہے۔ جس کی صورت میں ہم نکاح کو نظر

انداز کر دیا گیا ہو۔ پس اگر آپ مجھ پر قبضہ پانا چاہتے ہیں۔ تو رفتہ رفتہ پیار اور محبت کرنے سے ہی پا سکیں گے۔ جس طرح کوئی باوفا عاشق اپنے معشوق کے روبرو عشق حقیقی کے ثبوت پیش کرنے کے بعد کامیاب ہوتا ہے۔

امیر الملا ایسی گفتگو کا عادی نہ تھا۔ اس کا تجربہ یہ تھا۔ کہ جس حسینہ پر اظہار تمنا کیا جائے اس کی طرف سے ذرا سا انکار نہ ہو۔ لیڈی ہیٹ فیلڈ کی پیچ پیچ گفتگو سے وہ بہت بے قرار ہو گیا اور گھبرا کر کہنے لگا۔ "تو بیچارہ نووارد کوئے عشق کے لئے تم ایسے حسینوں کا فلسفہ سمجھنا کتنا دشوار ہے۔ اے ستم آخر کب تک مجھے اس انتظار کی اذیت میں رکھا جائے گا؟ جارجیانہ میں تم پر دیوانہ وار فریفتہ ہوں۔ تمہارا حسن سحر انگیز میرے دماغ میں تلاطم پیدا کر رہا ہے۔ میں تمہیں اپنے سینے سے لگانے کے لئے بیقرار ہوا جاتا ہوں ..."

جارجیانہ بولی "میں قطع کلام کے لئے معافی کی خواستگار ہوں۔ لیکن عرض یہ ہے۔ اگر آپ کا عشق محض جذبات نفسانی سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ تو حضور کی طبیعت میری طرف سے بہت جلد سیر ہو جائے گی۔ اور میں ایسی عورت نہیں ہوں۔ کہ ایک امیر اعلیٰ کی بھی نظر التفات ٹھکرا کر منظور کر دوں۔ مجھ سے بتدریج اظہار محبت کیجئے۔ ایسی کوشش کو کام میں لائیے۔ کہ میری طبیعت از خود وابستہ ہو جائے۔ اور ہمارا باہمی تعلق جذبات سفلی پر نہیں۔ بلکہ اعلیٰ خیالات پر مبنی ہو۔"

"لیکن یہ تاب انتظار کسے ہے! راحت آفرین جارجیانہ تم سے میرا عشق حد صبر و شکیب سے باہر ہے۔" امیر الامرا نے اس حسینہ کے دلفریب خط و خال کو حریصانہ نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جس سے اس کے دماغ کی آگ اور بھی تیزی سے بھڑکنے لگی۔

"یہ درست ہے۔" جارجیانہ نے آہستگی سے کہا۔ "لیکن میرا عذر یہ ہے کہ ایسی محبت پائدار نہیں ہوتی۔ اور جب تک مجھے اس بات کا یقین نہ ہو جائے۔ کہ میرا اور آپ کا تعلق دائمی ہوگا۔ میں اس بات پر آمادہ نہیں ہو سکتی۔ ..."

امیر الامرا گھبرا گیا۔ اور اپنے بازو لیڈی ہیٹ فیلڈ کی طرف پھیلا کر کہنے لگا "یہ کیا ستمگاری ہے! میں اس عذاب کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ..."

"دیکھئے صاحب میں ایسے گستاخانہ سلوک کی عادی نہیں ہوں۔" لیڈی ہیٹ فیلڈ نے بجلی کی تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر پر وقار لہجہ میں کہا۔ "اگر آپ نے یہ سمجھا ہے کہ میں آپ کے

مراتب اعلیٰ سے جچکا چوند میں اگر آپ کے ابتدائی الفاظ پر ہی منزل عصمت سے گر جاؤں گی تو مجھے یہ کہنے کے لئے معاف فرمائیے۔ کہ آپ نے جارجیانہ ہیٹ فیلڈ کی خصلت سمجھنے میں فاش غلطی کی ہے۔"

"قابل پرستش حسینہ" امیر اعلیٰ نے نادم ہو کر کہا۔ "تم اپنی طبیعت کو ملول نہ کرو۔ مجھے تم سے اس درجہ محبت ہے کہ میں کوئی بے جا حرکت کر کے ہمیشہ کے لئے تم سے دست بردار ہونا نہیں چاہتا۔ اگر تمہیں اپنی ہی بات منوانے پر اصرار ہے تو یونہی سہی۔ بتاؤ وہ مزید شرطیں کونسی ہیں جن کی تعمیل مجھ پر فرض ہے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ تم ہر روز شام کے وقت گھنٹہ بھر کے لئے مجھے اپنی دلفریب صورت دکھا جایا کرو۔ تاکہ میں تمہیں اپنی محبت کا ثبوت دے سکوں۔ اور ہم ایک دوسرے کی خصلت سے بہتر واقفیت حاصل کر لیں۔"

لیڈی ہیٹ فیلڈ نے اس سوال کا براہ راست جواب نہ دیتے ہوئے کہا۔ "حضور کا یہ طرز عمل بیشک قابل تعریف ہے۔ یاد رکھئے۔ جب ایک بار عورت کسی مرد کی عزت کرنے لگے تو اس کے بعد۔۔"

"میں سمجھ گیا۔" امیر اعلیٰ نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا۔ "تمہارا کہنا یہ ہے کہ جب ایک بار عورت کسی مرد کی عزت کرنے لگے۔ تو اس کے بعد اس سے محبت پیدا ہو جانا سہل ہے میری دلنواز حسینہ اگر تم یہی چاہتی ہو۔ تو مجھے انکار نہیں۔ ہم بتدریج ایک دوسرے پر اپنی محبت ظاہر کرنے کی کوشش کرینگے۔ تم ہمیشہ مجھے وفا شعار اور با محبت دیکھو گی۔ جو میرے لئے یقیناً بہت بڑی بات ہے۔ لیکن اے جان جہاں اس کا تم بھی اقرار کرو۔ کہ میری امیدواری کا زمانہ زیادہ طویل ثابت نہ ہوگا۔ اور مجھے اس صبر و انتظار کا ثمرہ جلدی ہی مل جائے گا۔"

"معاف فرمائیے" جارجیانہ نے بھولاہت آمیز لہجے میں کہا۔ "آپ کی باتیں دنیاداروں کی سی ہیں۔ لیکن میری محبت کا حصول صرف عاشقانہ سلوک سے ممکن ہے۔ اگر آپ مجھے ایسی عورت سمجھتے ہیں۔ جسے آپ دولت یا اثر کی ترغیب و تحریص سے بس میں لا سکتے ہیں۔ تو الوداع یہ کنیز رخصت ہوتی ہے۔ کیونکہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے۔ میں ایسی شرطوں پر آپ کے قبضہ میں آنے کو تیار نہیں ہوں۔ لیکن اگر آپ میری محبت کو اس طریق پر حاصل کرنے کی کوشش کریں جیسے کوئی عاشق صادق اپنے معشوق کی یا شوہر اپنی بیوی کی محبت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو البتہ دوسری بات ہے۔ اگر جہاں تک وقت کو میں

اچھی طرح محسوس کرتی ہوں۔ کہ میں آپ کی منکوحہ کسی صورت میں نہیں ہو سکتی۔"

"آہ، کاش میں تم سے اس وقت شادی ہی کر سکتا!" امیر الملک نے اپنی آنکھیں اس کے خوبصورت چہرہ پر گڑو کر کہا۔ "کیونکہ اے نازنین تمہارا حسن میرے دماغ میں ناقابل برداشت حرارت اور سینہ میں پر جوش ولولے پیدا کر رہا ہے۔ تمہاری ایک شب وصل کے لئے میں اپنی زندگی کے ایک سال سے دست بردار ہونے کو تیار ہوں۔ جارجیانہ مجھ سے ایسی کج ادائی اور بے مہری نہ کرو۔ تمہاری ان باتوں سے میرے اندر دیوانگی کا اثر طاری ہو رہا ہے۔ میری رگوں کا خون پگھلے ہوئے سیسہ کی طرح بہتا ہے۔ خدا کے لئے اس وقت میرے سینہ سے لگ جاؤ۔ کہ میری راحت کا جام لبریز ہو۔ اس سامنے کونے میں جو چھوٹا سا دروازہ نظر آتا ہے۔ اس سے پرے ایک حجرہ ہے۔ جو ہماری شب زفاف کے کمرہ کا کام دے گا۔ پس آ نازآفرین جارجیانہ میرے ساتھ اس کمرہ کی طرف چلو۔ سرد مہری، تامل اور حجاب کے ساتھ نہیں۔ بلکہ گرمجوشی، امنگوں اور دلی راحت کے ساتھ۔ تاکہ ہم بہشتی راحتوں سے بہرہ اندوز ہوں۔ ہماری تنہائی مکمل ہے۔ کسی غیر کی مداخلت کا اندیشہ نہیں۔ اور دنیا کو کبھی معلوم نہ ہوگا کہ تم میرے قبضہ میں آئیں۔ ۔ ۔"

لیڈی ہیسٹ فیلڈ کہنے لگی۔ "افسوس کہ میرا استدلال اور فہمائش ناکارہ ثابت ہوئی حضور کا انداز گفتگو ایسا ہے۔ جس کی کسی شریف مرد سے توقع نہیں ہو سکتی۔ آپ تو خدا کے فضل سے ذی مرتبہ امیر ہیں۔ ۔"

امیر الملک بڑے جوش کے لہجہ میں بولا۔ "او ظالم عشق کی دیوانگی امارت اور مراتب کو فراموش کرا دیتی ہے۔ اس کی سلطنت میں شاہ و گدا دونوں کا ایک رتبہ ہے۔ باوجود ان عذروں کے جو میں نے بے صبری میں تم سے کر لئے۔ میں ایک لمحہ کی تاخیر بھی برداشت نہیں کر سکتا پس اے میری انگیز دل آرام تم اسی وقت میری بغل میں آ جاؤ۔ کہ دل بیقرار کو چین ہو۔"

یہ کہتے ہوئے امیر الملک نے اپنی خواہشات کی تندی کے زیر اثر ایسی طاقت سے کام لے کر جس کا وہ نازنین زیادہ عرصہ مقابلہ نہ کر سکتی تھی اپنے مضبوط بازو جارجیانہ کی کمر میں ڈال دیئے ایک لمحہ کے لئے دنیا لیڈی ہیسٹ فیلڈ کی نظروں میں اندھیر ہو گئی۔ اور اس نے سمجھا میری تباہی اب یقینی ہے۔

لیکن نہیں جو لوگ خود گناہ کی راہ پر چلنا نہیں چاہتے۔ ۔ ۔ جو نیکی کو اپنا شعار رکھتے ہیں۔ قادر

مطلق ہر وقت ان کی امداد کے لئے تیار رہتا ہے۔

خیال کی تیزی کے ساتھ حبشی اپنی جائے نہاں سے لپک کر باہر نکل آیا۔ اس کی صورت دیکھ کر امیر اعلےٰ کے منہ سے غصہ اور حیرت اور لیڈی ہیبٹ فیلڈ کے لبوں سے خوشی کا نعرہ بلند ہوا۔

اس نازک اندام حسینہ کو چھوڑ کر امیر اعلےٰ نے دیو صورت حبشی کی طرف مخاطب ہو کر اضطراب کے لہجہ میں کہا "تم کون ہو اور یہاں بے جا مداخلت کیا معنی رکھتی ہے؟"

حبشی نے ان سوالوں کو حقارت کے ساتھ نظر انداز کر دیا۔ اور امیر اعلےٰ کی طرف توجہ دئے بغیر لیڈی ہیبٹ فیلڈ کو سہارا دیکر دروازہ تک لے گیا اور پھر دروازہ کھول کر اس نے حسینہ کو کمرہ سے باہر نکال دیا۔ اور دروازہ کو دوبارہ اندر سے بند کر کے اس کے ساتھ پیٹھ لگا کر کھڑا ہو گیا۔ یہ سارا کام اس تیزی کے ساتھ ہوا۔ کہ قبل اس کے کہ امیر اعلےٰ کا وہ استعجاب رفع ہوتا۔ جو حبشی کے نمودار ہونے سے اس پر طاری ہوا تھا۔ جان جہاں نظروں سے غائب ہو گئی کچھ دیر بعد مگر جب امیر اعلےٰ کی طاقت گویائی بحال ہوئی۔ تو وہ مایوسی کے غصہ میں بھر کر کہنے لگا۔ "او بدمعاش حبشی۔ تجھے معلوم نہیں۔ میں کون ہوں۔ تو نے کیونکر میرے معاملات میں حائل ہونے کی جرأت کی؟"

حبشی بڑے پر سکون اور افسردہ لہجہ میں کہنے لگا۔ "مجھے خوب معلوم ہے حضور کون ہیں اور یہ دیکھ کر مجھے حیاں گداز صدمہ ہوتا ہے۔ کہ میرے ملک میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جو اپنی طاقت کو کمزور اور بے بس عورت کے خلاف ایسی بے حیائی سے استعمال کر سکتے ہیں"۔

امیر اعلےٰ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اور وہ کہنے لگا۔ "گستاخ! کمینہ! ایسی باتیں میرے سامنے! ہٹ جا کہ میں باہر چلا جاؤں"۔

مگر حبشی استقلال کے لہجہ میں کہنے لگا۔ "اس وقت تک نہیں کہ مجھے یقین ہو جائے۔ لیڈی ہیبٹ فیلڈ اس ناپاک مکان سے جسے آپ ایسے ادنےٰ کاموں کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ رخصت ہو چکی ہے"۔

امیر اعلےٰ حیرت زدہ ہو کر چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس قسم کی بدسلوکی عمر بھر میں کبھی اس کے ساتھ نہیں ہوئی تھی۔ ایک لمحہ کے لئے چپ چاپ کھڑا رہا۔ اور سکوت کے اس ایک لمحہ میں ہزاروں قسم کے خیالات اس کے دل میں پیدا ہوئے۔ اس نے سوچا۔ یہ شخص

جسے میری دولت اور اثر کی بھی پروا نہیں۔ غالباً اتنا عرصہ جب تک لیڈی ہیٹ فیلڈ اس کمرہ میں رہی یہ پوشیدہ تھا۔ اور اس نے غالباً یہ بھی سن لیا ہے کہ میں ایک اہم دستاویز پر معاملہ کے متعلق پہلوؤں کو سوچے بغیر دستخط کر کے دے چکا ہوں۔ جب امیر اعلیٰ کو یہ سب باتیں یاد آئیں۔ گو وہ اپنے دل میں سخت الجھن محسوس کرنے لگا۔ اس نے سمجھا۔ اگر اس حبشی نے ان باتوں کو عوام میں مشتہر کر دیا۔ تو ہر شخص میرے خلاف اظہار نفرت و حقارت کرنے لگے گا۔ اور اگرچہ امیر اعلیٰ کو عوام کی رائے کی چنداں پروا نہ ہوتی تھی۔ پھر بھی موجودہ صورت میں وہ اس کے خوفناک اثرات کو نظر انداز نہ کر سکتا تھا۔

خیالات کی اس رو نے جلد ہی امیر اعلیٰ پر ثابت کر دیا۔ کہ وہ ایک خوفناک غار کے دہانہ پر کھڑا ہے۔ اور اس کے لئے لازم ہے۔ کہ اس سیاہ فام اجنبی کے ساتھ مصالحت پیدا کر لے۔ تاکہ وہ اس کی راز کی باتوں کو دنیا پر مشتہر کرنے کا ذریعہ نہ بنے۔ امیر چونکہ فطرتاً مغرور آدمی تھا۔ اس لئے مصالحانہ لہجہ اختیار کرنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ لیکن مجبوری انسان سے سب کچھ کرا دیتی ہے۔ جس طرح بھی ممکن ہوا۔ اس نے اپنے غصہ کو ضبط کر کے حبشی کے قریب پہنچ کر نرمی سے کہا۔ "دیکھو میں تم پر سختی کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن اس قدر تمہارا بھی فرض ہے۔ کہ مجھے بتاؤ۔ تم میرے مکان میں کیوں آئے۔ اور [illegible] کمرہ تک کیونکر رسائی حاصل کی؟"

حبشی کہنے لگا۔ "حضور کے سوالات کا جواب دینا میرا فرض ہے۔ کیونکہ اسی طرح میں آپکو یقین دلا سکتا ہوں۔ کہ میں کسی ادنیٰ غرض کو پیش نظر رکھ کر عمداً اس کمرہ تک نہیں پہنچا تھا۔ میرا جواب نہایت مختصر ہے۔ یعنی یہ کہ پال مال کے بازار میں مجھے ایک عمر رسیدہ شخص ملا جس نے مجھ سے سوال کیا۔ کیا تم ملازمت کرنا چاہتے ہو۔ حقیقت میں مجھے ملازمت کی تلاش نہ تھی۔ لیکن جب مجھے بتایا گیا۔ کہ تمہاری خدمات فلاں امیر کے لئے درکار ہیں۔ تو محض آپ کی زیارت کے لئے میں نے ان کے ساتھ آنا منظور کر لیا۔ وہ صاحب مجھے ایک جگہ بٹھا کر کہیں چلے گئے۔ اور جب مجھے ان کا انتظار کرتے کافی دیر ہو گئی۔ تو میں مزید انتظار سے عاجز آ کر مکان سے رخصت ہونے کے لئے اٹھا۔ مگر راستہ بھول گیا۔ اور بعض اتفاقیہ طور پر اس کمرہ میں پہنچا۔ پھر یہاں سے نکلا ہی چاہتا تھا۔ کہ حضور اس شخص کے ساتھ جو مجھے یہاں لایا تھا۔ اور جس کا نام اب مجھے وارن معلوم ہوا ہے۔ گفتگو کرتے یہاں آئے۔ پھر کسی طرح [illegible]

سے نہیں۔ بلکہ اس فطری ترغیب کے باعث سے جو انسان کے اندر موجود ہوتی ہے۔ ایک پردہ کے پیچھے چھپ گیا۔ اور میرا ارادہ تھا۔ کہ فوراً باہر نکل کر حضور سے عذر خواہی کروں۔ کہ آپ کی گفتگو سے معلوم ہوا۔ لیڈی ہیسٹ فیلڈ عنقریب اس کمرہ میں آنے والی ہے۔ اس نام کو سن کر میں دنگ رہ گیا۔ اور محض رفع استعجاب کی غرض سے یہ معلوم کرنے کے لئے اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا۔ کہ کیا لیڈی ہیسٹ فیلڈ اتنی ذلیل ہو چکی ہے۔ کہ اس نے آپ کے قبضہ میں آنا منظور کر لیا۔"

امیر اعلیٰ نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ "تو کیا تم اسے جانتے ہو؟" پھر ذرا تامل کے بعد وہ کہنے لگا۔ "اس نے تو تمہیں نہیں پہچانا۔"

"جی ہاں وہ مجھے نہیں پہچانتی۔" حبشی نے جواب دیا۔

"اس کے باوجود تم یقیناً اسے اچھی طرح جانتے ہو گے۔ تبھی اس کا نام سنکر تم اس ملاقات کا نتیجہ دیکھنے کو رک گئے۔"

حبشی نے مبہم لفظوں میں کہا۔ "جی ہاں میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ لیکن وہ مجھے نہیں پہچانتی۔"

امیر اعلیٰ نے اجنبی کے چہرہ پر متعجبانہ نظر ڈال کر پوچھا۔ "آخر تم کون ہو؟ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ تم وہ نہیں ہو۔ جو وارن نے تمہیں سمجھا تھا۔"

حبشی نے کہا۔ "میں اس بارہ میں آپ کے سوالات کا کچھ جواب نہیں دے سکتا لیکن اب اگر آپ اجازت دیں۔ تو میں رخصت ہونا چاہتا ہوں۔"

امیر اعلیٰ نے کہا۔ "ایک منٹ ٹھہر جاؤ۔ میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کیا تم ان واقعات کو جو آج رات تم نے یہاں دیکھے مشتہر کر دو گے؟ کیا تم ان سے درگذر کرنے کے لئے تیار ہو۔ بشرطیکہ میری طرف سے بھی یہ ثابت ہو جائے کہ میں کسی طرح تم سے ناراض نہیں ہوں۔"

حبشی بولا۔ "اطمینان رکھیئے۔ جو اسرار آج رات مجھے معلوم ہوئے۔ انہیں عوام کے روبرو پیش کرنے سے مجھے نہ کچھ فائدہ اور نہ دلچسپی ہے۔ کسی خدا ترس اور صاحب ایمان شخص کے لئے یہ مناسب نہیں۔ کہ وہ نوع انسان کے کسی فرد کی کمزوریاں دوسروں کے سامنے بیان کرے۔ کیونکہ ہر فرد بشر کمزوریوں کا پتلا ہے۔ اور پھر آپ جیسے ذی مرتبہ شخص کی کمزوریوں کو مشتہر کرنا تو اور بھی زیادہ معیوب ہو گا۔ آپ کے سوال کے آخری حصہ کی

نسبت یہ کہ مجھے خاموش رکھنے کے لئے کسی رشوت یا انعام کی ضرورت نہیں ۔لیکن ہاں" اس نے یکایک کچھ سوچ کر کہا۔ "آپ کی پیش کردہ رعایت سے میں ایک طرح فائدہ اٹھا سکتا ہوں۔"

امیر اعلیٰ نے بے صبری سے کہا۔ "وہ کونسی رعایت ہے۔ جس کا تم ذکر کرتے ہو۔ اگرچہ تم میرے لئے بالکل اجنبی ہو۔ اور مجھے تمہارا نام بھی معلوم نہیں۔ تاہم تمہارے وعدہ خاموشی پر میں اس بات کے لئے آمادہ ہوں۔ کہ تم کسی معاملہ میں میری امداد حاصل کرنا چاہو تو میں دے دوں۔ اس کا میں تمہیں تحریری اقرار لکھ دیتا ہوں۔ کہ جب کبھی تمہیں میری کسی امداد کی ضرورت ہو۔ تم اسے حاصل کر سکو گے۔"

حبشی کہنے لگا۔ "جی ہاں ایسی ہی میری خواہش ہے۔"

امیر اعلیٰ قریب ترین میز پر بیٹھ گیا۔ اور اس کی دراز سے سامان نوشت نکال کر اس نے ایک پرزہ کاغذ پر ذیل کی چند سطور جلد جلد لکھدیں جن سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اس ناگوار ملاقات کو جلد تر ختم کرنا چاہتا ہے۔ اس نے لکھا:۔

میں حامل رقعہ کا بہت ممنون ہوں کہ اس نے ایک موقعہ پر مجھے خاص مدد دی تھی۔ لہٰذا اگر کسی موقعہ پر اسے میری امداد کی ضرورت ہو۔ اور وہ امداد میرے مراتب کی شان کے خلاف نہ ہو۔ تو مجھے اس قسم کی مدد دینے سے انکار نہ ہوگا۔

۳ مارچ ۱۸۲۷ء

اس دستاویز کے نیچے امیر اعلیٰ نے اپنے دستخط کر دئے۔ اور مہر لگا کر یہ کہتے ہوئے حبشی کے حوالہ کر دی۔ "دیکھو میں نے تم پر کس قدر اعتماد کیا ہے۔ اب اس بات کا خیال رکھنا تمہارا کام ہے کہ ایک طرف لیڈی ہیٹ فیلڈ کی نیک نامی اور دوسری جانب میری عزت پر حرف نہ آئے۔"

حبشی نے کہا۔ "اطمینان فرمائیے۔ یہ واقعات میرے قفس سینہ میں محفوظ رہیں گے۔ اور یہ دستاویز جس پر آپ نے دستخط کر دئے ہیں۔ ہرگز کسی ناجائز کام کے لئے استعمال نہ کی جائے گی۔"

اتنا کہہ کر حبشی نے سلام کیا۔ اور امیر اعلیٰ سے رخصت ہوا۔ واقعات نے اب ایسا پلٹا کھایا تھا کہ امیر اعلیٰ کو پہلے جو آزردگی محسوس ہوئی تھی۔ وہ بھی رفع ہو گئی۔

اس مرتبہ حبشی کو صحیح راستہ معلوم کرنے میں زیادہ دشواری پیش نہ آئی۔ چنانچہ

وہ مکان سے نکلنے کو تھا۔ کہ ڈیوڑھی میں سر فلپ وارن اور سر رنڈولف ہیرل آپس میں جھگڑتے نظر آئے

سر فلپ وارن حبشی کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھا۔ اور کہنے لگا "تم اتنی دیر کہاں رہے؟ لیکن مضائقہ نہیں۔ اب چونکہ تم واپس آگئے ہو ہمارے لئے آسانی کے ساتھ اس سوال کو جو میرے اور سر رنڈولف یعنی میرے دوست کے درمیان زیر بحث ہے۔ حل کر سکو گے"

سر رنڈولف کہنے لگا" دیکھو معاملہ یہ ہے۔ کہ میں نے سر فلپ وارن سے بیس پونڈ کی شرط لگائی ہے..."

"ہاں بیس پونڈ کی" سر فلپ نے جلدی سے کہا۔ "اور وہ شرط یہ ہے کہ تم..."

"کہ تم وہ نہیں ہو..." سر رنڈولف نے قطع کلام کر کے کہا

"اور میں کہتا ہوں تم وہی ہو..." سر فلپ کہنے لگا۔

"میں بہ اصرار کہتا ہوں کہ تم وہ نہیں ہو..." سر رنڈولف نے بڑے جوش میں بھر کر کہا۔

یہ حالت دیکھ کر حبشی کہنے لگا" صاحبان میں اب تک آپ کی بحث کا مطلب نہیں سمجھا پہلے معاملہ کی نوعیت تو بیان کیجئے"

سر فلپ وارن نے کہا " میں یہ کہتا ہوں۔ کہ تم کوئی بیکار ملازم ہو..."

سر رنڈولف ہیرل جلدی سے بولا" اور میں کہتا ہوں۔ تم کوئی بیکار ملازم نہیں ہو۔ اور اس پر ہماری بیس پونڈ کی شرط لگی ہوئی ہے..."

"جس کا فیصلہ تم پر ہے" سر فلپ نے کہا۔

حبشی مسکرا کر کہنے لگا" صاحبان اس جھگڑے کا فیصلہ میں ابھی کئے دیتا ہوں۔ میرے بیکار ملازم ہونے کا تو کیا ذکر میرے ذاتی ملازموں کی تعداد بارہ پندرہ سے کم نہیں۔ شب بخیر"

سر فلپ وارن کا چہرہ سفید ہو گیا۔ اور وہ گھبرا کر کہنے لگا" لو ناحق میرے بیس پونڈ لٹ گئے"

سر رنڈولف بولا" لٹ گئے کیوں ناحق کہتے ہو۔ چپکے سے بیس پونڈ نکال کے رکھ دو"

اس پر حبشی نے زور کا قہقہہ لگایا۔ اور دونوں صاحبوں کو ایک دوسرے سے جدا کر

چھوڑ کر اس مکان سے رخصت ہوا۔

جس وقت وہ پال مال کی سڑک پر چل رہا تھا۔ چند منٹ کے لئے پھر ارل آف الینگھم کے شاندار مکان کے سامنے رک گیا۔ اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ پھر وہاں سے آگے کو چلنے لگا تھا۔ کہ دو شخص جو بظاہر مزدور پیشہ معلوم ہوتے تھے۔ چلتے چلتے اسی مکان کے سامنے ٹھہر گئے اور ان میں سے ایک دوسرے سے کہنے لگا "یہی وہ مکان ہے۔ جس میں مالدل رہتا ہے۔ خدا اسے برکت دے"

"بے شک خدا اسے برکت دے"۔ اس کے ساتھی نے زوردار لہجہ میں اس انداز سے کہا۔ کہ الفاظ اس کے دل سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے تھے "وہ عوام کا حامی ہے۔"

یہ کہتے ہوئے دونوں مزدور آگے کو چلے گئے۔

حبشی بھی رفتہ رفتہ آگے کو چلا۔ اور کہنے لگا "کون کہتا ہے۔ مزدوروں کی جماعت میں شکریہ کا مادہ نہیں۔ آرتھر یقیناً تم اس قابل فخر نام کے مستحق ہو۔ جو تمہیں حاصل ہے میں بھی تہ دل سے کہتا ہوں۔ خدا تمہیں برکت دے!"

سلسلہ ثانی کی دسویں جلد ختم ہوئی

دلبش سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ لدھا رام لکھینا مینجر چھپا

فسانہ لندن

سلسلہ ثانی

مکمل اردو ترجمہ ۲۵ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

رینالڈس کے معرکہ آرا ناول مسٹریز آف لندن کے دو سلسلے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ دو جداگانہ داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شایع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جدا۔ کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے۔ مگر دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ ... اگر ممکن سمجھا جائے ... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جوہر موجود ہے۔ اور خدا اسے نیکی کی توفیق دے تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔ پھر دکھایا ہے کہ امیر اپنے غریب بھائی کی مصیبت میں دستگیری کرے تو وہ غریب ایک ایسے زبردست ایثار کا ثبوت دیتا ہے۔ کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے ضمناً اس داستان میں سیکڑوں نئے کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ مصنف کے دماغ نے ایک شہر آباد کیا ہے جس کے افراد کی حرکات و سکنات آپ کے لئے غایت درجہ دلچسپی رکھتی ہیں۔

ضخامت ۲۰۰۴ صفحوں سے زیادہ قیمت ۵ محصولڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی ملک منگائے جا سکتے ہیں۔ ہر حصہ کی قیمت ۱۲؍ علاوہ محصولڈاک ہے۔

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

رینالڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحات	قیمت
مسٹریز آف لنڈن (سلسلۂ اول)	فسانۂ لندن (۱۰ حصے)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۴۸	[illegible]
" (سلسلۂ ثانی)	" (۲۵ حصے)	"	۲۶۶۴	[illegible] ۱۲/
پیری سائڈ	باپ کا قاتل (۶ حصے)	منشی شمیم الدین صاحب لاہوری	۵۲۵	[illegible]
سمپٹرس	سوزن عشق	پنڈت شمبرناتھ صاحب سپرو	۵۱۹	[illegible]
یوپ جان	طلسمات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۲۰۰	[illegible]
فاسٹ	فریب حسن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	[illegible]
مس ڈولٹن	شکستہ دل	مسٹر پی ایم کمار	۱۳۶	۱۲/
لیلی یا سٹار آف منگریلیا	فسانہ الہ دین ویلی	منشی محمد امیر حسن صاحب	۴۲۷	[illegible]
برونز سٹیچو	لعبت فرنگ	منشی رام نراین صاحب	۷۲۴	[illegible]
مارگرٹ	مارگرٹ	منشی گرجا سہائے صاحب بی اے	۱۴۸	۱۲/
عمر	عمر پاشا (۲ حصے)	منشی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی	۵۰۳	[illegible]
سولجرس وائف	سپاہی کی دلہن	ڈاکٹر لکشمیپت صاحب عابد	۱۴۴	۱۲/
روز المبرٹ	روز المبرٹ (۲ حصے)	منشی جے نراین صاحب ویاس اثر لکھنوی	۴۵۶	[illegible]
نیکرومینسر	اسرار (۳ حصے)	منشی صدیق احمد صاحب	۴۹۴	[illegible]
وگیز وی وہرولف	ویگز ولسیڈا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۴	[illegible]
ماسٹر ٹموتھیز بک کیس	دھوکا یا طلسمی طاؤس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۳۶۱	[illegible]
کینتھ	پاداش عمل (۵ حصے)	مولوی صدیق حسن صاحب	۱۱۰۰	[illegible]
میری پرائیس	سرگزشت (۴ حصے)	منشی نوازش علی صاحب	۱۱۱۰	[illegible]
الفرڈ	شاد کام	منشی امجد حسین خاں صاحب مرحوم	۲۱۰	[illegible]
لوز آف دی حرم	اسرار حرم	منشی احمد الدین صاحب بی اے مرحوم	۲۱۰	[illegible]
نیگ ڈچس	شام جوانی (۲ حصے)	منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی	۶۰۰	[illegible]
فشر مین	نیرنگ	سید احمد شاہ صاحب لکھنوی	۹۵	۸/

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

جارج سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشر داس پرنٹر چھپا

۸۲۳

24/11/59

20/12/58

۹۵۸۲

رف

۸

۳۲۳

کتب خانہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس تعلیمی، مجلس انتظامی ... ایک وقت میں ... کتابیں ... رکھ سکیں گے۔

۲۔ اساتذہ جامعہ ... ایک وقت میں ... کتابیں ... رکھ سکیں گے۔

۳۔ طلباء میں ... ایک وقت میں ... کتابیں ... اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے بحساب ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائیگا۔

۵۔ ... کتابیں ... جاری کی جا سکیں گی مگر ... کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو ... ذمہ داری عائد ہوگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے نہ لگایا جا سکے۔

۸۔ قلمی نسخے ... کی کتابیں جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط